

سیرت طیبہ  
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ  
ولادت تا شہادت

محمد عبد الخالق توکلی



سیرت طیبہ

# سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

(ولادت تا شہادت)

سیرت نگار محمد عبدالحق توکلی

(ریٹائرڈ سینئر جیکٹ سپیشلسٹ)

گورنمنٹ کالج برائے تربیتی اساتذہ، فیصل آباد

(0333-9926213)

مکتبہ محبوبیہ، نزد بس سٹاپ ملک پور، شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد

رہائش: W-S.3-K، گلستان کالونی نمبر 1، فیصل آباد۔ فون: 041-8784141



ضابطہ: ذکر خیر 1 تا 37 کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

|             |       |                                           |
|-------------|-------|-------------------------------------------|
| نام کتاب    | ..... | سیدنا امام حسن علیہ السلام                |
| مصنف / مؤلف | ..... | محمد عبدالخالق تونکلی                     |
| ایڈیشن      | ..... | اول (2009)                                |
| تعداد       | ..... | 1000                                      |
| پبلشرز      | ..... |                                           |
| کمپوزنگ     | ..... | شیخ آصف حسین (المن کپوزنگ سنٹر فیصل آباد) |
|             |       | (0321-7805823, 0313-7210623)              |



# فہرست

|    |                                         |          |                                     |
|----|-----------------------------------------|----------|-------------------------------------|
| 41 | بچپن ہی میں علمی مشغلہ                  | 09       | تعارف مؤلف                          |
| 42 | سیرت و عملاً فرزندِ مصطفیٰ ﷺ            | 10       | پیش لفظ                             |
| 43 | سخاوت و بردباری کا بے مثل واقعہ         | 15       | صاحبزادہ کرنل الطاف محمود صاحب      |
| 44 | شانِ اقدس از واقعہ مہلبہ                |          | ہاشمی آستانہ توحید مجاہد سید        |
| 46 | سیدنا حسنؑ اور سیدنا صدیق اکبرؑ         |          | شریف                                |
| 46 | سیدنا حسنؑ اور سیدنا فاروق اعظمؑ        | 16       | ==== تقریبہ =====                   |
| 47 | سیدنا حسنؑ اور سیدنا عثمانؑ و الانورینؑ |          | پروفیسر مفتی عبدالرؤف خان صاحب      |
| 49 | سیدنا حسنؑ اور سیدنا علی المرتضیٰؑ      | 18       | پروفیسر روبینہ کوشمغل صاحبہ         |
| 50 | جنگِ جمل                                | 20       | پروفیسر ریاض احمد قادری صاحب        |
| 50 | جنگِ صفین                               | 21       | زمزم سہ توحید و نعت                 |
| 50 | شہادتِ شیر خدا ﷺ                        | 23       | ==== منقبت =====                    |
| 51 | نماز کی اہمیت؟                          |          | از پروفیسر ریاض احمد قادری صاحب     |
| 51 | وصیت                                    | 24       | حکیم محمد رمضان اطہر صاحب           |
| 52 | امام عالی مقام کا عہدِ خلافت            | 27 تا 25 | ابتداءً متعلقہ اہل بیت نبوت         |
| 52 | سبازگ بادی پر طلاق                      | 28       | اسے بھی ضرور پڑھیں                  |
| 54 | صلح کے لیے مشورہ                        | 29       | اہل بیت اور امام اعظمؑ              |
| 54 | حضرت معاویہؓ کی پیکشِ صلح               | 31       | بیانِ اوگر                          |
| 56 | شرائطِ صلح                              | 32       | شجرہ نسب امام حسنؑ                  |
| 57 | خلافت سے دستبرداری                      | 34       | والدہ ماجدہ سیدہ زہراؑ بتولؑ        |
| 58 | ابن حجرؒ کے بیان                        | 35       | والد ماجد شیر خدا ﷺ مع واوی جانؑ    |
| 58 | امام ابو نعیم اصفہانیؒ                  | 37       | نانا جان حضورِ رحمت و دو عالم ﷺ     |
|    | اور امام تہجدیؒ کے بیان                 | 39       | نانی جان سیدہ خدیجہ طیبہؑ طاہرہؑ    |
| 59 | اللہ تعالیٰ سے طلب کا نتیجہ             | 39       | ولادتِ طیبہ، بچپن اور تعلیم و تربیت |



|     |                                         |    |                                         |
|-----|-----------------------------------------|----|-----------------------------------------|
| 84  | ✽ خاموشی اور کم گوئی                    | 59 | ✽ (بہترین دعا)                          |
| 84  | ✽ ارشاد گرامی                           | 60 | ✽ مخالفت                                |
| 84  | ✽ خطبہ                                  | 60 | ✽ عام الجماعت                           |
| 85  | ✽ کرامت                                 | 61 | ✽ مسلک اہلسنت و جماعت                   |
| 85  | ✽ کرامات                                | 61 | ✽ حرم مدینہ منورہ میں                   |
| 86  | ✽ اقوال زریں                            | 61 | ✽ حکیم محمود احمد کا تبصرہ              |
| 86  | ✽ چار باتیں یاد رکھو                    | 62 | ✽ متفرق بیان متعلقہ خلافت               |
| 87  | ✽ والد ماجد رضی اللہ عنہ کا احترام      | 62 | ✽ حج مبارک..... طرز تکلم و فضائل        |
| 87  | ✽ متعلقہ علم مزید معلومات               | 63 | ✽ جنگ جمل و مہین پر تبصرہ               |
| 88  | ✽ روایات                                | 64 | ✽ بحوالہ بخاری شریف۔ فضائل              |
| 88  | ✽ دعائے قنوت                            | 65 | ✽ بحوالہ ترمذی شریف۔ فضائل              |
| 89  | ✽ ایک خطبہ کے ارشادات                   | 68 | ✽ بحوالہ شفا شریف۔ فضائل                |
| 89  | ✽ ایک ارشاد عالی شان                    | 68 | ✽ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ           |
| 90  | ✽ زبدہ تقویٰ                            |    | ✽ صوفیائے کرام کے پیشوا                 |
| 90  | ✽ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا فرمودہ | 70 | ✽ تحریک و ذکر                           |
| 91  | ✽ اکابر رضی اللہ عنہ کی شفقت            | 71 | ✽ مقامات صوفیائے عظام                   |
| 91  | ✽ آیت طہر                               | 74 | ✽ بارہ امام                             |
| 95  | ✽ ارشاد مجید و الف ثانی رضی اللہ عنہ    | 75 | ✽ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ            |
|     | ✽ مولانا جامی رضی اللہ عنہ              | 76 | ✽ التجاء                                |
| 95  | ✽ نسب ظاہری برکات                       | 79 | ✽ قانونی مشیر                           |
| 96  | ✽ یہ بھی ضرور پڑھئے                     | 80 | ✽ صدقہ و خیرات                          |
| 97  | ✽ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ | 80 | ✽ خاص واقعہ                             |
|     | ✽ کا خصوصی بیان                         | 81 | ✽ واقعہ از سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ |
| 102 | ✽ معاویہ رضی اللہ عنہ افضل یا           | 81 | ✽ واقعہ..... سواری اور سوار             |
|     | ✽ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ        | 81 | ✽ پسند آئی..... ادائے عاشقانہ           |
| 102 | ✽ نماز میں کیفیت                        | 82 | ✽ واقعہ..... حضور ﷺ نے دودھ پلایا       |
| 103 | ✽ امانین رضی اللہ عنہ کا انداز تبلیغ    | 82 | ✽ نماز جمعہ پڑھائی                      |
| 103 | ✽ امانین رضی اللہ عنہ کی تمنا           | 82 | ✽ دلچسپ مکالمہ                          |

|     |                                             |         |                                        |
|-----|---------------------------------------------|---------|----------------------------------------|
| 114 | اولادِ کرام علیہ السلام اور ازواجِ مطہرات   | 104     | امامین علیہ السلام اور کالائے ناگ      |
| 115 | ازواج                                       | 104     | قصہ عمدہ اونٹ اور اچھا بوجھ            |
| 116 | صاحبزادے                                    | 104     | شب معراج محل                           |
| 116 | صاحبزادیاں                                  | 105     | ایک واقعہ مختصراً                      |
| 116 | حضرت زید بن حسن عقیلی علیہ السلام           | 105     | ہرنی نے بچہ پیش کیا                    |
| 117 | حضرت حسن ثقی بن حسن علیہ السلام             | 105     | قابل توجہ                              |
| 120 | سیدہ نفیسہ علیہا السلام کا ایمان افروز بیان | 105     | تحفیں لکھنا                            |
| 122 | متفرق منقبت اور اہم نوٹ                     | 106     | شہادت                                  |
| 123 | ضمیمہ                                       | 107     | ایثارِ عائشہ صدیقہ کائنات علیہا السلام |
|     | (مقالہ از سید نظام دھگیر زیدی صاحب)         | 108     | بیانات از مصنفین کرام                  |
| 126 | مراجع والمصادر                              | 108     | ایک خواب                               |
|     |                                             | 113-108 | زہرے متعلقہ نوٹ                        |





## انتساب

مختصر سیدہ خاتونِ جنت فاطمہ زہرا بتول علیہا السلام اللہ علیہا  
 اور انہی کی ذات گرامی سے منسوب  
 آپ ﷺ کے عزیز بزرگِ کثرتِ جگر پر چند اوراق پریشاں لکھے گئے اور نقل کئے گئے خود  
 بھی قبول فرمائیں اور اپنے عظیم ترین محبوب آقا جلالِ مادی سید الاولین والآخرین شفیع معظم نور علی  
 نور ﷺ کی بارگاہِ عالیہ سے بھی شرفِ قبولیت و لوا دین۔ تاکہ  
 راقم بے حد گنہگار کو موت سے لے کر آخر تک تمام مراحل میں ذرہ بھر بھی تنگی نہ ہو اور  
 خصوصی شفاعت میں پناہ ملے۔  
 ان گذارشات کی منظوری کے لیے اپنے شیخِ طریقت محسن اعظم، مجسمہ اسرار و انوار،  
 سنتِ مطہرہ کے ہمیشہ پابند، حسن و جمال اور مکارمِ اخلاق کے پیکرِ خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدی  
 محبوبی توکلؒ مجددی نقشبندی، قادری علیہ الرحمۃ کا وسیلہ بھی بطور نذرانہ پیش خدمت ہے۔

کترین امیدوار غفران

محمد عبدالخالق توکلؒ عفی عنہ

قارئین کرام! اس کتاب میں کسی بھی قسم کی کوئی غلطی یا کمی بیشی نظر آئے تو مطلع فرما کر اجرِ عظیم  
 پائیں۔ شکر گزار (مؤلف)

ارشاد گرامی امام ربانی مجدد الف ثانی

شیخ احمد سرہندی فاروقی

قدس سرہ العزیز

ترجمہ: ”اہل بیت نبوتؑ سے محبت کا خاتمہ کی سلامتی میں بڑا دخل ہے۔ (یعنی اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت خاتمہ بالخیر ہونے میں نہایت مدد و معاون ہے۔ مفہوم از راقم) (صحیفہ شریفہ، 36 دفتر دوم)

”ہم اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور

ہماری نگاہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جگمگاتی روشنی پر مرکوز ہیں۔“

(تفسیر ضیاء القرآن، جلد چہارم، ص: 377، اشاعت رمضان المبارک 1399ھ)

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو  
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

وہ حسن مجتبیٰ سید الاختیا  
راکب دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

استدعا:

رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ  
بِحُرْمَتِ رَحْمَةِ الْعَالَمِينَ صَلَّيْكَ اللَّهُمَّ  
اللَّهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَأَنْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا ذَا الْجَلَالِ  
وَالْإِكْرَامِ

ترجمہ: اے اللہ عزوجل! ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت  
نچھاور فرما! اے عظمت اور بزرگی والے۔



## تعارف مؤلف

نام: محمد عبدالخالق توکلی

ولدیت: حضرت مولانا مولوی کریم بخش توکلی مدظلہ

ادواجان: خولجہ نور مانی نور اللہ مرقدہ

پیدائش: 02-06-1937 بمقام کھڈور صاحب، ضلع امرتسر

تعلیمی قابلیت: ایم اے اردو، ایم اے اسلامیات، بی ایڈ

1955ء میں سے شعبہ درس و تدریس

پیشہ: 1961ء سے کئی سرکاری تعلیمی اداروں میں تدریسی انتظامی امور بعد ازاں تربیتی

ادارے برائے اساتذہ میں خدمات سر انجام دیں۔

نسبت: ہوش سنبھالتے ہی کئی بزرگان دین کے ساتھ واسطہ شروع ہوا۔ جاری رہا اور خصوصاً

آستانہ عالیہ توکلیہ محبوبیہ صدیقیہ سید شریف تحصیل پھالیہ، بعد از فراغت ملازمت گریڈ 19

ریگولر۔ سیر طیبہ اور تعلیمات اسلامیہ پر لکھنا شروع کیا۔ 1997ء سے تاحال تقریباً 37 چھوٹی بڑی

کتب مرتب کر لیں۔ (سٹ کتب پیش لفظ کے آخر پر ہے) رب غفور الرحیم شرف قبولیت سے

نوازدے۔ آمین ثم آمین

حاضری حرمین شریف:

ریٹائرمنٹ کے بعد ایک ہی سال کے اندر تین بار حج اہل و عیال حرمین شریف کی

حاضری کا شرف رب کریم نے بحرمۃ اللعالمین علیہ السلام و جملہ مقبولان حق تعالیٰ نصیب

فرمایا۔ پھر مئی 2008ء میں چند روز کے لیے اللہ تعالیٰ و حضور اول الانبیاء شفیع معظم علیہ السلام کے

گھروں میں حاضری نصیب ہوئی۔ اب پھر..... التجاء ہے

خدایا ایس کرم یار و گھر کن

اور یہ بھی التجا دست بستہ عاجزانہ:

جب دم واپس ہو یا اللہ

لب پہ ہولاً إله إلا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ ﷺ

آمین ثم آمین

## پیش لفظ

ایک مدت سے تمنا رہی ہے کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی ذات اقدس پر از ولادت طیبہ تا شہادت عظمیٰ کچھ لکھوں۔ اگرچہ علمی لحاظ سے اہلیت بالکل مفقود ہے۔ تاہم محبوبان و مقبولان رب غفور الرحیم کے بارے میں لکھنے یا پڑھنے پر پاکبازوں کی صحبت معنوی ہی نصیب ہوتی ہے۔

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

اور

سب باتوں سے بہتر ہیں یار کی باتیں

ان کا ذکر خیر حصول برکات و نجات اخروی کا موجب بھی ہے، سیرت سے واقفیت پر ان کے نقش قدم پر چلا جاسکتا ہے جو کہ صراطِ مستقیم ہے۔ اس لیے عمر کے بالکل آخری حصے میں اور نہایت شدید علالت کے دوران اس ہچمدان ناکارہ نے اپنی دیگر تالیفات کی طرح آنجناب جو دو سخا کے پیکر، رضا و تسلیم اور صبر و تحمل کے سرچشمہ سیدنا امام عالی مقام جناب حسن علیہ السلام پر اپنے بے حد نامساعد حالات میں چند بے ربطی سطور لکھ ڈالیں۔ حضرت حسن علیہ السلام رحمۃ اللعالمین رضی اللہ عنہ کے خاص محبوب نواسے ہیں، سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام اللہ علیہا اور اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے جگر گوشہ ہیں، سالارِ شہیدان کربلا سیدنا امام حسین علیہ السلام اور خاتونِ کربلا شاکرہ عالمہ فاضلہ سیدہ زینب علیہا السلام کے برادرِ بزرگ ہیں۔

بوجہ علالت وغیرہ ذہن کام نہ کرتا تھا، بفضلہ تعالیٰ یہ گلدستہ تیار کیا۔ کسی کی دل آزاری مطلوب نہیں ہے۔ نہ مال و زر کی حرص ہے۔ بعد از فراغت ملازمت میں جو کچھ ملا سب کچھ فی سبیل اللہ مختلف مصارف میں لگا دیا۔ البتہ یہ مقصود ہے کہ مولائے کریم و رحیم کی رضامندی اور نجات و مغفرت نصیب ہو جائے۔

بندۂ پر تقصیر مکرر عرض کرتا ہے کہ یہ بالکل ان پڑھ ہے، پہلے آباد اجداد کے دینی ماحول

کے اثر سے کتب اسلامی بچپن ہی سے پڑھنے کا شوق رہا۔ پھر خانقاہ آستانہ عالیہ تو کلیہ محبوبہ صمدیہ میں حضور قبلہ عالم خواجہ صدیق احمد شاہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت نے ذوق سلیم میں بے حد اسلامی دینی جذبہ و شوق ابھارا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور اعلیٰ حضرت محبوب عالم شاہ ہاشمی سیدی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور حضور جناب خواجہ توکل شاہ مست انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب معنوی فرزند اور مراد فیض یافتہ اور عظیم ترین عارف باللہ اور اپنے دور کے عظیم دینی سکالر تھے۔

اس ناکارہ نے درج ذیل کتب تالیف اور مرتب کیں:-

- (1) **ذکر خیر 1:** بے مثل ولادت و سیرت طیبہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم - 12 ابواب 520 صفحات
- (2) **ذکر خیر 2:** اصحات المؤمنین رضی اللہ عنہم و جملة متعلقین کرام رحمۃ اللہ علیہم - 368 صفحات
- ابواب 5 (نمبر 1، 2) زاویہ پاشر زور بار مارکیٹ لاہور نے شائع کیں۔
- (3) **ذکر خیر 3/1:** سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مع خصوصی بیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- (4) **ذکر خیر 3/2:** سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مع خصوصی بیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- (5) **ذکر خیر 3/3:** سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مع خصوصی بیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- (6) **ذکر خیر 3/4:** سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مع خصوصی بیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- (نمبر 3 تا 6 صفحات قریباً 1100) یہ بھی مذکورہ ادارہ شائع کر رہا ہے
- (7) **ذکر خیر 4:** سیدنا امام ربانی مجتہد والف ثانی شیخ احمد ہندی قادری قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ مع تلخیص بعض مکتوبات شریف - 370 صفحات
- (8) گلشن محمدیہ رحمۃ اللہ علیہ کے سدا بہار مکتبے پھول - (دو سو اولیائے کرام رضی اللہ عنہم و محدثین رحمۃ اللہ علیہم) صفحات: 304
- (9) مردوں کو زندوں کی ضرورت (زندوں کیلئے بھی نفع بخش)
- (10) رضی اللہ عنہم و روضۃ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان افروز واقعات اور اصحاب البدر رضی اللہ عنہم)
- (11) شاہراہ طہارت (12) شاہراہ ہدایت



- (13) جملہ امراض کا علاج اور قرآن و حدیث مع اوراد روز و شب
- (14، 15) اربعین شریف۔ دو مجموعے
- (16) نجوم ہدایت (قریباً 71 ہزار صحابہ کرام علیہم السلام کے اسمائے گرامی مع مختصر روایات و حسین تذکرہ)
- (17) سیرت طیبہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام
- (18) اہم نکات مشہور شریف سیدنا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (نہایت قیمتی جواہرات)
- (19) حالات طیبہ خواجہ صدیق احمد شاہ سیدوی علیہ الرحمۃ
- (20) اصحاب البدن
- (21) گلزارِ کلیہ خالقہ (منظوم)
- (22) سیدنا عبداللہ بن زبیر
- (23) تلخیص حدائق الاخلاص
- نوٹ: نمبر 18، 20، 22، 23، 30 ذکر الہی ”شیخ گنج“ (پانچ خزانے) کے نام سے اکٹھی شائع کی جا رہی ہیں۔
- (24) خواجہ معظم الدین رحمۃ اللہ علیہ محبوب خلیفہ خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ
- (25) تاریخ ہائے عراقس مشاہیر اسلام (ایام اللہ)
- (26) اربعین نورانی
- (27) مصباح نجات (صفحات 330)
- (28) خواجہ اللہ رکشا خواجہ ری رحمۃ اللہ
- (29) عباد الرحمن رحمہ
- (30) ذکر الہی
- (31) داڑھی..... سنت مؤکدہ (مقدار کی شرعی حد)
- (32) 11 ذوالحجہ 1429ھ کی کاوش میرا اسلامی و دینی مشغلہ
- (33) اتحاد بین المسلمین

(34) غازیان اسلام

(35) انعقاد جشن میلادہی.....؟؟

(36) خواجہ سیف الرحمن مجددی

(37) میر کارواں

اطلاعا عرض: درج بالا تمام کتب (چھوٹی بڑی) دور حاضر کی لاجواب اسلامی کتب، مختصر مگر جامع مع حوالہ جات، دینی انسائیکلو پیڈیا، ایمان افروز، روح پرور، عام فہم، ہر سطح کے قاری کے لیے مفید، دلکش اسلوب، محض حصول رضائے رب رحیم و کریم جل جلالہ لکھی گئیں۔

ان کتب سے اپنے کتب خانوں اور گھروں کو مزین فرمائیے۔ جلسہ ہائے تقسیم انعامات، دستار بندی، دوپٹہ پوشی اور ادبی پروگراموں میں شامل فرمائیے۔ اس طرح دین اسلام کی راہنما تعلیمات کی اشاعت و خدمت میں شامل ہو جائیے۔ ہدیہ دہی ہوگا جو خرچ ہوا۔ اور بس نوٹ: قریباً تمام مسودات کو ایک ساتھ مکمل کیا گیا۔ بعض علمائے کرام اور سکالرز صاحبان کو دکھائے گئے۔ سبھی نے اپنے تاثرات میں حرف تحسین و تصدیق تحریر فرمائی۔

ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں:-

- 1- حضرت صاحبزادہ الطاف محمود ہاشمی صاحب آستان عالیہ توکلیہ محبوبیہ صدیقیہ سید شریفہ (راقم کے مربی خواجہ صدیق احمد شاہ سیدی کے تحت جگر)
- 2- حضرت صاحبزادہ پروفیسر رفیع الدین صاحب سید خانقاہ معظمیہ معظم آباد شریف ضلع سرگودھا۔
- 3- شیخ الحدیث علامہ معراج الاسلام منہاج القرآن یونیورسٹی لاہور۔
- 4- علامہ سعید الحسن شاہ مصنف بے شمار کتب اسلامی۔
- 5- میاں ندیم باری صاحب صدیقی الیوارڈ یافتہ و مصنف بے شمار کتب اسلامی و سیرت طیبہ
- 6- علامہ ڈاکٹر محمد اقبال صدر شعبہ اسلامیات زرعی یونیورسٹی فیصل آباد
- 7- علامہ سید غلام دستگیر زیدی صاحب مصنف دینی کتب۔

- 8- صاحبزادہ علامہ پروفیسر عابد حسن صدر شعبہ اسلامیات و عربیہ اسلامیات (۱۹۴۷ء)
  - 9- پروفیسر محمد فاروق قریشی جی سی یونیورسٹی فیصل آباد (۱۹۴۷ء)
  - 10- جناب محمد اسلم منہاس ریٹائرڈ مجسٹریٹ۔ (۱۹۴۷ء)
  - 11- جناب محمد اشرف عظیم سکالر، ادیب، شاعر، ماہر تعلیم (۱۹۴۷ء)
  - 12- جناب مبارک حسین ڈاکٹر عظیم سکالر، ادیب، شاعر، ماہر تعلیم (۱۹۴۷ء)
  - 13- جناب نذر رحیمی الدین نذر جانندھری عظیم سکالر، ادیب، شاعر، ماہر تعلیم (۱۹۴۷ء)
  - 14- پروفیسر مفتی عبدالرؤف خان صدر شعبہ فارسی (۱۹۴۷ء)
  - 15- پروفیسر روبینہ کوثر مغل (۱۹۴۷ء)
  - 16- پروفیسر ریاض احمد قادری (۱۹۴۷ء)
- کاش کہ سرکاری ارباب اقتدار تک رسائی ہوتی وہ ان کتب کی اشاعت کا اہتمام فرماتے کیونکہ کسی جگہ بھی فرقہ وادیت اور تعصب کا شائبہ نہیں۔ البتہ سارا مواد تعلیمات و عقائد اہلسنت و جماعت کے عین مطابق ہے اور کسی کی کہیں دل آزاری مطلوب نہیں جو لغزش و کوتاہی سہوا ہوئی ہو آئندہ اشاعت میں دور کردی جائے گی۔ ان شاء اللہ
- بعض مقامات پر کمپوز صاحبان یا اس ناکارہ سے جو غلطاطرہ گئی ہوں، ان کی صحت بھی ہوگی۔

مکتبہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، کٹرین خاں، خدام الفقراء و العلماء

محمد عبدالخالق توقلی غنی عنہ



## سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور کتاب ہذا

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تاریخ عالم میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ اپنے پرانے کبھی ان کی عظمت کے معترف ہیں۔ اس سب کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ اس عظیم انسان کے متعلق علمی مواد یکجا ملنا مشکل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے پھول بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر اس کی ضرورت محسوس کرتا تھا کہ آپ کے حالات و احوال کو گلدستہ کا روپ دیا جائے۔ جناب عبدالخالق توکلی صاحب نے اس کمی اور ہماری دیرینہ خواہش کو پورا فرما دیا۔ عبدالخالق توکلی صاحب کی شخصیت اس کام کے لئے موزوں ترین ہے۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شخصیت ہمہ جہت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپ بلند پایہ صوفی ہوئے ہیں۔ آپ کے اقوال سے اندازہ ہوتا ہے صوفیا آپ سے کس قدر رہنمائی لیتے تھے۔ اور آپ کا فیض کتنا شفیق، جمالی اور پر اثر ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ آپ کا تذکرہ ایسا شخص چھیڑتا جو خود تصوف کی شیرینی میں گدھا ہوا ہے۔ میں توکلی صاحب کو 1970ء سے جانتا ہوں۔ وہ خود ایک کامل صوفی کی صفات سے متصف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تحریر کردہ تذکرہ میں وہی مٹھاس، ملاحت اور پیار جھلکتا ہے جو امام موصوف رضی اللہ عنہ کی ذات کا خاصہ تھی۔ میں نے جس جس جگہ سے ذکر خیر کا مطالعہ کیا ہے، مجھے یوں محسوس ہوا گویا سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ انگلی پکڑ کر اپنے ساتھ لیے پھر رہے ہوں۔

مجھے یقین ہے کہ ہر پڑھنے والے کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی محبت اور ان کا فیض حاصل ہوگا اور لکھنے والے کو یقیناً ان کی سنگت میسر آئے گی۔ میرا گمان ہے کہ توکلی صاحب کی بخشش اور بلندی درجات کے لیے یہی ایک کاوش کافی ودانی ہے۔

اللھم صلی علی محمد وآلہ واصحابہ وسلم

صاحبزادہ کرنل الطاف محمود ہاشمی

آستانہ عالیہ توکلیہ مجبویہ صدیقیہ سیدنا شریف، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤ الدین

## تقریظ

﴿از قلم پروفیسر مفتی عبدالرؤف خان﴾

(سابق صدر شعبہ فارسی G.C یونیورسٹی فیصل آباد)

یہ رب ذوالجلال کا خصوصی فضل و کرم ہے کہ قسط الرجال کے اس پُر فتن دور میں جبکہ صالح ادب لکھنے والے غیاب اور مطالعہ کا ذوق رکھنے والے شاذ و نادر ہیں۔ کئی حق پرست اور حق سرشت دین متین کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کئے ہوئے ہیں۔ انہیں صاحب بصیرت لوگوں میں ہمارے محترم رفیق کار درویش صفت انسان جناب پروفیسر عبدالخالق تو کلی صاحب ہیں جو ایک ممتاز ماہر تعلیم ہونے کے ساتھ ساتھ دینی علوم پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ سلجھے ہوئے ذوق کے مالک ہیں۔ روحانی نسبت کے اعتبار سے بھی آپ پختہ نظریات کے حامل ہیں۔

ملازمت کی تکمیل کے بعد آپ تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے۔ پیرانی سالی اور نامساعد حالات کے باوجود قلیل مدت میں دو درجن کے قریب اسلامی کتب زیور طبع سے آراستہ کر کے مارکیٹ میں لاپچکے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اچانک علم و عرفان کا کوئی چشمہ اُبل پڑا ہے جو ایمان و ایقان کے چمن کو شاداب کرنے لگا ہے، آپ کی کتب تعلیمات اسلامی کا ایک ایسا حسین گلدستہ ہیں جس کی معطر و معتبر خوشبو سے قلوب و اذہان دینی و روحانی دولت سے مالا مال ہو جائیں گے اور دنیا و آخرت سنور جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے جو کچھ بھی تحریر فرمایا ہے وہ آپ کے جذبہ عشق اور خلوص و صداقت کا ترجمان ہے۔ ان کتب سے آپ کی کوئی دنیاوی منفعت مقصد نہیں بلکہ صرف دین اسلام کی خدمت اور

اعتقادی نظریات کے فروغ کا جذبہ ہے۔

میرے نزدیک آپ کی ہر تحریر کی سب سے اہم خوبی ادب و عقیدت اور محبت و احترام ہے۔ یہی کمال ادب تعلیمات اسلامیہ کی حقیقی روح تھی۔ یہی وہ قوت تھی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جلوہ گر ہوئی اور انہیں دنیا کی امامت کے بلند مقام پر فائز کر گئی مگر آہستہ آہستہ ایک سازش کے تحت یہی طاقت مسلمانوں میں مضمل ہوتی گئی۔ ادب رسول ﷺ کے جذبات سرد پڑنے لگے۔ سیرت پر کتابیں تو بہت لکھی گئیں مگر ان میں سے اکثر جذبہ محبت سے یکسر عاری۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان ادب و شریعت سے تختہ الٹنے میں جا گرے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ ادب و احترام کے ان جذبات کو جن کی بدولت مسلمان قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان اور با اقتدار سلطنتوں کو پائمال کرتے چلے گئے، ملت اسلامیہ کے دلوں میں پھر سے پیدا کیا جائے اور انہیں احترام رسول ﷺ کی دعوت بھی دی جائے۔

میں انتہائی وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جناب پروفیسر توکلی صاحب کی ہر کتاب اسی جذبے کی عکاسی کرتی ہے اور کمال ادب، فرط عقیدت اور غایت محبت سے معمور ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ ان کتب کا مطالعہ ہر مسلمان بالخصوص ہماری نوجوان نسل کو حب رسول ﷺ، حب اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کے جذبہ بے بہا سے سرشار کر دے گا اور ایمان و عقائد میں تنقید و تزیید کا باعث ثابت ہوگا۔ اس لیے کسی لائبریری اور کسی گھر کو ان تصانیف سے خالی نہیں رہنا چاہیے۔

والسلام

پروفیسر مفتی عبدالرؤف خان

سابق صدر شعبہ فارسی، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد



## پروفیسر عبدالحق توکلی کا نذرانہ محبت بنام حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

نواسے رسول ﷺ حضرت امام حسن علیہ السلام سے متعلق بہت کم کتابیں ملتی ہیں جو محدودے چند ملتی ہیں، ان میں بھی مواد بہت کم ملتا ہے۔ اس کی کوپورا کرنے کے لیے معروف محقق مصنف، ادیب ماہر تعلیم اور عالم دانشور جناب پروفیسر عبدالحق توکلی نے بیسیوں کتابوں سے استفادہ کرنے کے بعد یہ تصنیف تیار کی ہے، جس میں انہوں نے شہزادہ کونین نواسہ رسول، جگر گوشہ شیر خدا و بقول جناب حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت سے لے کر شہادت تک کے واقعات مرتب کر دیئے ہیں، انہوں نے انتہائی جانفشانی اور عرق ریزی سے اس گراں قدر اور گراں مایہ بلند مرتبہ کام کو مکمل کیا ہے، جو مسلمانوں کے لیے واقعی ایک کتاب حوالہ کا کام دے گی۔ ان کی کتاب میں دی گئی تفصیلات انتہائی معتبر، مصدقہ اور صحیح ہیں۔ انہوں نے کتب حدیث و سیرت سے حوالے اکٹھے کر کے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ ان کے کام کی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے اس تصنیف کو فرقہ واریت سے پاک رکھا ہے اور کسی جگہ پر بھی مذہبی گروہ بندی کا شکار نہیں ہوئے۔ انہوں نے اس کتاب کو ہر طبقے کے لیے لکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان بہت سادہ ہے۔ انداز سلیس اور انشائیہ ہے۔ تحریر میں سلفگی اور شیفتگی ہے۔ ان کی زبان نستعلیق ہے، انہیں پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بہت ہی صاحب مطالعہ شخصیت ہیں۔ وہ ہر وقت کسی نہ کسی کتاب کے مطالعہ میں لگے رہتے ہیں۔ ان کی دودرجہ جن سے زائد کتب اس بات کی گواہ ہیں کہ وہ بہت تیز لکھنے والے ہیں۔ ان کے موضوعات کی بھی کمی نہیں وہ سیرت پر لکھتے ہیں، عقائد پر لکھتے

ہیں، صحابہ پر لکھتے ہیں اہل بیت پر لکھتے ہیں۔ اسلامی نظریات پر لکھتے ہیں۔ یوں لگتا ہے قدرت ان سے کوئی کام لے رہی ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے اپنی بہترین مصروفیت تلاش کر لی ہے۔ ان کی طبیعت میں بھی قدرتی طور پر عجز، سوز، گداز، کیف، والہانہ پن اور عشق در آیا ہے وہ ایک مٹے ہوئے انسان ہیں انہیں ذرا بھر بھی یہ زعم نہیں ہے کہ ان کے قلم سے اتنی کتب تخلیق ہو گئی ہیں۔ ورنہ یہاں لوگوں کو ایک کتاب لکھ کر اسے ہضم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جناب پروفیسر عبدالحق توکلی کے ہاں اماموں سے عشق و عقیدت کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ وہ اپنے عقیدت شعار اور موت طراز قلم سے جو بھی لکھتے ہیں اس میں اماموں کا انتہائی احترام پایا جاتا ہے۔ جناب پروفیسر عبدالحق توکلی کی مساعی جلیلہ انتہائی لائق صد ستائش ہیں، ان کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں، وہ تنہا ایسا کام کر رہے ہیں، جو بڑے بڑے اداروں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین

پروفیسر روبینہ کوثر مغل  
شعبہ اردو، گورنمنٹ اسلامیہ کالج  
برائے خواتین فیصل آباد

## سیدنا امام حسن علیہ السلام

جناب عبدالحق توکلی کی کتاب محبت

جناب عبدالحق توکلی نے اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد منقبت، سیرت اور سوانح نگاری کی طرف توجہ مبذول کی ہے اور اب ان کی زندگی کے شب و روز اسی کارِ جلیلہ میں گزرتے ہیں۔ وہ بہت نیک، پرہیزگار، متقی اور عابد و زاہد شب زندہ دار ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے پرگندازِ دل عطا کیا ہے۔ جو محبت رسول ﷺ سے مالا مال ہے۔ وہ ہر ایک لمحہ مطالعہ دین میں رہتے ہیں۔ ان کے قلم سے تخلیق پانے والی کتابیں جذب و کیف کا ایک سمندر اپنے اندر پنہاں رکھتی ہیں۔ ان کی کتب میں محبت ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت سے لے کر ان کی شہادت تک کے واقعات بڑی محنت کیساتھ لکھے ہیں انکے حوالہ جات بہت مستند ہیں۔ انہوں نے درجنوں کتابوں سے استفادہ کر کے اس کتاب کو تیار کیا ہے۔ ان کے ہاں محض تاریخ نگاری ہی نہیں ملتی بلکہ عقیدت اور محبت اور مروت ساتھ ساتھ ملتی ہے۔ جناب پروفیسر عبدالحق توکلی نے نہایت عرق ریزی اور محنت شاقہ سے اس کتاب کی تخلیق ہے۔ ان کی کاوش لائق ستائش ہے۔ اس سے پہلے ان کی کتب بے مثل ولادت و سیرت طیبہ، حضرت محمد ﷺ، امہات المؤمنین علیہن السلام، خلفائے راشدین علیہم السلام، چار جلدیں، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، گلشن محمدیہ ﷺ کے مہکتے پھول، نجوم ہدایت، مردوں کو زندوں کی ضرورت، شاہراہ ہدایت، شاہراہ طہارت، اربعین شریف، جنت و رضوعہ، جملہ امراض کا علاج از قرآن و حدیث شامل ہیں، جبکہ کئی کتب زیرِ طبع ہیں، ان کے کتب کے عناوین سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے موضوعات کے اعتبار سے بھی تنوع ہے اور خیالات کے اعتبار سے بھی بہت درائی ہے، لیکن ان کا مرکز و محور ایک ہی ہے وہ ہے ذاتِ محبوب خدا ﷺ۔ اس ذات سے نسبت کے حوالے سے انہوں نے بہت کام کیا ہے، انہوں نے صحابہ کرام علیہم السلام اور ازواج مطہرات علیہم السلام کے حوالے سے بھی بہت اعلیٰ کام کیا ہے۔ ان کی مساعی لائق تحسین ہیں۔ ان کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور ان کا حبیب ﷺ ان کی یہ کاوشیں قبول فرمائے اور انہیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

ریاض احمد قادری

گورنمنٹ کالج سمن آباد، فیصل آباد



## زمزمہ توحید

مالك الملك لا شريك له      وحده لا اله الا هو  
شمس تبریزی گر خدا طلبی      خوشی بخوان لا اله الا هو  
(ماہنامہ سلسیل لاہور 1964)

\*~\*~\*~\*~\*

مولوی غلام رسول عالیپوری رحمۃ اللہ علیہ مصنف منظوم تفسیر سیدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ السلام  
"قصص المحسنین" میں لکھتے ہیں:

عجز کمال خدا دی حمدوں ہر ذرہ اقراری  
دم دم لکھ لکھ یوں لوں حمدوں تھی ایہ ناشکری گذاری  
مردہ ہوور زندہ دے وچہ جیڈک فرق جدائیاں  
قالیاں حالیاں دے وچہ اینویں حذاں فرق لگائیاں  
کھول اکھیں بُد حال کیاکی دیکھ ذرا کت آئیوں  
کس گھلیوں کت کارے آئیوں تے کی پاس لیائیوں

\*~\*~\*~\*~\*

جناب مجذوب صاحب کا کلام:

شان تیری ہر آن نئی ہے گاہ جمالی گاہ جلالی  
وہ بھی عجب خوش بخت ہے جس نے قلب میں تیری یاد بسالی  
خُفُل میرا بس اب تو الہی شام و سحر ہے اللہ اللہ  
لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے آٹھ پہر ہو اللہ اللہ

(ماہنامہ سلسیل لاہور، اکتوبر 1963)

\*~\*~\*~\*~\*

نعت نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعلیٰ مقام میں ملائکہ قضا و قدر کی قلموں کی آواز سنی۔ کائناتِ ارضی کے حجر و شجر نے آپ ہی کی ذاتِ گرامی پر صلوٰۃ و سلام پیش کیا۔ استن حنانہ آپ کے فراق میں رویا۔ آپ ہی کی انگلیوں سے چشمہ کی طرح پانی بہا۔ پتھروں سے میں آپ سے چاند پیاری پیاری باتیں کرتا۔ آپ کی دعوت پر دروازوں کی چوکھٹیں اور مکان کی دیواریں ایمان لائیں۔

(خصائص الکبریٰ از علامہ سیوطی رحمہ اللہ ترجمہ از خواجہ صدیق احمد ہاشمی سید ولی رحمہ اللہ)  
خواجہ رفیع الدین عظیم آبادی رحمہ اللہ کے چند پسندیدہ نعتیہ اشعار:

اے خوبہائے نافہ چس خاک راہ تو  
خورشید سایہ پرور طرف کلاہ تو

ترجمہ: اے وہ کہ تیرے راستہ کی خاک چس کے نافہ کا خون بہا ہے۔ سورج تیری ٹوپی کے گوشہ کے سایہ کا پروردہ ہے۔

بیان وصف تو گفتن نہ حد امکان ست  
چرا کہ وصف تو بیرون زحد اوصاف ست

ترجمہ: تیرے وصف کا بیان کرنا امکان کی حد سے باہر ہے۔ اس لیے کہ تیرے اوصاف بیان کی حد سے باہر ہیں۔

غالب ثنائے خواجہ بیزداں گزاشتہم

کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو

محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ

کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ

## منقبت حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام

خدا کا شکر ان پر در کھلا خالق کی رحمت کا  
 ملا رتبہ خدا سے آپ ﷺ کو جگ میں امامت کا  
 نبی ﷺ کے لاڈلے ہیں علی علیہ السلام کے بھی وہ پیارے ہیں  
 ملا خالق سے ہے تحفہ انہیں ابدی شہادت کا  
 رسول ﷺ کے شہزادے ہیں، پیارے فاطمہؓ کے ہیں  
 ملا حسب و نسب ہے آپ کو اعلیٰ نجات کا  
 ہوا ہے ان کے دم سے عشق کا رتبہ بہت اعلیٰ  
 زمانہ آج بھی قابل ہے مولا کی صداقت کا  
 قسم رب کی جھکو گے آپ کے در پر محبت سے  
 نظر سے اٹھ گیا پردہ کبھی ان کی حقیقت کا  
 رہے سرشار عشق مصطفیٰ ﷺ سے عمر بھر مولا  
 ملا ان سے سبق ہم کو بھی آقا ﷺ سے محبت کا  
 خدا کا شکر ہم ہیں آپ کے ادنیٰ غلاموں میں  
 ملا ہم کو بھی رتبہ آپ ہی کے در سے نسبت کا  
 ریاض احمد لکھو جو بھی وہ کم ہے ان کی مدحت میں  
 رہے گا تا ابد فیضان یہ جاری مودت کا

(پروفیسر ریاض قادری)



## منقبت حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام

لختِ دل بتول ہے سبطِ رسول ﷺ  
 اک ضابطہ حیات کا زریں اصول حسن علیہ السلام  
 سرخیل ساکنانِ ارم فخر افتخار  
 گلزارِ کائنات کا رخشندہ پھول حسن علیہ السلام  
 حاصلِ تھی کھینے کو تجھے مصطفیٰ ﷺ کی گوہ  
 عفت مآبِ مادرِ مشفق بتول حسن علیہ السلام  
 طیب نگاہِ علم، شرافت کا پاسدار  
 تھا تیرا بچپن سے مربی رسول ﷺ حسن علیہ السلام  
 حبِ رسول ﷺ زہدِ عبادت ترا عمل  
 صفِ حیات کے تھے افضلِ اصول حسن علیہ السلام  
 مقبولِ بارگاہِ رسالت میں ہے وہ شخص  
 جس کا لباس ہے ترے قدموں کی دھول حسن علیہ السلام  
 جھکتی چلی گئی ہے عقیدت کے ساتھ کلک  
 تیری جو منقبت کا ہوا ہے نزول حسن علیہ السلام  
 اطہر نے منقبت تری کہہ دی ہے ادب کے ساتھ  
 گہہ کرم سے کیجئے اللہ قبول حسن علیہ السلام

(پروفیسر حکیم محمد رمضان اطہر، فیصل آبادی)

## متعلقہ اہل بیت نبوت

- (1) تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا  
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا  
(اعلیٰ حضرت بریلوی)
- (2) وہی ہے راہ تیرے عزم و شوق کی منزل  
جہاں ہیں عائشہ و فاطمہ کے نقش قدم  
(ماہنامہ بنات عائشہ کراچی)
- (3) پیاری دعا: اَللّٰهُمَّ اٰمِنًا عَلٰی حَبْمِ وَحُبِّ اِلٰهِ وَاَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّتِهِ  
(4) امھات المؤمنینؓ، امائین شہیدینؓ، ان کے ابوینؓ کی محبت عین محبت النبی ﷺ ہے۔  
ان کے فضائل یاد رکھنا بیان کرنا اور ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا عین محبت نبوی ہے۔  
(قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری بریلوی)
- (5) قطب نجات عارف ذات افضل ہدایت  
حیدر بہار گلشن آل محمد است  
(6) نفس بسیط پیکر عصمت روان صرف  
زہراؓ فروغ بزم جمال محمد است  
(صرف معنی خالص)
- (7) ابر کرم امام ام احسن اشیم  
حسن حسن شمیم و مثال محمد است  
(8) جان دادہ رضائے خدا تشنہ لب حسینؓ  
روز جزا حسیم زلال محمد است  
(9) لب تشنگی و بیکسی و شکر ایزدی  
بگرچہ استقامت آل محمد است

- (10) تطہیر شان ز آئے تطہیر آشکار  
قرآن گواہ عصمت آل محمد است  
(صاحبزادہ نصیر الدین گولڑہ شریف، بحوالہ ماہنامہ نور اسلام، جون 2000ء)
- (11) بتول و فاطمہ و زہرا لقب اس واسطے پایا  
دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی گتہ کا
- (12) مزرع تسلیم را حاصل بتول  
مادراں را اسوۂ کامل بتول  
(اقبال ہسٹری)
- (13) ”اہل بیت کی نافرمانی اور بے ادبی نہ کرنا ورنہ دین کھو بیٹھو گے۔  
(شرح مشکوٰۃ، مراۃ جلد ہشتم)
- (14) حدیث شریف: ”میری اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی سے ہے جو اس میں سوار  
ہو نجات پا گیا۔“
- (15) منزل مقصود سے ہمکنار ہونے کا ذریعہ یہ ہے کہ جب اہل بیت کی کشتی پر سوار ہو جاؤ  
اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انوار سے رہنمائی حاصل کرو۔“ (کوثر الخمرات)
- (16) کتاب شفا شریف مؤلف قاضی عیاض اندلسی رحمہ اللہ میں ہے  
”حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی آل اولاد  
ازواج سے نیکی کی جائے۔ اولاد علیؑ، اولاد جعفرؑ، اولاد عقیلؑ، اولاد عباسؑ بھی اہل بیت میں شامل  
ہیں۔“
- (17) جناب جنید بغدادی رحمہ اللہ نے سید زادے کو کشتی میں جتا دیا۔ حضور قاسم خزائن  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنید کو امام الاولیاء بنا دیا۔ (شفا شریف)
- (18) ازواج، آل، اہل بیت، اصحاب کی توہین حرام ہے۔ ان میں نقص نکالنا حرام ہے۔  
ایسی حرکت کرنے والا ملعون ہے۔ ان کو تکلیف پہنچانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانا ہے۔ یہ امام

مالک رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے۔ (بحوالہ کتاب الشفاء شریف)

(19) قرآن حکیم میں ہے: قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (پارہ 25، سورۃ الشوریٰ)

ترجمہ: فرمادو میں تبلیغ کے بدلے کوئی اجرت نہیں مانگتا بلکہ میں تم سے اپنے قرابت داروں کی محبت مانگتا ہوں۔

(20) حدیث شریف کا مفہوم: جو شخص اہل بیت کی محبت میں مرے گا وہ شہید ہوگا، بخشا ہوا مرے گا اہل بیت سے محبت علم و حکمت و برکات کے حصول کا ذریعہ ہے۔ (کتاب الشفاء)

(21) سلام اس پر وہ جس کی آل میں شوقِ شہادت تھا سلام اُن پر وہ جن کے واسطے مرنا عبادت تھا (حافظ لدھیانوی مرحوم)

(22) مٹاؤ اپنی ہستی کھو اگر تو مرتبہ چاہے

(23) کہ دانہ خاک میں مل کر گل گزار ہوتا ہے اُسے دیتا ہے دریا آج بھی درمیان سے رستہ

ہو جس کے بازوؤں میں قوتِ نضربِ کھیمانہ ضرورت ہے پھر کوئی موسیٰ دریا شکاف آئے ابھی فرعون زندہ ہے عبورِ نیل باقی ہے

(24) خواجہ فرید الدین عطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں

محمدؐ گل است و علیؑ برگ گل بود قاطعہ درمیاں بوئے گل  
چو عطرش بر آمد حسینؑ و حسنؑ ازان شد معطر زمین و زمن

(25) مولانا جامی قدس سرہ العزیز دعا مانگتے رہے:

الہی بحق بنی قاطعہ کہ بر قولِ ایماں گنی حاتمہ  
گر دعوتِ رد کنی در قبول من و دست و دامانِ آلِ رسول



## اسے بھی ضرور پڑھئے!

”اس بیان میں کہ پرائے پتھروں پر حضور ﷺ کا نام نامی اور اسم گرامی کندہ پایا گیا۔“  
 (بحوالہ خصائص الکبریٰ مؤلف علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ، مترجم حضرت صدیق احمد ہاشمی سیدوی رحمہ اللہ)  
 ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابو الطیب عبد انعم بن غلبون المقرئ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے۔  
 جب عمور یہ فتح ہوا تو عمور یہ کے ایک گرجے پر آب زر سے یہ عبارت کندہ تھی۔ بدترین خلف وہ  
 ہیں جو سلف پر سب و شتم کریں، حالانکہ ان کے سلف کا ایک آدمی ہزار خلف سے بہتر ہوگا۔ اے  
 غار والے! تو نے قابلِ فخر عزت پائی اور فخر بجا ہے جبکہ تیری تعریف اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں  
 کی جو اس کے نبی ﷺ پر نازل کی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ثَانِيًا اٰتَيْنَا اِذْ هَمَّا فِي الْغَارِ﴾  
 اے عمر! تو صرف حاکم نہ تھا بلکہ شفقت کے لحاظ سے والد تھا۔ اے عثمان! لوگوں نے آپ کو مظلومی کی حالت میں مارا اور انہوں نے آپ کو قبر میں دفن کرتے وقت زیارت  
 بھی نہ کرائی اور تم اے علی! امام الاولیاء ہو تم وہ ہو جس نے جناب رسول ﷺ کی ذات  
 گرامی سے کفار کو ہٹایا تھا۔ پس یہ صاحبِ عار میں جو یگانہ روزگار ہیں اور یہ شہریوں کی فریادرس  
 ہیں۔ اور یہ امام الاولیاء ہیں جو کوئی ان کی تنقیص کرے گا اس پر خدا کی پھٹکار ہوگی۔ راوی کہتا ہے  
 میں نے اس گرجے کے پادری کو کہا جس کے بڑھاپے کی وجہ سے بھویں آنکھوں پر الٹ آئی تھیں  
 کتنی مدت سے یہ الفاظ تمہارے گرجے کے دروازے پر لکھے ہیں۔ اس نے کہا تمہارے  
 نبی ﷺ کی بعثت سے دو ہزار سال پہلے۔ ابو محمد جوہری رحمہ اللہ نے امامیہ میں یحییٰ بن یمان رحمہ اللہ

سے بیان کیا ہے: انہوں نے کہا مجھے بنی سلیم کی مسجد کے امام نے بتایا کہ ہمارے مشائخ نے روٹیوں سے جب جہاد کیا تو انہوں نے وہاں کے ایک گرجہ میں یہ شعر لکھا ہوا پایا

اَتَرُجُوْا اُمَّتًا قَتَلَتْ حَسِيْنًا  
شفاعتِ جَدِّہِ یومِ الحساب

ترجمہ: کیا وہ جماعت جنہوں نے حسین ؑ کو شہید کیا، ان کے نانا کی شفاعت کی امید قیامت کو کر سکتی ہے۔

ان سے پوچھا گیا کہ تمہارے اس گرجا کی تحریر کو کتنی مدت ہوئی۔ انہوں نے کہا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے چھ سو سال پہلے۔

## اہل بیتؑ اور امام اعظمؑ تابعی

امام اعظمؑ امام الائمہ، سراج الامت، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کی ولادت 77 ہجری ابن خلکان کے مطابق 80ھ علامہ عبدالقادر مصری نے آپ کا سلسلہ نسب حضرت آدم علیہ السلام تک ذکر کیا ہے۔ والد ماجد بیہدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں آئے۔ حضرت شیر خدا ؑ نے دعائے خیر فرمائی۔ وطن امام اعظمؑ کا کوفہ۔ کوفہ میں 300 صحابہ کرام رضوان ؑ اور سترہ اصحاب بدر آئے۔ کل ایک ہزار صحابہؓ یہاں رہے۔ امام اعظمؑ بیہدہ نے چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ رمضان شریف میں 60 قرآن حکیم ختم کرتے۔ جس جگہ وصال ہوا وہاں 70 ہزار بار قرآن مجید ختم کیا تھا۔ امام شافعی بیہدہ فرماتے ہیں:

”آل نبی میرا ذریعہ ہے اور وسیلہ ہے۔“

امام اعظمؑ بیہدہ کے گھر میں اہل بیت اطہار کا فیضان موجزن تھا..... آپ بیہدہ حضرت علی ؑ کے اقوال زریں پر عمل کرتے تھے۔ آپ بیہدہ امام باقر ؑ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ امام ابن البر بیہدہ نے امام اعظمؑ کے اساتذہ میں سر فہرست امام محمد باقر ؑ کا ذکر فرمایا ہے۔

امام ابو حنیفہ بیہدہ نے امام الطریقہ امام جعفر صادق ؑ سے فیض حاصل کیا۔ طریقت

میں آپ ﷺ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حجاز اور خلیفہ ہیں۔ ایک عرصے تک ان کے حلقہ تدریس میں حاضر ہوتے رہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے اگر دو سال امام جعفر صادق کی صحبت میں نہ گذرتے تو ابو حنیفہ ہلاک ہو جاتا۔ (اسلامی تصوف، مصنف قبلہ ام خولجہ صدیق احمد سیدوی رحمہ اللہ۔ راقم)

مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کا ارشاد: امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ ساتویں امام ہیں، آپ ﷺ امام اعظم رحمہ اللہ کی بہت عزت فرمایا کرتے تھے۔ امام اعظم حضرت زید بن علی بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ (ماخوذ، مکتبہ: از اہل بیت رضی اللہ عنہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، علامہ غلام مصطفیٰ سیدوی ایم اے، ناشر مکتبہ جمال کرم، دربار مارکیٹ، لاہور۔ 2002ء)



## بیانِ دیگر بابت ساداتِ کرام

دل میں ہے مجھ بے غل کے داغِ عشقِ اہلیت  
ڈھونڈتا پھرتا ہے دامنِ ظلِ حیدر مجھے

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

کیا بات رضا اس چہستانِ کرم کی  
زہرا ہے کلی جس کی حسینؑ اور حسنؑ پھول

\*~\*~\*~\*~\*

آلِ اولادِ نبویؐ دا منگتا میں کنجالِ زیبائی  
پاؤ خیر محمدؐ تاہیں صدقہ شاہِ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ)

آ دکھاؤں پھر تجھے میں عز و شانِ اہل بیت  
خاندانِ مصطفیٰؐ ہے خاندانِ اہل بیت  
اس کی خوشبو اور ہے اس کی خوشبو اور  
سارے عالم سے جدا ہے بوستانِ اہل بیت

(حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

ایک کرامت:

ایک نصیب نے حسد و بغض کی وجہ سے امام حسنؑ کی قبر انور کے قریب پاخانہ کر دیا  
وہ پاگل ہو گیا اور کتے کی طرح بھونکتا پھرتا رہا۔ مر گیا۔ وہ اپنی قبر میں سے کتے کی طرح بھونکتا سنا  
جاتا رہا۔ جناب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ (تنویر الازہار)

(ماخوذ تو قیر سادات، الحاج علامہ طفیل احمد جویری قادری، آزاد کشمیر، بزمِ جویریہ برطانیہ 2005ء)



## شجرہ حسب و نسب سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

سیدنا اول الانبیاء سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوجان سیدنا عبداللہ ملقب بہ ذبیح اللہ علیہ السلام اور حقیقی شفیق و مہربان چچا حضرت ابوطالب کا شجرہ نسب ایک ہی ہے۔ راقم ناکارہ اپنی تالیف ذکر خیر۔ ”بے مثل ولادت و سیرت طیبہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم“ ابواب ۱۲۔ صفحات ۵۲۰ میں شجرہ عالیہ تفصیلاً لکھ چکا ہے۔ یہاں مختصراً آخا کہ پیش کیا جاتا ہے:

امام عالی مقام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے دادا جان جناب ابوطالب۔

| نمبر شمار | آباء اکرام                                                           | امہات العظام                                                                    | امہات کے دوھیال اور نھیال                                                                                                                                           |
|-----------|----------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| 1         | سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ<br>(والد ماجد امام حسن رضی اللہ عنہ) | سیدہ فاطمہ زہرا<br>بتول رضی اللہ عنہا (والدہ ماجدہ)<br>حضرت<br>حسن رضی اللہ عنہ | سیدنا خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ امی جان<br>سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (پدر ذی شان مثل)۔ (خاتونِ جنت کی امی جان اور ابوجان کے اسمائے گرامی لکھے ہیں) |
| 2         | جناب ابوطالب (خاوند)                                                 | سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا<br>(زوجہ)                                              | ام۔ .....<br>اب۔ اسد                                                                                                                                                |
| 3         | جناب عبدالطلب رضی اللہ عنہ                                           | فاطمہ رضی اللہ عنہا                                                             | ام۔ صحرہ بنت عبد۔<br>اب۔ عمر بن عاصم                                                                                                                                |
| 4         | جناب ہاشم رضی اللہ عنہ                                               | سلمیٰ رضی اللہ عنہا                                                             | ام۔ عمیرہ اب۔ عمرو بن زید                                                                                                                                           |
| 5         | عبد مناف رضی اللہ عنہ                                                | عاتکہ رضی اللہ عنہا                                                             | ام۔ مادیہ (صفیہ) اب۔ مرہ                                                                                                                                            |
| 6         | قصی رضی اللہ عنہ                                                     | حییٰ                                                                            | ام۔ ہند اب۔ سعد                                                                                                                                                     |
| 7         | کلاب رضی اللہ عنہ                                                    | فاطمہ رضی اللہ عنہا                                                             | ام۔ ظریفیہ اب۔ سعد                                                                                                                                                  |

|    |                                 |                            |                       |
|----|---------------------------------|----------------------------|-----------------------|
| 8  | مرثہ                            | ہند رضی اللہ عنہا          | ام۔ امامہ اب۔ سریر    |
| 9  | کعب رضی اللہ عنہ                | حشیرہ رضی اللہ عنہا        | ام۔ وحشیرہ اب۔ شیبانی |
| 10 | لوحی                            | مادیہ رضی اللہ عنہا        | ام۔ عاتکہ اب۔ کعب     |
| 11 | غالب رضی اللہ عنہ               | عاتکہ رضی اللہ عنہا        | ام۔ انیسہ اب۔ بخند    |
| 12 | فہر الملقب بہ قریش رضی اللہ عنہ | لیلیٰ رضی اللہ عنہا        | ام۔ سلمیٰ اب۔ حارث    |
| 13 | مالک رضی اللہ عنہ               | جندلہ رضی اللہ عنہا        | ام۔ ہند اب۔ عامر      |
| 14 | نضر رضی اللہ عنہ                | عکرشہ رضی اللہ عنہا        | ام۔ ..... اب۔ عدنان   |
| 15 | کنانہ رضی اللہ عنہ              | برہ                        | ام۔ ..... اب۔ مرثہ    |
| 16 | خزیمہ رضی اللہ عنہ              | عوانہ۔ ہند رضی اللہ عنہا   | ام۔ وعدہ اب۔ سعد      |
| 17 | مدرکہ رضی اللہ عنہ              | سلمیٰ رضی اللہ عنہا        | ام۔ ..... اب۔ اسلم    |
| 18 | الیاس رضی اللہ عنہ              | لیلیٰ رضی اللہ عنہا (خندف) | ام۔ ضریہ اب۔ خلید     |
| 19 | مضر رضی اللہ عنہ                | رباب رضی اللہ عنہا         | ام۔ ..... اب۔ حیدہ    |
| 20 | خیزار رضی اللہ عنہ              | سودہ رضی اللہ عنہا         | ام۔ ..... اب۔ عک      |
| 21 | مجد رضی اللہ عنہ                | معانہ رضی اللہ عنہا        | ام۔ ..... اب۔ جوعم    |
| 22 | عدنان رضی اللہ عنہ              | مہدو رضی اللہ عنہا         | ام۔ ..... اب۔ ہم      |

آگے نسب نامہ تا سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور پھر سیدنا ابوالبشر آدم علی نبینا علیہم السلام الیہ السلام نے ذکر خیر ۱ میں لکھا ہے اور سیدنا عدنان رضی اللہ عنہ تک تمام بزرگوں کے حالات فضائل بھی قلمبند کئے ہیں۔ جناب عدنان تک شجرہ میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ دنیا میں کسی عظیم بادشاہ کا بھی سلسلہ خاندان اس وضاحت کے ساتھ نہیں مل سکے گا۔

حضرت جناب حضور امام حسن رضی اللہ عنہ امام ثانی ہیں۔ پہلے امام سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ یہ آئمہ طریقت ہیں۔ ماضی اور حال کی کتب سے بارہ آئمہ طریقت رضی اللہ عنہم کا بیان

ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔

والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا:

والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سیدنا فاطمہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا۔ آپ کا تفصیلی ذکر جیل ذکر خیر (۲) امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم میں بندہ پر تقصیر نے لکھا ہے یہاں صرف چند بے ربطی سی طور برائے حصول نجات اخروی پیش خدمت ہیں:

بتول فاطمہ زہرا لقب اس واسطے پایا

کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نگہت کا

سیدہ خاتون جنت سر مبارک سے پاؤں مبارک تک بمشکل مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھیں آپ کی چال ڈھال ہر وضع قطع حضورؐ و علیؑ سراجا منیر انبیاء علیہم السلام کے مشابہ تھی۔ حضرت احمد یار خان گجراتی بدایونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا

کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیر نبوت کو دیکھا

حضور سید المرسلینؐ جب آپ کو آنے دیکھتے تو خوشی سے کھڑے ہو جاتے آپ کی پیشانی مبارک اور ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتے تھے۔ اور اپنی جگہ بٹھالیتے تھے۔

آپ برطابق بخاری شریف مسلم شریف ”سَيِّدَةُ نَسَائِ أَهْلِ الْجَنَّةِ“ ہیں ”فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي“ جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

”يُؤْثِنُنِي مَا رَأَيْتُهَا“

”جو چیز انہیں پریشان کرے مجھے پریشان کرتی ہے۔“

”يُؤْذِنُنِي مَا أَذَاهَا“

”جو انہیں تکلیف دے وہ مجھے ستاتا ہے۔“ (تحف علیہ)

سیدہ زہرا طیبہ طاہرہ۔ جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

(حضرت بریلوی رحمہ اللہ)

لاہوری درویش علامہ اقبال قدس سرہ سیدنا مریم علیہا السلام اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا موازنہ یوں بیان کرتے ہیں۔

حضرت مریم علیہا السلام کو صرف عیسیٰ علی نبیہا وعلیہ السلام سے نسبت ہے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو تین نسبتیں حاصل ہیں۔

نور چشم رحمۃ اللعالمین      آں امام اولین و آخرین  
بانوے آں تاجدار عہل امتی      مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا  
مادر آں مرکز پرکار عشق      مادر آں قافلہ سالار عشق

ایک واقعہ بابت زہد، تقویٰ، قناعت، صبر و تحمل پر سیدہ خاتون جنت علیہا السلام کے حسین تذکرہ کو ختم کیا جاتا ہے (ایسے بے شمار واقعات ہیں)

آپ مسجد نبوی میں تشریف لائیں، روٹی کا ایک ٹکڑا سیدالکلی مختار کل حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہاں سے آیا ہے؟ عرض کیا تھوڑے سے جو پیس کر روٹی پکائی، بچوں کو کھلائی، خیال آیا چوداں طبقوں کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کھلا دوں۔ تین روز فاقہ رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ٹکڑا تناول فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ پہلا ٹکڑا ہے، جو تیرے باپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ میں چار دنوں کے بعد پہنچا ہے والد گرامی:

سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام آپ کا نورانی بیان راقم نے بعنوان ”سیرت طیبہ، حضرت علی المرتضیٰ“ لکھا ہے جسے ادارہ زادیہ پبلشر لاہور شائع کر رہا ہے۔ یہاں برائے حصول فیوض و برکات دائمی صرف چند سطور عرض کی جاتی ہیں۔

اصل نسل صفا وجہ وصل خدا

باب فصل ولایت پہ لاکھوں سلام

(۲) سیدنا علی شیر خدا علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سیدہ فاطمہ بنت اسد علیہا السلام تھا، یہ ایسی خوش نصیب خاتون ہیں جن کے کفن میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرنا شریف عطا



فرمایا اور جب آپ علیہ السلام کو لحد میں اتارا گیا تو رحمت دو جہاں علیہ السلام آپ علیہ السلام کے ساتھ لحد میں لیٹ گئے۔ راقم نے مزار سیدہ فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی زیارت کی ہے۔ جو کہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع شریف میں ہے۔

(۳) شب ہجرت مدینہ منورہ حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بستر مبارک پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا لیٹنا نہایت بے مثل جاٹھاری ہے۔ مولانا علی علیہ السلام نے اپنا قتل ہونا پسند فرمایا اور حبیب خدا علیہ السلام کے بستر پر سو گئے۔ اس خصوصی کارنامے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے سامنے فرمایا سبحان اللہ! کیسا بے مثل ایثار۔

(۴) آپ علیہ السلام کی شان اقدس میں قرآن مجید میں قریباً تین سو آیات ہیں، اور اسی طرح بے شمار احادیث مبارکہ ذکر و تحمیل علی شیر خدا علیہ السلام میں موجود ہیں۔

(۵) حدیث شریف میں ہے کہ ”حضرت علی علیہ السلام کی محبت آتش جہنم سے رہائی ہے“ یہاں راقم ہانگ دہل عرض کرتا ہے..... جہنم سے اس شخص کی رہائی ہے جس نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی صحابی کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ نہ کہا ہو۔ کیونکہ کبھی صحابہ کرام علیہم السلام رب تعالیٰ کے پسندیدہ اور منتخب شدگان ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی گمانِ بدرکھنا اخروی خسارہ کا موجب ہے۔

(۶) آپ علیہ السلام کی شجاعت کے بارے میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

شیر شمشیر زن شاہِ خیر  
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

(۷) آپ بعض اوقات بایں کلمات دعا مانگا کرتے تھے۔ یا کاف ہایا عین ص مجھے بخش دے۔ یا گھیل عَص۔ اِغْفِرْ لِي۔

(۸) سیدنا ابوبکر صدیق اکبر علیہ السلام کا ارشاد و نشان ہے: حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

(۹) سیدنا فاروق اعظم علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر حضرت علی علیہ السلام میرے مشیر اور وزیر نہ ہوتے تو

عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا۔

(۱۰) جنگ میں حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے دائیں جانب اور حضرت میکائیل علیہ السلام بائیں جانب ہوتے تھے۔  
گناہوں کی معافی کا نسخہ:

(۱۱) حضرت مولائے کائنات اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: ”جب کسی بندہ سے کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ وضو کرے نماز پڑھے گناہ کی معافی چاہے، اللہ اس کا گناہ ضرور بخش دیتا ہے۔“

وہ باب علم و زور دست و بازوئے محمد تھے

وہ شاہِ فدا و الفقار و پیشوائے انس و جان ٹھہرے

ارشاد گرامی آنجناب علی رضی اللہ عنہ: اگر سر بلند کی چاہتے ہو تو رات ذکر الہی میں بسر کرو۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے دادا جان: دادا جان کا ام گرامی جناب ابوطالب ہے اصل نام عبد مناف ہے مگر کنیت نام پر غالب آگئی تھی۔ ان کو شفیع معظم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کمال محبت تھی۔ تادم زیست یہ آپ ﷺ کے ناصر و فدائی رہے، ان کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں۔ بیٹوں کے نام حضرت عقیل رضی اللہ عنہ، جعفر طیار رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، طالب، بیٹیوں کے نام ام بانی رضی اللہ عنہا اور جمانہ رضی اللہ عنہا۔

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے نانا جان ﷺ

حضرت جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے نانا جان حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے بارے میں ناکارہ کیا لکھے! جبکہ اللہ رب العالمین ہمیشہ سے ہمیشہ تک، ازل تا ابد اپنے حبیب ﷺ کی مدح فرما رہا ہے، اغیار کی زبان اور قلم سے بھی جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات بیان ہو رہی ہیں۔ اپنوں نے یا ماننے والوں نے تو نعت لکھنے اور پڑھنے کا مداومت و استمرار کے ساتھ معمول رکھنا ہی ہوتا ہے۔ اس بارے میں راقم تنگ خلاق پیچیدان کی کتاب ذکر خیر (۱) المعروف پہ بے شل ولایت و سیرت طیبہ ضخامت 520 صفحات

ابواب 12 کا مطالعہ ضرور فرمائیے گا۔ کیونکہ شہنشاہ دو عالم نور مجسم رسول معظم نبی اکرم حبیب محتشم نبی الانبیاء اول الانبیاء، امام الانبیاء، باعث تخلیق کائنات، فخر موجودات، اصل کل، مختار کل، شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین دلیل المستغیثین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ السلام کی مدح میں چند جملے لکھنا یا پڑھنا اخروی نجات کا موجب ہے۔ بندہ پر تقصیر نعتیہ اشعار پر اس عنوان کا خاتمہ کرنے کی اجازت چاہتا ہے:

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ  
لِكُلِّ هَوٍ مِنَ الْاَحْوَالِ مُقْتَحِمِ

(امام بوسیری علیہ السلام)

سید و سرور محمد نورِ جاں  
بہتر و مہتر شفیع مجرمان

(رومی علیہ السلام)

توئی سلطان عالم یا محمد علیہ السلام  
ز رونے لطف سوئے من نظر کن

(جامی علیہ السلام)

دہر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات  
قائم ہے تیری ذات سے سارا نظام کائنات

(ایک ہندو شاعر)

جدھر خدا ہے اُدھر نبی ہے، جدھر نبی ہے اُدھر خدا ہے  
خدا کی سب اُدھر پھرے گی جدھر وہ عالی مقام ہوں گے

(حامد رضا خان علیہ السلام)

کوئین دے اک اک ذرے تے ہے قبضہ مدینے والے کا  
جس پاے محمد ہو جاوے اس پاے خدا ہو جاندا اے

غالبِ ثنائے خواجہ بیزواں گزاشتم  
 کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است  
 محمد سِرِّ قدرت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے  
 شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے  
 یہاں بندہ ناچیز یہ عرض کرتا ہے:

بطحی نگر دے میں جاواں صدقے جتنے بکریاں یار چرائیاں  
 پٹکانی مال میں دیواں جھاڑو جتنے تلیاں پاک لگائیاں  
 راقم کی التجا:۔

ان لوگوں میں لکھ لے نام میرا  
 جن لوگوں پہ ہے انعام تیرا

امام حسن رضی اللہ عنہ کی نانی جان رضی اللہ عنہا:

نانی جان کا اسم گرامی حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ سب سے اولین ام المؤمنین، طاہرہ طیبہ عابدہ، زاہدہ راکعہ ساجدہ صابرہ شاکرہ غوار و نمکسار پارسا، بے مثل رفیقہ حیات، عرب کی شہزادی، پھر دین اسلام کی شہزادی، احادیث صحیحہ میں آپ کی شان و فضیلت کا بیان از زبان مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جسے کن کی کتنی کہا گیا ہے، اور جس کا فرمایا ہوا اللہ کا فرمودہ ہوتا ہے۔ گفتہ او گفتہ اللہ بود۔ موجود ہے۔

(سیدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا کا ذکر خیر الراقم نے اپنی تالیف ذکر خیر (۲) میں لکھا ہے

جسے ادارہ زاد یہ پبلشرز لاہور نے شائع کیا ہے۔ صفحات 370 قریباً۔)

بے مثل ولادت طیبہ بچپن اور تعلیم و تربیت: حضرت حسن رضی اللہ عنہ

15 رمضان المبارک 3ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، (کم اپریل 625) امام

ذہبی رحمہ اللہ نے رمضان کی بجائے شعبان کو زیادہ صحیح تسلیم کیا ہے۔ قرآن و شواہد سے یہ بھی پتہ چلتا



ہے کہ ولادت 7ھ میں ہوئی۔ ابن قتیبہ نے ولادت کا سن 6ھ لکھا ہے۔ شیعہ حضرات کی روایات کے مطابق ولادت غزوہ خیبر کے بعد ہے۔ ہمارے پاس راجح قول یہی ہے کہ ولادت رمضان المبارک 3ھ میں ہوئی۔ بعض نے 2ھ اور 4ھ بھی لکھا ہے۔ بچے کی پیدائش کے وقت اس کو گھٹی دینا بھی اسلام میں مستحب ہے، حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے سیدنا ابوطالب انصاری رضی اللہ عنہ کے نوزائیدہ بچے کو کھجور اپنے منہ میں چبا کر گھٹی دی۔ اور خود نام رکھا عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے ہاں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ نبی الانبیاء ﷺ نے کھجوریں لے کر چبائیں۔ پھر انہا لعاب دھن بچے کے منہ میں ڈالا۔ (مسلم شریف حدیث 5498 و 550)

عقیدہ میں دو مینڈے ذبح کئے گئے۔ (نسائی شریف)

ایک میڈھا ذبح فرمایا گیا۔ (ابوداؤد)

”فرمایا: ہارون علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام شبیر تھا جس کا عربی ترجمہ ”حسن“ ہے۔ میرے بیٹے کا نام بھی ہوگا۔ ایک بیٹے کا نام شبیر تھا جس کا ترجمہ حسین ہے۔“

دائیں کا نام سودہ۔ حضور سر اجا شیر علیہ السلام فاطمہ زہرا بتول رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ نومولود کو اٹھایا، کان میں اذان کہی، بائیں کان میں اقامت لعاب دہن چٹایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نام حرب رکھنا چاہا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نام حسن رکھا۔ کنیت ابو محمد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے صاحبزادے، محمد نام کا آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی فرزند نہ تھا۔ لقب ریحانۃ النبی تھا (ریحان رسول اور سیب)۔ شکل و صورت میں حضور نور علی ﷺ سے مشابہ تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے قثم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنا دودھ پلایا، پیدائش کے ساتویں روز عقیدہ کیا گیا پھر سر کے بال اتارے گئے۔ بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔ بچپن کا بیشتر حصہ صحبت نبوی ﷺ میں گزرا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا جان اور والدہ محترمہ کی صفات حمیدہ اور خصائل جمیلہ کا وافر حصہ حاصل کر لیا۔ فصاحت، قوت، حلم و بردباری، سیرت و کردار، عقو و درگزر اور جو دو سخا جیسی عظیم خوبیوں کے وارث بنے۔ قرآن مجید اور تفسیر کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کئی کبار صحابہ رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔ روایات حدیث کو بھی نقل فرمایا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا بچپن میں علمی مشغلہ:

سید السادات حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش جمہور کے قول کے موافق رمضان ۳ھ میں ہے، اس اعتبار سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر سات برس اور کچھ مہینوں کی ہوئی، سات برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے جس میں کوئی علمی کمال حاصل کیا جاسکتا ہو لیکن اس کے باوجود احادیث کی کئی روایتیں ان سے نقل کی جاتی ہیں، ابو الجور رضی اللہ عنہ ایک شخص ہیں انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا، راستہ میں صدقہ کی کھجوروں کا ایک ڈبیر لگ رہا تھا، میں نے اس میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ کچ (ہاہا) فرمایا اور میرے منہ سے نکال دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے اور میں نے پانچوں نمازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھی ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے وتر میں پڑھنے کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا بتلائی تھی۔ آپ کی چھوٹی لہر مگر خوبیوں کا کیا کہنا!

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فَيَمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فَيَمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فَيَمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فَيَمَّا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا تَقْضِيْ عَلَيْكَ اِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

ترجمہ: اے اللہ تو مجھے ہدایت فرما مجملہ ان کے جن کو تو نے ہدایت فرمائی اور مجھے عافیت عطا فرما ان لوگوں کے ذیل میں جن کو تو نے عافیت بخشی تو میرے کاموں کا متولی بن جا جہاں اور بہت سے لوگوں کا متولی ہے اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا اس میں برکت عطا فرما اور جو کچھ تم نے مقدر فرمایا ہے اس کی برائی سے مجھے بچا کہ تو جو چاہے طے فرما سکتا ہے۔ تیرے خلاف کوئی شخص کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکتا اور جس کا تو والی ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا، تیری ذات بابرکت ہے اور سب سے بلند ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک اسی جگہ بیٹھا رہے، وہ جہنم کی آگ سے نجات پائے گا۔

حضرت حسن علیہ السلام نے کئی حج پیدل کئے اور ارشاد فرماتے تھے کہ مجھے اس سے شرم آتی ہے کہ مرنے کے بعد اللہ سے ملوں اور اس کے گھر پاؤں سے چل کر نہ گیا ہوں۔ نہایت حلیم مزاج تھے اور پرہیزگار، مسند احمد میں متعدد روایات ان سے نقل کی گئی ہیں، اور صاحب تعلق نے ان صحابہ کرام میں ان کو ذکر کیا ہے جن سے تیرہ حدیثیں روایت کی جاتی ہیں سات برس کی عمر ہی کیا ہوئی اس وقت اتنی احادیث یاد رکھنا اور نقل کرنا حافظہ کا کمال ہے اور شوق کی انتہا افسوس ہے کہ ہم لوگ اپنے بچوں کو سات برس تک دین کی معمولی سی باتیں بھی نہیں بتاتے۔ (فضائل صحابہ علیہم السلام)

انسان حضرت سید عثمان علی بن جویری رضی اللہ عنہ بحوالہ کشف المحجوب، امام حسن علیہ السلام سیرتاً، عملاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے پیغمبر خدا ﷺ کے اہل بیت میں سے، جو کہ ازلی طہارت و تقدس سے مخصوص ہے، ہر ایک کو تصوف و حقیقت کے معانی میں، کامل و مسترس تھی اور سب کے سب اس طائفہ کے امام و پیشوا تھے اور میں ان میں سے ایک گروہ کا احوال تحریر کروں گا ان میں سے ایک تو ابو محمد حسن بن علی علیہ السلام ہیں جنہیں تصوف و معرفت کے حقائق میں حظ وافر حاصل تھا۔ آپ کی طرف سے تاکید خاص ہے کہ عَلَیْكُمْ بِحِفْظِ الشَّرَائِعِ فَإِنَّ اللَّهَ مَطْلَعُ عَلَى الضَّمَانِ یعنی تم اپنے بھیدوں کو پوشیدہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ضمیر کے تمام پوشیدہ بھیدوں سے واقف ہے، اور مذکور ہے کہ جب قدریوں نے غلبہ حاصل کیا اور معتزلہ کا مذہب دنیا میں بہت پھیل گیا تو اس وقت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن علیہ السلام کی طرف لکھا، جس کا مضمون لفظ بلفظ یہ ہے، اے پیغمبر خدا ﷺ کے بیٹے اور ان کی آنکھوں کے نور، آپ پر خدا کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں آپ سب کے سب بنی ہاشم ان کشتیوں کی مثال ہو، جو نہایت گہرے دریا میں چل رہی ہوں، اور چپکنے والے ستارے، اور ہدایت کے جھنڈے اور دین کے امام و پیشوا ہو، جو شخص آپ کی اقتداء اور فرمانبرداری کرے گا، نجات پائے گا جیسا کہ نوح علیہ السلام کی کشتی میں جتنے بھی مومن سوار ہو گئے ان کو نجات ہو گئی تھی۔

اے رسول خدا ﷺ کے محترم بیٹے آپ ہمارے اس تحیر و اضطراب کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو ہمیں عقیدہ قدریہ اور عقیدہ اختیار و استطاعت و اختلاف کے باعث لاحق ہو رہا



ہے، تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ اس موضوع پر آپ کی رائے اور روش کیا ہے، آپ جناب نبی کریم ﷺ کی اولاد ہیں، اور آپ کا شخص اور حقیقت رس علم کبھی ختم نہ ہوگا کیونکہ آپ کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم و تفہیم پر مبنی ہے، اور آپ کا محافظ و مددگار بھی وہی ہے، اور آپ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے مخلوقات کے محافظ اور عملی روحانی رہنما ہیں، اور جب یہ نامہ حضرت حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے یہ جواب تحریر فرمایا۔

آپ نے اپنی حیرت و اضطراب اور ہماری امت کے متعلق جبر یہ اور قدر یہ مسئلہ پر جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اس کے بارے میں میری پختہ رائے یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی اور برائی کا مقدر ہونا تسلیم نہیں کرتے وہ کافر ہیں، جو لوگ گناہوں اور نافرمانیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ بھی فاسق و فاجر اور گمراہ ہیں، اور بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعمال میں جس قدر بھی توفیق ملی ہے اس کے مطابق ہی عمل میں اختیار دیا گیا ہے، اور ہمارا مذہب تو قدر و جبر کے درمیان ہے۔ اور اے طالب صادق، میں نے نامے اس لیے تحریر کئے ہیں کہ اس موضوع پر تجھے معلومات حاصل ہو اور یہ تحریر بہت عمدہ ہے اس نامہ سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ امام حسن علیہ السلام حقائق و اصول کے علم میں اتنے بلند درجہ پر تھے کہ حسن بصری علیہ السلام جیسے حضرات علم میں کامل ہونے کے باوجود، ان سے اختلافی مسائل کے متعلق استفسار کرتے تھے اور حکایات میں لکھا پایا ہے کہ ایک اعرابی جنگل سے آیا اور حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اپنے مکان کے دروازے پر جو کہ کوفہ میں تھا تشریف فرما تھے، اس اعرابی نے آتے ہی آپ کو ماں باپ کی گالیاں دینا شروع کیں، آپ نے فرمایا: اے اعرابی! تجھے بھوک پیاس لگی ہے، یا کسی اور تکلیف و پریشانی میں مبتلا ہے، مجھے بتاتا کہ میں تیری چارہ جوئی کروں، لیکن وہ بددی بار بار یہی کہتا تھا کہ تو ایسا اور تیرے ماں باپ ایسے تھے، امام حسن علیہ السلام نے غلام کو فرمایا اس اعرابی کو روپوں کا وہ بدرہ لا کر دے دو، اور ساتھ ہی فرمایا کہ اے اعرابی! مجھے معذور تصور کر کہ میرے گھر میں اس کے سوا اور کوئی روپیہ موجود نہیں، ورنہ میں تجھ سے دریغ نہ رکھتا، جب اعرابی نے یہ الفاظ سنے تو بے اختیار پکار اٹھا، اَشْهَدُ اَنْتَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ یعنی میں پورے خلوص سے گواہی دیتا ہوں کہ تو محض جسمانی طور



پر نہیں، بلکہ سیرتنا اور عملاً بھی پیغمبر خدا ﷺ کا بیٹا ہے اور میں تو یہاں تیرے علم و فہم کی آزمائش کے لیے آیا تھا، اور ظاہر ہے کہ برگزیدہ صفت صرف اولیاء اللہ اور سچے مہمان خدا کی ہوتی ہے کیونکہ ان کے نزدیک مخلوقات کا انہیں بھلا برا کہنا یکساں ہوتا ہے، اور ان کے برا کہنے سے کبھی رنجیدہ نہیں ہوتے۔

واقعہ مباہلہ:

اس واقعہ سے جن نورانی ہستیوں کی شان عیاں ہے، ان میں حضور امام حسن علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ سورت آل عمران کی آیت 61

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبَيِّهْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ○

ترجمہ: تو آپ کہہ دیجئے کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو بھی اور تمہارے بیٹوں کو بھی، اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی، اپنے آپ کو بھی اور تم کو بھی، پھر بڑی عاجزی سے (اللہ کے حضور) التجا کریں پھر بھیجیں اللہ کی لعنت کھڑوں پر۔ پس منظر، شان نزول (سورۃ آل عمران):

اس سورۃ میں عیسائیوں کے عقاید کی درستی کی طرف توجہ دی گئی ہے، نجران کے عیسائیوں کے علماء امراء کا ایک وفد بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا، اور اپنے عقاید سے متعلق آپ ﷺ سے مناظرہ کیا، اسی دوران سورۃ آل عمران کی پہلی (80) آئی سے کچھ زیادہ آیات نازل ہوئیں، نبی نجران کے وفد کے تمام شکوک کا جواب دے دیا گیا۔ روشن دلائل دئے گئے، انہوں نے پھر بھی دعوت توحید کو قبول نہ کیا اور اپنے عقیدہ تثلیث پر جمے رہے تو ان پر حجت قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ان سے مباہلہ کا حکم دیا۔ مباہلہ: فریقین نہایت عاجزی سے اللہ کے دربار میں دعا کریں کہ ان میں سے جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو، چنانچہ حضور سید المرسلین ﷺ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اٹھائے، امام حسن علیہ السلام کو انگلی سے پکڑے تشریف لائے، اور آپ کے پیچھے سیدہ فاطمہ زہرا بتول علیہا السلام اور ان کے پیچھے شیر خدا علی

الرضی اللہ عنہ آ رہے تھے، آپ نے عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دے دی تھی انہوں نے منظور کر لی تھی۔ لیکن جب انہوں نے یہ نورانی چہرے دیکھے تو ان کے سردار سینئر پادری نے کہا اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو یاد رکھو تمہارا نام و نشان مٹ جائے گا، چنانچہ مشورہ کے لیے مہلت طلب کی اور دوسرے روز مباہلہ سے انکار کر دیا اور جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور صلح کر لی یہ واقعہ ۱۰ھ میں پیش آیا۔

بعض حضرات نے اس واقعہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صرف ایک ہی صاحبزادی فاطمہؑ تھیں ورنہ دوسری صاحبزادیاں بھی مباہلہ میں آتیں، اس کا جواب یہ ہے کہ تاریخ کی تمام معتبر کتب میں موجود ہے کہ آپ ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں لیکن اس واقعہ سے قبل انتقال فرما چکی تھیں، سیدہ رقیہؑ نے 2ھ میں سیدہ زینبؑ نے 8ھ میں اور سیدہ ام کلثومؑ نے 9ھ میں وصال فرمایا۔ اور مباہلہ کا واقعہ 10ھ میں پیش آیا۔ قرآن وحدیث سے بھی ظاہر ہے کہ چار صاحبزادیاں تھیں۔

آیت میں کلمہ اَنْفُسَنَا سے بعض حضرات نے حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا کہنا ہے افسنا سے مراد حضرت علیؑ ہیں، یعنی آپ نفس رسول ہیں، گویا آپ رسول جیسے ہیں، تو جب آپ ﷺ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برابر ہو گئے تو پھر کوئی خلافت کا حقدار کیسے ہو سکتا ہے؟۔

اس کا جواب: حضرت علیؑ کا شمار ابناءِ نام میں ہے، آپ ﷺ داماد تھے، داماد بیٹا ہوتا ہے، اگر افسنا ہی میں سمجھیں تو عینیت اور مساوات کیسے؟ یہ لفظ ان لوگوں کے لیے بھی مستعمل ہے جو قریبی رشتہ دار، دینی، قومی بھائی ہوں، بحوالہ قرآن مجید (کئی آیات)

نوٹ: راقم نے اس آیت کریمہ کی تفسیر اور اعتراضات کا جواب اپنی کتاب ذکر خیر نمبر 2 ”امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن“ میں تفصیلاً عرض کیا ہے، تفسیر نعیمی جلد سوم میں بھی بہت نفیس بیان ہے:

حضرت نعیم الدین مراد آبادیؒ فرماتے ہیں: نجران کے سب سے بڑے نصرانی

عالم نے جب نفوس قدسیہ کو دیکھا تو کہنے لگا اے جماعت نصاریٰ! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے ان سے مباہلہ نہ کرنا، ہلاک ہو جاؤ گے، اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ رہے گا۔

حضور سید عالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب ہی آچکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں منخ کر دیئے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا۔ اہل نجران سے پرندے وغیرہ ختم ہو جاتے اور ایک سال میں تمام دنیا کے نصرانی ہلاک ہو جاتے۔

سیدنا امام حسن علیہ السلام اور بے مثل دور خلافت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہما: سیدنا فاطمہ زہرا بتول خاتون جنت سلام علیہا کی وصیت کے مطابق سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے سیدنا امام بنت ابی العاص رضی اللہ عنہ سے نکاح فرمایا: یہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سب سے بڑی بہن سیدہ زہب کی نخت جگر (بیٹی) تھیں۔ جناب امام رضی اللہ عنہما امام حسن رضی اللہ عنہ کی خالہ زاد بہن تھیں۔ پھر سوتیلی والدہ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے دونوں شہزادوں کی بہت اچھے طریقے سے تربیت فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں نواسوں کی بہت قدر فرماتے تھے، اور ان پر قربان ہوتے، اپنے کندھوں پر سنت مطہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے ان صاحبزادوں کو اٹھالیتے، اور پیار فرماتے ”رحماء بینہم“ کی عملی تفسیر بنتی۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور زریں دور خلافت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما: جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی دونوں نواسوں سے نہایت پیار اور تکریم کے ساتھ پیش آتے۔ دونوں شہزادگان کو نین پڑانے کی حقیقی بہن سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ اس نکاح کا ثبوت بخاری شریف ج ۱، مستدرک حاکم ج ۳، کتاب المعارف لابن قتیبہ جمیرۃ الانساب نسب قریش طبری ج ۳۔ البدایہ والنسایہ، کامل ابن اثیر، فردع کافی تہذیب الاحکام جلد ۱۹، ابن ابی الحدیدہ اور دیگر بے شمار کتب اہل سنت، جماعت، شیعہ حضرات میں موجود ہے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ۱۶/۱۷ سال کے تھے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سیدہ

عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں دے دی۔

واقعہ:

مال غنیمت میں باہر سے کچھ کپڑا آیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اولاد میں بانٹ دیا گیا جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کپڑے کو سیدنا حسن حسین رضی اللہ عنہما کے لائق نہ سمجھا، یمن کی طرف ایک اہلکار بھیجا جو وہاں سے بہتر اور نفیس کپڑا لایا، اور اب دونوں صاحبزادوں کی خدمت میں پیش کیا، انہوں نے اس کپڑے کو زیب تن فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب میں خوش ہوا۔ (سیرۃ عمر بن الخطاب از امام جوزی ص ۱۵۵ البدایہ، الج ۱ جلد ۱۸ از امام ابن کثیر ص ۱۷۱ کنز العمال ج ۷) خلافت فاروقی میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسلامی جہاد میں بھی شرکت فرمائی۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور سیدنا نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جناب عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سیدنا امام حسن علیہ السلام نے دینی اور قومی امور میں خوب حصہ لیا، کئی جنگوں میں شرکت فرمائی، اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکمل تعاون فرمایا، ۲۶ھ میں مسلمانوں نے طرابلس اور افریقہ پر چڑھائی کی تو اس میں حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما شامل تھے، یرموک اور قادسیہ کے بعد یہ سب سے زبردست جنگ تھی۔ اسلامی فوج کے کمانڈر ان چیف سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ تھے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (نواسہ سیدنا اکبر رضی اللہ عنہ) کی بدولت اسلامی لشکر کو فتح و کامرانی ملی۔ ہر اسلامی سپاہی نے بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔ حضرت حسنین کریمین شریفین طہمین طاہرین رضی اللہ عنہما نے بھی شجاعت کا خوب مظاہرہ فرمایا۔ افریقہ کی اس مشہور جنگ کو ”حرب العبادلہ“ کہتے ہیں کیونکہ اس کے قلب پر سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ، میمنہ پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، میسرہ پر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور مقدمہ پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

۳۰ھ میں خراسان اور طبرستان کی جنگوں میں بھی امامین رضی اللہ عنہما نے شرکت فرمائی ان جنگوں کے مال غنیمت میں یزدگرد و شاہ ایران کی دولت کیاں بھی تھیں، فوجی کمانڈر عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے یہ دونوں لڑکیاں سیدنا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیں، آپ نے



ایک سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اور دوسری سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دی۔ یہ دونوں صاحب اولاد فوت ہوئیں، شیعی علماء نے ان کے نکاح کا ذکر کیا ہے۔ (ص 43 سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ تاریخ کے آئینہ میر، مصنف جناب حکیم محمود احمد ظفر)

شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما:

جن دنوں باغیوں نے دولت کدہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو محاصرہ کیا ہوا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صاحبزادوں کی ایک جماعت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے متعین تھی، جن میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نام خاص طور پر مشہور ہیں، امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے فرمایا تھا وہ گھروں میں بیٹھیں اور مداخلت نہ کریں، باغیوں سے مقابلہ نہ کریں، مقام مورخین نے لکھا ہے کہ حسین کریمین رضی اللہ عنہم خاص طور پر حفاظت پر مامور تھے، تاکہ کوئی شریر باغی ظالم اندر نہ جائے، ابن ابی الحدیدہ شیعہ عالم نے بھی نہج البلاغہ کی شرح میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے نام لکھے ہیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بار بار فرمایا کہ وہ اپنے گھروں میں چلے جائیں یہ حضرات رضی اللہ عنہم واپس نہ ہوئے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا سیدنا عثمان کی مدافعت میں زخمی ہونا:

ایک دن اچانک باغیوں نے تیر اندازی شروع کر دی۔ دیگر حضرات رضی اللہ عنہم کے علاوہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی زخمی ہوئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو امیر المومنین کی حفاظت کا حکم دیا، لیکن یہ ظالم باغی دولت کدہ کے عقب سے دیوار پھانڈ کر اندر داخل ہو گئے اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، راقم نے شہادت کا مفصل حال اپنی تالیف ذکر خیر سیرت طیبہ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے جسے ادارہ زاد یہ پبلشرز لاہور عنقریب شائع کر رہا ہے، جب مظلوم امیر المومنین رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہ نے بالا خانے کی چھت پر سے آواز دی کہ امیر المومنین شہید کر دیئے گئے ہیں، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ و دیگر حضرات رضی اللہ عنہم اندر داخل ہوئے اور لاش پر گر پڑے اور رونے لگے، خبر شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ فوراً قصد خلافت پر پہنچے، اور اپنے صاحبزادوں سے فرمایا: امیر المومنین رضی اللہ عنہ کیسے

قتل ہو گئے، جبکہ تم دروازہ پر موجود تھے، آپ ﷺ نے سیدنا حسن علیہ السلام کو تھپڑ مارا اور سیدنا حسین علیہ السلام کو دو تھپڑ (بحوالہ تاریخ خلفاء از علامہ امام حافظ جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ)۔

بہد خلافت سیدنا علی شیر خدا علیہ السلام اور سیدنا امام حسن علیہ السلام:

سیدنا عثمان غنی ذوالنورین علیہ السلام 18 ذی الحجہ 35ھ بروز جمعہ بعد نماز عصر شہید کئے گئے، تین یا پانچ روز تک مسند خلافت خالی رہی، بعض روایات میں ہے کہ سیدنا حسن علیہ السلام نے بھی حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو جلدی میں بیعت لینے سے روکا ہے لیکن آپ ﷺ نے ان کی بھی نہ ممانعت کی، مدینہ منورہ میں دہشت گردی تھی، سبائی اور باغی ہر طرف دندنا رہے تھے، الرافضی نے اپنی تالیف ذکر خیر سیرت طیبہ علی المرتضیٰ علیہ السلام میں سارے حالات تفصیلاً لکھتے ہیں: آپ ﷺ کی خلافت منعقد ہوئی، بعض صحابہ جلیلہ نے عثمان غنی علیہ السلام کے قصاص مطالبہ کیا، لیکن حضرت علی علیہ السلام کا کہنا تھا کہ اسے ملو تو رکھا جائے جب تک مرگہ مضبوط نہ ہو جائے۔

امام حسن علیہ السلام نے یہ بھی مشورہ دیا تھا کہ آپ (فی الحال) مدینہ منورہ سے باہر چلے جائیں اور بیعت نہ لیں، ورنہ سیدنا عثمان علیہ السلام کے بارہ میں آپ کو قصور وار ٹھہرایا جائے گا، اور امام حسن علیہ السلام نے یہ بھی مشورہ دیا کہ آپ بیعت نہ کرنے والوں سے قتال کو ملو تو رکھیں۔

جب سیدنا امیر المومنین علی شیر خدا علیہ السلام مدینہ منورہ سے بصرہ جارہے تھے تو آپ کے نور نظر جناب حسن علیہ السلام نے راستہ میں جا کر نہ جانے کا مشورہ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹا! عثمان علیہ السلام کے محاصرہ کے دوران میرا مدینہ سے باہر جانا ممکن نہ تھا، جہاں تک بیعت کا تعلق ہے تو تمام شہروں کے لوگوں کا متفق ہونے کا انتظار ضروری نہ تھا کیونکہ خلافت کے لئے حرمین میں موجود مہاجرین و انصار کا متفق ہونا کافی ہے، اگر اب میں مدینہ منورہ سے باہر نہ نکلوں تو امت مسلمہ کے ساتھ بدعہدی ہوگی اور مزید انتشار پیدا ہونے کا خطرہ ہے، بیٹا! اب ان معاملات کو نظر انداز کریں میں آپ سے زیادہ واقف ہوں“ (خلاصہ منہوم)

جنگ جمل اور سیدنا حسن علیہ السلام:

سیدنا علی علیہ السلام نے اصحاب جمل رضی اللہ عنہم کے متعلق کلمہ خیر فرمایا اور اپنے ساتھیوں کو

منع فرمایا کہ وہ انہیں مومن کے سوا کسی اور نام سے یاد کریں گے“ (بحوالہ سیدنا حسن بن علی علیہ السلام از حکیم محمود احمد ظفر بحوالہ السنن الکبریٰ جلد 8 تفسیر قرطبی ج 16 ابن عساکر ج 1) بڑی حسرت سے حضرت حسن علیہ السلام سے فرمایا: ”کاش تمہارا باپ بیس سال قبل اس دنیا سے رخصت ہو گیا ہوتا“

نوٹ: اس جنگ سے سبائیوں کا نفاق اور تقیہ کھل کر سامنے آ گیا، امت مسلمہ ان کی ریشہ دوانیوں سے کافی حد تک محفوظ ہو گئی اور اسلام کو منانے کا جو خاکہ یہودی ذہن میں تھا وہ خاک میں مل گیا۔ (صفحہ 60 کتاب مذکور)

ام المومنین عائشہ صدیقہ کائنات علیہا السلام کو حجاز کی طرف رخصت فرمایا اور کئی میل تک ان کے ساتھ چلے اور اپنے مہاجر ادوں کو ان کے ساتھ بھیجا، امین کریمین علیہ السلام کئی میل تک پیدل ان کے ساتھ چلتے رہے اور نہایت و احترام سے رخصت کیا، یہ سفر یکم رجب 36ھ کو ہوا (الہدایہ النہایہ جلد 7 سعودی جلد دوم)

### جنگ صفین اور سیدنا حسن علیہ السلام کا کردار

امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کوفہ کو دارا خلافت بنالیا، 12 رجب 36ھ کو کوفہ تشریف لے آئے، سبائیوں نے آپ کو ہمیشہ مشکلات سے دو چار رکھا، جنگ صفین پر آپ علیہ السلام نے حضرت حسن علیہ السلام سے فرمایا: ”کاش میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا اور میں آج سے پہلے ہی مر گیا ہوتا“

سیدنا مولائے کائنات علیہ السلام کی شہادت اور استخلاف سیدنا حضرت حسن علیہ السلام:

17 رمضان شریف 40ھ شب جمعہ عبدالرحمن بن ملجم خارجی لعنتی دوزخی نے آپ علیہ السلام کو زہر آلود خنجر سے شہید کر دیا۔ زہر آلودہ خنجر آپ کی مبارک پیشانی پر لگا شدید زخم آیا۔ خون کا فوارہ چھوٹا، آپ کو مسجد میں لایا گیا، نماز کی فجر کی امامت کے فرائض آپ کے بھانجے جعدہ بن ہبیرہ بن ابی دہب علیہ السلام نے ادا کئے آپ نے بھی آپ کی اقتداء نماز فجر ادا فرمائی۔ نماز کیسی اہم:

خنجر لگنے پر آپ بے ہوش بھی ہوئے تھے، ریش مبارک خون آلود تھی۔ زخم بہت بڑا

اور گہرا تھا تاہم نماز یا درہی، نماز نہ چھوڑی، یہ ہے صحیح اسلام، رب تعالیٰ کے حکم صلوٰۃ کی کس قدر اہمیت آپ رضی اللہ عنہ کے پیش نظر تھی، مسجد کی طرف تشریف لے جاتے ہوئے بھی الصلوٰۃ الصلوٰۃ فرماتے جا رہے تھے، ہم آج کے مسلمان معمولی تکلیف پر نماز ترک کر دیتے ہیں، یا دنیاوی مشاغل میں ہمد تن لگن رہتے ہیں، فرمان خداوندی متعلقہ نماز کے بارے میں ہمیں کوئی پروا ہی نہیں، ہم حکم خداوندی کو ذرہ بھر بھی اہمیت نہیں دیتے، یا احکام اسلامیہ پر یقین ہی نہ رکھتے ہوں گے، کہ مرنے پر نافرمانیوں کے باعث عذاب الہی عذاب الیم کے ساتھ بھی واسطہ پڑ سکتا ہے۔

ابن حجر نے کہا ”میں نے ایسا وار کیا اگر پورے شہر والوں پر کرتا تو سارے ہی مر جاتے، ایک ماہ تک منجھڑ کو زہر میں بجھایا“ (طبری ج 4)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد کس کو خلیفہ مقرر کریں، بعض نے سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نام لیا، جواباً ارشاد فرمایا ”نہ میں تو اس بات کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی روکتا ہوں“ (طبری ج 6 ابن اثیر ج 3)

وصیت:

بحوالہ ”حسن بن علی رضی اللہ عنہ“ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، غصہ اور غضب کو برداشت کرنا، صلہ رحمی کرنا، جاہل کے مقابلہ میں علم سے کام لینا، دین کی سمجھ پیدا کرنا، قرآن حکیم کو محفوظ رکھنا، پڑوسی کے ساتھ بہتر سلوک کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرنا، محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک سے پیش آنا (الہدایہ) سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

میرے بعد امت کو اتحاد کا سبق دینا، ارشاد باری ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً

لا تفرقوا۔

فرمایا: ”بیٹا میری وفات کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سے فوراً، ان کے خلیفہ المسلمین ہونے

سے کراہت نہ کرنا“ (ابن اثیر ج 3 ازالہ الخفاء)



زہر لہجہ بہ لہجہ اتر دکھا رہا تھا، تین روز تک موت و حیات رہی کی کش مکش رہی 20 رمضان المبارک 40ھ کی رات کو وصال فرما گئے، عمر شریف 58 سال مدت خلافت 4 سال 9 ماہ، بعض روایات عمر 63 سال۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، چار تکبیریں پڑھیں، طبری رحمہ اللہ، ابن اثیر رحمہ اللہ، ابن کثیر رحمہ اللہ نے 9 تکبیریں لکھی ہیں، ابن کثیر رحمہ اللہ ہی کی ایک روایت میں چار تکبیروں کا ذکر ہے۔ پورے کوفہ میں جنازہ میں ایک بھی شیعہ شریک نہیں ہوا، ان کی طرف سے اعتراض ہے کہ محلہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں شریک نہیں ہوئے تھے، حالانکہ شیعہ کسی کی کتاب کی رو سے تمنا صحابہ رضی اللہ عنہم۔ نے نماز جنازہ پڑھی تھی البدایہ، النہایہ جلد 54، حیات القلوب، جلد 2، جلاء العیون ج 12 اصول کافی ج 1 (بحوالہ کتاب حسن بن علی رضی اللہ عنہ) لیکن یہ کہیں نہیں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ان کے کسی شیعہ نے پڑھی ہو، کن لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی؟ ”بحوالہ کافی“ راوی امام جعفر رضی اللہ عنہ۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور دو اور شخص جنازہ لے کر نکلے۔ (اصول کافی ج 1)

امام حسن رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت:

کوفہ کے دارالامارۃ میں لوگوں کو خلافت کی دعوت دی گئی، لوگوں نے بیعت کر لی (طبقات ابن سعد)

چند ماہ تک حالات پرسکون رہے، بعد میں حالات نے ایسا پلٹا دیا کہ آپ نے خلافت سے دست برداری کا اعلان فرمادیا، خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمادی، خلافت 7 ماہ 11 روز بمطابق بعض روایات۔ (سیر اعلام النبلاء ج 3)

مبارک بادی پر طلاق:

امام ذہبی رحمہ اللہ:۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی عائشہ بنت خشمیہ نے مسند خلافت سنبھالنے پر مبارک دی، آپ نے ناپسند فرمایا: ”تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوشی کا اظہار کیا۔ لہذا تم پر تین طلاق۔ انت طالق ثلاثاً

زوجہ نے کہا بخدا میرا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے میں ہزار درہم دے کر اس کو فارغ کر دیا۔ (طبرانی حدیث نمبر 2757 مجمع الزوائد جلد 4 سنن کبریٰ ج 7)

اس خاتون نے بہت معذرت کی، فرمایا چونکہ تین طلاق دے دی ہیں اب رجوع کی کوئی صورت باقی نہیں (تاریخ ابن عساکر ج 7)

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی باہمی خون ریزی کے خلاف تھے، آپ کے بعض لشکریوں نے آپ کو ایذا پہنچائی، مقام انبار پر آپ کے لشکریوں نے تیروں سے آپ کو زخمی کر ڈالا آپ کا سامان بھی لوٹا۔ (سیر اعلام النبلاء ج 3 تاریخ بغداد ج 1 طبرج 5، البدایہ والنہایہ ج 8 ابن اثیر ج 3) تاریخ الاسلام ذی قعدیہ میں یہ واقعات موجود ہیں۔

سبابا پہنچ کر آپ کو اپنی فوج کی منافقت کا اندازہ ہوا، آپ رک گئے..... سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی فوج لے کر انبار پہنچ چکے تھے، دونوں فوجیں آمنے سامنے تھیں۔  
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی شرافت و نجابت سے آشنا تھے، عراقیوں کی بے وفائی اور غداری سے بھی۔ عراقیوں کی جنگ سے پہلو تہی اور امام حسن رضی اللہ عنہ پر حملہ کی خبریں بھی سن چکے تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا ہے نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لوگ آپ کے سامنے آپ کی محبت کا دم بھرتے ہیں، رات میرے لشکر میں گزارتے ہیں، میرے سپاہیوں کو آپ کے خلاف اکساتے ہیں، منافقین کی ایک فہرست بھی بھیجی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوسرا خط امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا..... قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں جے رہے، ان کے ماتحت بارہ ہزار فوجی بھی، مگر سیدنا امام رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔  
صلح کے لیے مشورہ:

حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اپنے احباب سے مشورے کئے تا یا زاد بھائی سیدنا عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے جو آپ رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ زینب (خاتون کربلا) رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے، مشورہ

کیا ”میں مسند خلافت چھوڑ کر مدینہ طیبہ چلے جانا چاہتا ہوں“ (ابن عساکر ج 2، تہذیب التہذیب ج 2) ہر ایک نے یہی کہا: آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔

سیدنا امام حسین علیہ السلام سے مشورہ:

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے جنگ، قتال جاری رکھنے کا مشورہ دیا۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ برادر بزرگ کے عزم صلح معلوم کر کے خاموش ہو گئے، قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کا لشکر کی جو کٹ مرنے کے لیے تیار تھے، صلح کے لیے تیار نہ تھے۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ خون ریزی بالکل ناپسند فرماتے تھے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت غور و خوض کے بعد چند شرائط کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست برداری کا اعلان کر دیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیش کش برائے صلح:

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے صلح کے لیے آمادہ تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی یہی خواہش تھی کہ اہل اسلام کی خون ریزی نہ ہو، سبائی سردار مر چکے تھے، تاہم بعض سبائی لیڈر جنگ پر مجبور کر رہے تھے۔ سیدنا امام بخاری رضی اللہ عنہ سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں۔

(بخاری شریف جلد 1، 2)

(خلاصہ):

بخدا! سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں پہاڑوں کی طرح فوجیں لے کر آئے تھے، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ فوجیں جب تک اپنے مقابل کو ختم نہ کر لیں گی، پیچھے نہ ہٹیں گی۔ پس معاویہ رضی اللہ عنہ نے قریش کے دو آدمی عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ صلح کی پیش کش کرو۔ جو وہ کہیں تسلیم کر لو، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ”ہم عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں ہمارے لوگ خون خرابہ کرنے میں طاق ہیں۔“ ان دونوں نے کہا: ہم ذمہ دار ہیں..... پس صلح کر لی۔ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی طرف۔ اور فرماتے تھے: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کرا دے گا۔ (بخاری جلد اول اور دوم)

ربیع الاول 41ھ میں کچھ شرائط پر دونوں حضرات رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک تحریری معاہدہ مرتب ہوا، معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہو گئے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے دست بردار ہو گئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری جلد 13 میں اس صلح کا ذکر کرتے ہیں۔ بیچ البلاغہ جلد دوم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے..... مراسلہ کا بیان ہے، جو آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین کے بعد تمام مملکت میں ارسال فرمایا تھا، خلاصہ: ہمارا اور ان کا رب ایک، ہمارا اور ان کا نبی ایک، ہماری اور ان کی دعوت اسلام بھی ایک۔ پس ہمارا اور ان کا معاملہ ایک ہے، صرف خون عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ میں ان سے اختلاف ہے، اور ہم اس سے بری ہیں۔ بحوالہ بخاری شریف، راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک میری امت کے دو گروہ آپسی میں جنگ و قتال نہ کریں۔ ان کا دعویٰ ایک ہوگا بعض غلط فہمی سے ان کے مابین اختلاف ہو جائے گا اور نوبت قتال تک پہنچ جائے گی (بخاری جلد اول)

البدایہ النہایہ جلد ہشتم، تہذیب ابن عساکر رحمہ اللہ، مستدرک حاکم ج 3 میں بھی یہ بیان ہے۔

نوٹ: بخاری شریف مترجم جلد اول 798 پر یہ باب ہے ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ فرمان: یہ میرا بیٹا ہے جو (مسلمانوں کا) سردار ہے۔ اور شاید اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں میل کرا دے.....“

بخاری شریف جلد سوم، مترجم میں یہ بیان ہے کہ ”میرا یہ بیٹا..... الخ مذکور حدیث شریف درج ہے۔ تہذیب ابن عساکر جلد 4، مستدرک حاکم ج 3، ترمذی جلد دوم، البدایہ والنہایہ جلد ہشتم میں بھی یہ حدیث مبارکہ ہے ”بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا“

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پوری



ہوئی۔ جب کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر کے مسلمانوں کو آپس میں کئی سال کی جنگوں سے نجات دلائی اور ان لوگوں کو ذلیل کر دیا جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو مؤمن اور مسلمان ہی نہیں سمجھتے اور ان پر لعنت کرتے ہیں۔

قرآن حکیم: اور اگر مؤمن کے دو گروہ آپس میں جنگ قتال کرنے لگیں تو ان کے درمیان صلح کرادو۔ الخ۔ (الحجرات: 9)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہوں کی آپس کی ناچاکی خواہ قتل و خون ریزی تک ہی کیوں نہ پہنچ جائے ان کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتی۔

مذکورہ حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی بیہ لعات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: ”دونوں فریق ملت اسلام پر ہی تھے۔“ اور ایسا ہی آپ نے مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات جلد 4 میں لکھا ہے، جناب ابن تیمیہ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے (منہاج السنۃ جلد دوم میں) شرائط کیا تھیں؟

مختلف کتب میں مختلف بیان کی گئی ہیں، مستند تواریخ میں درج ذیل ہیں۔  
معاویہ رضی اللہ عنہ کتاب اللہ سنت رسول ﷺ اور سیرت خلفائے صالحین کے مطابق امور سلطنت انجام دیں گے (بحار الانوار جلد 10 جلاء العین، فتح الباری جلد 13)

مشہور شیعہ محدث و مورخ علامہ علی بن عیسیٰ الاربعی نے خلفائے صالحین کی بجائے خلفائے راشدین کا کلمہ لکھا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ دو شرائط ہیں جن پر سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین صلح ہوئی۔ ان شرائط کا ذکر بھی ہے:

- 1۔ میں تمہیں مسلمانوں کی حکومت سپرد کرتا ہوں۔ اس شرط پر کہ تم لوگوں میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سیرت کی روشنی میں امور حکومت سرانجام دو گے۔
- 2۔ تمہیں اس معاہدہ کے بعد کسی کے ساتھ ایسا معاہدہ کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔
- 3۔ کوفہ کے بیت المال کا کل روپیہ آپ یعنی امام حسنؑ کو دیا جائے۔ (طبری جلد 7، فتح الباری جلد 13 البدایہ والنہایہ جلد 8)

4۔ دارا بجزد کا کل خراج آپ (امام حسن رضی اللہ عنہ) کو دیا جائے۔ دارا بجزد کے لوگوں نے خراج دینا بند کر دیا تھا لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بمطابق شرائط اس کے عوض اپنے پاس سے 60 لاکھ درہم سالانہ دوسرے تحائف اور ہدیے ادا کرتے رہے (الہدایہ والنہایہ جلد 8)

5۔ کسی عراقی کو پرانی عداوت کی وجہ سے نہ پکڑا جائے۔ سب کو امان دی جائے۔

6۔ وظائف میں بنو ہاشم کو بنو امیہ پر ترجیح دی جائے۔

7۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو دو لاکھ سالانہ وظیفہ دیا جائے۔

8۔ اہل عراق کی بد زمانیوں کو برداشت کیا جائے۔ امام طبری رضی اللہ عنہ نے پہلی تین شرطیں لکھی ہیں۔ اور یہ روایت لکھی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک سادہ کاغذ پر اپنی مہر لگا کر اور دستخط کر کے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تھا، کہ آپ جو شرائط لکھ دیں گے وہ مجھے منظور ہیں۔ چنانچہ

دہنی شرائط لکھ کر دیں۔ مگر یہ روایت غلط ہے، ایک فسانہ ہے، کیونکہ دونوں حضرات رضی اللہ عنہما کے کردار پر گند اچھالا گیا ہے۔ طبری رضی اللہ عنہ اور ابن اثیر رضی اللہ عنہ نے اور بھی شرط لکھی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر برسر عام سب دشمن نہ کیا جائے۔ یہ بھی کذب خفی ہے، مورخین لکھتے ہیں: سب دشمن کا سلسلہ جاری تھا، مگر اسے سرکاری طور پر منع کیا گیا، بعض کتب میں یہ شرط بھی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہونگے یہ بعد کی پیداوار ہے۔

ص 87 کتاب ”حسن بن علی رضی اللہ عنہ“ یزید کے اوصاف کا ذکر ہے جو کہ سراسر غلط ہے، مصنف کتاب ہذا راقم کی ناقص عقل اور فہم کے دوران زبردست عالم، مناظر، مفسر، محدث محقق ہیں۔ معذرت کے ساتھ یہ عرض ہے، یزید کے اوصاف سے متعلقہ راقم متفق نہیں ہے۔ اگر اوصاف کا مالک ہوتا تو میدان کربلا میں عالی مرتبت حضرات رضی اللہ عنہم کے ساتھ قیامت نما خونی منظر جیسے واقعات پیش نہ آتے، اور اس قدر ظلم نہ ہوتا۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا اعلان دست برداری:

شرائط صلح طے ہونے پر امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کے سالار قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کو جو مدائن کے قریب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے، واپس

مدائن آنے کا حکم دیا۔ انہوں نے خط پڑھ کر فوج کو سنایا اور کہا: اب دو صورتیں ہیں حضرت امام کے بغیر جنگ جاری رکھیں یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کر لیں، فوج نے دوسری بات کو قبول کر لیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ آ کر زبانی صلح کرنے کی تصدیق کر دی، سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بھی۔ یہیں تشریف فرما تھے۔ حضرت امام رضی اللہ عنہ نے بھی زبانی اعلان فرمادیا۔

مشہور مورخ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے نہ صرف خلافت سے دست برداری کا اعلان فرمایا بلکہ مجمع عام کے سامنے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی کر لی۔ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے لکھا کہ سیدنا حسین کریمین رضی اللہ عنہ اور قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ جب شام تشریف لائے تو مجمع عام کے سامنے کھڑے ہو کر بیعت بھی فرمائی۔ (بحار الانوار جلد 10 صفحہ 89)

”حسن بن علی رضی اللہ عنہ“

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

اس صلح سے اصلاح بین الناس اور خصوصی طور پر مسلمانوں کی خون ریزی روکنے کی فضیلت ہے۔ (فتح الباری جلد 3)

امام ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کا بیان:

یہ صلح سنہ 41 ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاول میں تحلیہ کے مقام پر ہوئی۔ اس موقع پر سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے یہ خلافت اہل اسلام کی بہتری اور مسلمان کے خون کی حفاظت کے لیے ترک کی ہے۔ (علیہ الاولیاء جلد 2 سنن کبریٰ ج 8) امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ نے ”مستدرک“ میں امام ابن البرکات رضی اللہ عنہ نے الاستیعاب میں ابن اثیر رحمہ اللہ نے ”اسد الغابہ“ میں اور ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ”الاصابہ“ میں لکھا ہے: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی اور امر خلافت ان کے سپرد کر دیا اور معاہدے اور شرائط پیش کر کے ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی اور خود خلافت سے دست بردار ہو گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس صلح کے معاہدے پر قائم رہے، شرائط

کے علاوہ بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تحائف اور ہدیوں سے امام علیہ السلام کی خاطر و مدارت کرتے رہے (البدایہ والنہایہ جلد 8) ایسی روایات کتب تاریخ میں درج ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے طلب کا نتیجہ:

امام یحییٰ رضی اللہ عنہ اور امام ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے ابو ہشام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا: ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بہت تنگ دست ہو گئے اس لیے کہ امیر شام جو 1 لاکھ درہم سالانہ بھیجتے تھے وہ نہ بھیجے، آپ رضی اللہ عنہ نے خط لکھنے کا ارادہ فرمایا: قلم اور دوات بھی منگوائی۔ پھر خط نہ لکھا، اس رات خواب میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حال پوچھا، عرض کیا: تنگ دست ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا پڑھو، امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دعا ایک ہفتہ بھی نہ پڑھی ہوگی، امیر شام نے مجھے پانچ لاکھ درہم بھیج دیے۔ دوبارہ حضور نور علی نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ نے واقعہ سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اللہ سے امیدیں وابستہ رکھنے اور مخلوق سے التجا نہ کرنے کا۔ یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے (خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ الخلفاء و دیگر بے شمار کتب مستند)

دودعا یہ ہے: (بہترین دعا)

اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِيْ قَلْبِيْ رَجَائَكَ وَقَطِّعْ رَجَائِيْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰى لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ اَللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفْتُ عَنْهُ قُوَّتِيْ وَمَا قَصُرَ عَنْهُ عَمَلِيْ وَلَمْ تَنْتَهِ اِلَيْهِ رَغْبَتِيْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْأَلَتِيْ وَلَمْ يَجْعَرْ عَلٰى لِسَانِيْ مِمَّا اَعْطَيْتْ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مِنَ الْبَقِيَّةِ فَخُصِّنِيْ بِهٖ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں تو اپنی آرزو پیدا فرما دے اور دوسروں سے میری تمنا کیں اس طرح ختم فرما دے کہ میں تیرے سوا کسی سے کوئی امید نہ رکھوں۔ اے اللہ! میری قوتوں کو کمزور نہ بنا، میرے نیک اعمال کو تباہ نہ فرما، مجھے اپنی رحمت سے دور نہ فرما۔ تو مجھے اپنے فضل و کرم سے توکل اور توفیق کی ایسی قوت عطا فرما کہ میں کسی مخلوق کے پاس اپنی حاجت نہ لے جاؤں۔ تو ہی میرے مسائل کو حل فرما اور مجھے وہ سب کچھ دے دے جو اب تک پچھلے یا آنے والے شخص کو



نہیں دیا۔ اے رب العلمین! مجھے یقین کی دولت سے مالا مال فرمادے۔ آمین  
مخالفت:

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ابھی صلح کا ارادہ ہی فرمایا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے لشکریوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف مخالفت کا طوفان بدتمیزی اٹھالیا۔ قاتلانہ حملے کئے۔ خیمے کو لوٹا گیا۔ (طبرق ج 6) دوران نماز خنجر سے حملہ کیا گیا ران میں ہڈی تک شکاف ہو گیا۔

صلح ہونے پر لوگوں نے شدید مخالفت کی "اے مومنوں کے لیے شرم اور عار کے باعث" "ساتھیوں نے کہا۔ (فتح الباری جلد 13 البدایہ والنہایہ ج 8 تاریخ الخلفاء۔ تاریخ اسلام ذہبی جلد 2) "پا عار المومنین" کہا گیا۔

جواباً ارشاد فرمایا: "یہ عار میرے لئے جہنم کی آگ سے بہتر ہے ابن اشیر رضی اللہ عنہ اور علامہ ابو بکر ابن العربی رضی اللہ عنہ نے "نہود وجوہ المومنین" مومنوں کا منہ سیاہ کرنے والے الفاظ لکھے ہیں ایک شخص نے کہا: السلام علیکم یا مدلل المومنین (ملا باقر مجلسی)

(بحوالہ جلاء العیون تاریخ الخلفاء اور ابن عساکر ج 7)

"مجھے یہ بات نا پسند تھی کہ میں آپ کو حکومت اور سلطنت کے لیے قتل کروں۔" آپ رضی اللہ عنہ نے مختلف مجالس میں مختلف خطبات ارشاد فرمائے۔ اور پوری امت کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے کر کے کفر کے مقابلہ میں لاکھڑا کیا، سلطنت فاروقی، عثمانی کا نقشہ پھر آنکھوں کے سامنے پھرنا شروع ہو گیا۔ امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا۔

عام الجماعت:

صلح کے سال کو عام الجماعت کہا جاتا ہے، تمام مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پوری ملت اسلامیہ کے خلیفہ بن گئے۔ خاندان بنو ہاشم نے عملی تعاون شروع کر دیا۔ چنانچہ سیدنا خاتم بن عباس رضی اللہ عنہ جہاد میں شرکت کے لیے خراسان تشریف لے گئے۔ پھر غزوہ سمرقند میں جام شہادت نوش فرمایا جب کہ کمانڈر سعید بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ خود امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید بن معاویہ کی زیر قیادت معرکہ قسطنطنیہ میں شرکت

فرمائی۔ (البدایہ والنہایہ جلد 8 تہذیب تاریخ ابن عساکر ج 4) ایک ہاشمی بزرگ عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو مدینہ شریف کا قاضی مقرر کیا۔

مسک اہل سنت و جماعت:

جن لوگوں نے فیصلہ تحکیم سے قبل یا بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کا امیر المؤمنین ہونا لکھا ہے، وہ سراسر غلط ہے، جب سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے، مدعی خلافت نہ تھے۔ حالانکہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا گورنر آپ کو سمجھتے ہوئے ان کے قاتلوں سے صرف قصاص کے دعوے دار تھے۔ انہوں نے خلافت کا اعلان سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری اور ان کے بیعت فرمانے کے بعد کیا۔ (حسن بن علیؑ، خلاصہ مفہوم)

جناب حکیم محمود احمد ظفر صاحب نے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے اس خاص وصف کو آپ کا ایک عظیم کارنامہ تحریر فرمایا ہے، آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فعل متعلقہ صلح شریعت اسلامیہ کی تعلیمات پر مبنی تھا۔ کتب احادیث میں ”کتاب الفتن“ کی تلاوت کرتی چاہئے، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پانچ سالہ دور خلافت میں فتوحات کا باب ختم ہو گیا تھا۔ چونکہ جنگ جمل و صفین و نہروان کے ساتھ واسطہ پڑا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پوری مملکت اسلامیہ کے خلیفہ بنے تو جہاد کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عرب کے سر میرے قبضے میں تھے۔ میں نے خالصتاً لوجہ اللہ مسلمانوں کے خون سے بچنے کے لیے اس منصب کو چھوڑا (سند رک حاکم جلد 3)

”آپ رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری ہوئی۔

حرم مدینہ منورہ میں:

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جملہ خاندان حضرات و افراد رضی اللہ عنہم کے ساتھ واپس مدینہ منورہ میں آ گئے۔ اور عمر شریف کا تمام بقیہ حصہ یہیں گزارا۔

مدینہ شریف میں آپ کے مشاغل (معمولات):

مشغلہ صرف اور صرف عبادت تھا، نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد سورج نکلنے تک

اپنے جائے نماز پر بیٹھتے۔ ذکر و فکر میں لگے رہتے، احباب آتے دینی گفتگو ہوتی، نماز اشراق ادا فرماتے۔ پھر امہات المؤمنین علیہم السلام کے پاس جاتے۔ پھر دولت کدہ میں آ جاتے، شام کو بھی مسجد نبوی شریف میں یہی معمول تھا۔ نماز تہجد کی ادائیگی باقاعدہ ہوتی۔ اول شب میں قیام فرماتے۔ آخر شب میں امام حسن علیہ السلام قیام الیل فرماتے۔ سونے سے قبل سورۃ کہف کی تلاوت فرمایا کرتے۔

حج مبارک:

حضرت امام حسن علیہ السلام نے پچیس حج پیدل چل کر کئے۔ اعلیٰ قسم کے گھوڑے اونٹ ہمراہ ہوتے مگر آپ ان پر سوار نہ ہوتے۔ فرماتے ہیں اپنے رب سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ میں اس سے ملوں اور اس کے گھر کی طرف پیدل نہ جاؤں۔

طرز تکلم:

جناب امام پاک علیہ السلام کی شیریں کلامی کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کسی سے گفتگو فرماتے تو سننے والے کا جی چاہتا آپ اسی طرح سلسلہ کلام جاری رکھیں۔ کبھی آپ سے کوئی بدعانہ نہ ہوتی۔ متفرق بیان بابت خلافت:

سبط وریحان رسول حضرت سیدنا امیر المؤمنین حسن مجتبیٰ علیہ السلام حدیث شریف کے مطابق آخری خلیفہ راشد ہیں (تاریخ الخلفاء) قیس بن سعد علیہ السلام کی بیعت کے بعد لوگ بیعت کرنے لگے۔ آپ فرماتے تم لوگ میرے کہنے کو سنتے رہنا، میری اطاعت کرنا، جس سے میں صلح کروں تم بھی صلح کرنا، جس سے میں جنگ کروں تم بھی اس سے لڑنا، ان کلمات سے لوگوں کو شبہ پیدا ہوا، اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔

حضرت علی علیہ السلام نے شہادت سے چند روز قبل ملک شام پر حملہ کرنے کے لیے عراقیوں کا ایک لشکر ترتیب دیا تھا۔ ابھی یہ لشکر روانہ ہوا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کی شہادت ہو گئی۔ ادھر امیر شام بھی ایک لشکر لے کر امام حسن علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لیے کوفہ کی طرف بڑھا، حضرت امام عالی مقام علیہ السلام بھی اپنا لشکر لے کر کوفہ سے باہر آئے۔ مقدمہ کی کمان قیس بن سعد علیہ السلام یا عبداللہ بن

عباس علیہ السلام کے ہاتھ میں تھی۔ لشکر مدائن پہنچا، مشہور ہوا کہ قیس بن سعد قتل کر دیا گیا ہے۔ لشکر میں افراتفری پیدا ہو گئی۔ آپ علیہ السلام کے خیمہ پر بھی حملہ آور ہوئے۔ ایذا پہنچائی ایک بد بخت نے آپ کو ران پر نیزہ مار دیا۔ آپ نے اہل کوفہ کی بے وفائی دیکھ کر امیر شام سے صلح کرنے کی سعی فرمائی۔ چند شرائط پر صلح ہو گئی جن کا ذکر گزشتہ صفحات میں آچکا ہے۔ اہل عراق نے بے وفائی کی۔ آپ علیہ السلام خلافت سے دست بردار ہو گئے۔

جنگ جمل اور جنگ صفین پر تبصرہ:

راقم یہاں یہ بیان نہایت ضروری سمجھتا ہے۔ دراصل اس پر تفصیلی مواد اپنی کتاب سیرت طیبہ اول تا آخر خلفائے راشدین علیہم السلام جلد 1، 2، 3، 4 صفحات 1100 میں لکھ چکا ہے۔ یہاں بھی نہایت اختصار کے ساتھ سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ السلام کے ارشادات (متفرق) پیش خدمت ہیں:

(1) جنگ جمل میں لشکر امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام اور سیدہ عائشہ صدیقہ علیہا السلام کا لشکر آمنے سامنے۔ جنگ صفین میں علی شیر خدا علیہ السلام اور معاویہ علیہ السلام کے لشکر میں مقابلہ۔ ان حضرات نے اپنے اجتہاد پر عمل کیا پھر ملامت کی کیا گنجائش ہے۔ اور طعن کی کیا مناسبت ہے۔ برطابق قول امام شافعی علیہ السلام اور عمر بن عبدالعزیز علیہ السلام ایک کو حق پر دوسرے کو خطا پر نہ کہنا چاہیے۔ سب کو نیکی سے یاد کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں بھی ہے جب میرے اصحاب علیہم السلام کا ذکر آئے اور ان کی لڑائی جھگڑوں کا تذکرہ آئے تو اپنے آپ کو سنبھال رکھو..... جمہور اہل سنت و جماعت اس بات پر ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام حق پر تھے۔ مخالف خطا پر۔ لیکن یہ خطا خطائے اجتہادی کی طرح طعن و ملامت سے دور اور تشنیع و تحقیر سے مراد پاک ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: یہ لوگ نہ کافر ہیں نہ فاسق کیونکہ ان کے پاس تاویل ہے جو کفر و فسق سے روکتی ہے..... پس ان کی لغزشوں کو نیک وجہ پر محمول کرنا چاہیے۔ رافضی غلو کرتے ہیں..... (مکتوب 36 دفتر دوم)

(2) جو مانتا ہی نہیں حدیث اور قرآن

جواب اس کا یہی ہے کہ دو نہ اس کو جواب



راوی ابن عدی رضی اللہ عنہ عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: میری امت میں برے لوگ وہ ہیں جو میرے اصحاب رضی اللہ عنہم پر دلیر ہیں۔

شیخ ابن حجر رحمہ اللہ: جھگڑے اذروئے اجتہاد ہوئے۔ (امام غزالی رحمہ اللہ، قاضی ابوبکر رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، علامہ سیوطی رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، علمائے بریلوی و دیوبندی کتب میں بھی دیکھ لیں مذکورہ بیان ہی ملے گا۔ مجھے اس وقت آئینہ خلافت از پروفیسر سعید اختر صاحب (میرے محسن اور جناب سید مودودی کے خاص معتمد) ذہن میں آئی، اس کا مطالعہ بھی فرمائیں۔ راقم عبداللہ الحق تو کلی)

قاضی عیاضی رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کا فیصلہ نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے: جس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور کہا وہ کفر اور گمراہی پر تھے وہ واجب القتل ہے۔۔۔۔۔ اے بھائی! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تنہا اس معاملہ ٹھٹھیں کم و بیش آدھے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے ساتھ شریک ہیں، ان کو برا کہنے سے نصف دین سے اعتماد میں دور ہو جاتا ہے۔ جو ان کی تبلیغ سے ہم تک پہنچا ہے۔ “قتلہ کا منشا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل اور ان کے قاتلوں سے آپ رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرنا ہے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ جو مدینہ منورہ سے باہر نکلے تھے تاخیر قصاص کے باعث نکلے۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس امر میں ان کے ساتھ موافقت کی۔ جمل میں 13 ہزار آدمی قتل ہوئے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ شہید ہوئے۔ جھگڑا امر خلافت پر نہ تھا۔ اے برادر! بہتر طریق یہ ہے کہ لڑائی جھگڑوں میں خاموش رہیں۔ (صحیفہ شریفہ، 57، دفتر اول)

فضائل اور فضل و کمال، بحوالہ بخاری شریف:

سیدنا امام بخاری رضی اللہ عنہ صحیح بخاری میں روایت فرماتے ہیں: (باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما)

1۔ حضرت نافع بن جبیر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کو اپنی گردن پر بٹھالیا۔ (مس 322 جلد دوم۔ ترجمہ علامہ وحید الزمان۔ حذیفہ اکیڈمی اردو بازار لاہور)

2۔ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے صحابی رضی اللہ عنہ سے سنا، صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے سنا اور امام حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو (پہلو میں) تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے کبھی امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: یہ میرا بیٹا سردار ہوگا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں ملاپ کرادے گا۔

3۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں لے لیتے اور فرماتے یا اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔

4۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

5۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو کاندھے پر اٹھا لیا۔ کہتے تھے میرا باپ تجھ پر محدق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں رہے تھے۔

6۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ امام حسن سے زیادہ کوئی نہ تھا۔

7۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں نواسوں (حسین کریمین رضی اللہ عنہما) کی نسبت فرمایا تھا یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہما)

بحوالہ ترمذی شریف:

سیدنا امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے ترمذی شریف میں سیدنا امام عالی مقام حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ احادیث نقل فرمائیں۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ دونوں بھتی سرواروں کے بارے میں قریباً سترہ احادیث لائے ہیں)

1۔ راوی سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ: رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ حدیث شریف حسن ہے صحیح ہے۔

2۔ راوی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ: منہوم حدیث۔ میں ایک رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ کی پشت پر کچھ لپیٹا ہوا تھا۔ میں نے عرض کی یہ کیا ہے؟ غم

خوار امت رحیم و کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھولا تو وہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوٹھے پر۔ فرمایا: یہ میرے بیٹے ہیں، اور میری بیٹی رضی اللہ عنہا کے بیٹے، یا اللہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ۔ جو ان کو دوست رکھے ان کو بھی دوست رکھ۔

3۔ نمبر 7 پر بیان کی گئی ہے۔ بحوالہ بخاری شریف۔

4۔ متعلقہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ۔

5۔ راوی انس بن مالک رضی اللہ عنہ: کسی نے حضور نور علی نور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ کو اپنے گھر والوں سے کون زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اور آپ سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے بلاؤ ہمارے اور اپنے دونوں بیٹوں کو، اور ان کو سونگھتے تھے اور اپنے کلیجے سے لگاتے تھے۔

6۔ راوی ابو بکرہ رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریف پر چڑھے اور فرمایا: یہ بیٹا میرا یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ سید ہے کہ صلح کر اے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں سے دگر وہوں میں۔ (حدیث حسن صحیح) مترجم: ایک گروہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ایک سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ، خلافت کا نزاع تھا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت چھوڑ دی۔ مسلمانوں کو کشت خون سے بچالیا۔ جزاء اللہ عنا خیر الجزاء۔

الراقم: خلافت راشدہ کی جو مدت حضور مختار و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی: وہ ختم ہو گئی اور امام حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے دست بردار ہو گئے۔

راوی سیدنا ابی بردہ رضی اللہ عنہ سیدنا حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما آئے، دونوں شہزادے سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے۔ چلتے تھے گر پڑتے تھے۔ بوجہ صغریٰ اور ضعف۔ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبر شریف سے نیچے اترے۔ دونوں فرزندوں کو اٹھالیا اور اپنے آگے بٹھالیا۔ (مفہوم)۔ مترجم و حید الزمان لکھتے ہیں افسوس ہے کہ جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر محبت اور الفت تھی۔ ان کے ساتھ اس امت کے ظالموں نے کیا بد سلویٰ کی اور کیسی ایذا اور تکلیف دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون O

8۔ حدیث مبارکہ متعلقہ شہید کر بلا رضی اللہ عنہ۔

9۔ روایت ہے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ کے مشابہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ تھے حدیث حسن اور صحیح ہے، اس باب میں سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

10۔ متعلقہ سیدنا امام حسین علیہ السلام۔

11۔ راوی سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ امام حسن رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مشابہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے جو اقدس تک اور امام حسین رضی اللہ عنہ سینہ مبارک سے نیچے۔

12۔ اللہ کا عذاب ظالم نابکار عبید اللہ بن زیاد پر۔ (حدیث حسن اور صحیح)

13۔ راوی حذیفہ رضی اللہ عنہ: خلاصہ مفہوم۔ فرشتہ نے بشارت دی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار اور جنت کے جوانوں کے سردار حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔

14۔ راوی براء رضی اللہ عنہ: یا اللہ میں (حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ) کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ۔ (حسن اور صحیح)

15۔ راوی ابن عباس رضی اللہ عنہ: حضور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر لئے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے کہا: کیا خوب سواری پائی تو نے لڑکے۔ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور سوار بھی خوب ہے۔

وہ حسن مجتبیٰ سید الاخیاء  
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

16۔ راوی براء بن عازب رضی اللہ عنہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ۔

ابو الفضل قاضی عیاض مالکی اندلسی بریلوی شفا شریف جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں:  
ترجمہ: جس نے حسن رضی اللہ عنہ سے محبت رکھی اس نے اللہ عزوجل سے محبت رکھی۔

(سنن ترمذی، مقدمہ سنن ابن ماجہ)



بحوالہ نورالابصار مولانا عبدالسلام قادری رضوی ”شہادت نواسہ سیدالابرار“ میں لکھتے ہیں:

1۔ راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں نے دیکھا امام حسن رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گود میں ہیں اور امام حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں انگلیاں ڈال رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک آپ رضی اللہ عنہ کے منہ میں دے کر فرماتے ہیں: اے اللہ! میں اسے محبوب رکھتا ہوں اس لیے تو اسے اپنا محبوب رکھ۔

2۔ طبقات ابن سعد صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حالت نماز میں سجدہ فرماتے تو امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کی کمر مبارک پر سوار ہو جاتے، جب تک آپ رضی اللہ عنہ خود نہ اترتے اس وقت تک آپ سجدہ ہی میں رہتے۔ جب آپ رکوع فرماتے تو امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پاؤں کے درمیان گھس جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے نہ اٹھتے جب تک وہ دوسری جانب نہ نکل جاتے۔ (نورالابصار)

## سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بلند پایہ صوفی

بلکہ عظیم ترین صوفیائے کرام کے پیشوا، سردار اور سر تاج

(منبع فیوض و برکات و انوارات و خیرات)

راقم ہجید ان کی سمجھ اور معلومات اسلامیہ کے مطابق صوفی، فقیر خواجہ، ولی، مقبول الہی، مرد مومن، مرد حق، شیخ، پیشرو، پیر، اسلامی طریقت میں ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ یعنی ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ اپنی اپنی بولی، زبان، محاورہ، رواج کے مطابق کہیں کسی بزرگ کو صوفی، کہیں شیخ، کہیں پیر..... الخ کہا جاتا ہے۔

صوفیائے کرام/ پیران عظام/ مشائخ کرام/ اولیائے کرام کی تمام صفات و کمالات و اخلاقی حسن اکٹھے کئے جائیں تو وہ تمام کے تمام سیدنا و سیدی امام حسن علیہ السلام کی ذات بابرکات کے اندر سموئے ہوئے ہیں، مثلاً اولیاء اللہ کی صحبت فیض لینے کا موثر ذریعہ ہے۔ ان کے وجود آفتاب کی مانند ہوتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے، ان کی ہمنشینی خداوندہ

لاشریک کی ہم نشینی ہے۔ ان کو دیکھنے سے طلب حق بیدار ہوتی ہے، یہ گروہ برکات و خیرات کا سرچشمہ ہے۔ یہ سیدنا نور علی نور خیر البشر علیہ السلام کے آنکھیں آپ ﷺ کے کمالات کے مظہر ہیں۔ اتباع سنت مظہرہ پر سختی سے پابند ہوتے ہیں، طریقت، معرفت اور حقیقت کو شریعت اسلامیہ کا خادم سمجھتے ہیں کیونکہ پہلے شریعت ہے بعد میں اسلامی طریقت۔ ان کی نسبت، لگاؤ، جذب دروں، نور نسبت سے مخلوق ہدایت پاتی ہے۔ صمدیت تک کے اعلیٰ درجات کے حصول کی خاطر یہ اخلاق حسنہ کے تمام پہلوؤں سے گذرتے ہیں۔ تَخْلُقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ کی عملی تصویر ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو کمتر سمجھتے ہیں، عاجزی ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ ہر ایک مخلوق کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ مخلوق کی ایذا کو صبر و تحمل اور غفو و درگزر سے برداشت کرتے ہیں۔ غیض و غضب کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمدردی خلق اور خیر خواہی کے پیکر بنے ہوتے ہیں، مخلوق کے حقوق کو اپنے حقوق سے مقدم جانتے ہیں۔ یعنی ایثار و قربانی کا جذبہ بدرجہ اتم ان کے اندر موجود ہوتا ہے اور اس پر خلوص کے ساتھ عمل بھی کرتے ہیں، سخاوت کرنا، درگزر اور خطا کا معاف کرنا خندہ روئی، نرم مزاجی، تسبیح اور تکلف سے پاک، فزونی و اریث سے مبرا، خرچ کرنا، خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا، قناعت کرنا، پرہیزگاری، جنگ و جدل اور عتاب نہ کرنا مگر حق کے ساتھ، بغض و کینہ اور حسد نہ رکھنا، عز و جاہ کا خواہشمند نہ ہونا، وعدہ پورا کرنا، پختہ برداری، دور اندیشی، شکر گزاری، دلیر، غیور، دشمن نواز، راست باز، استقامت میں پختہ تقویٰ اور خوفِ الہی میں پور، حب فی اللہ کے مقام میں راسخ، معاملہ رضا و تسلیم میں نہایت مہذب، قطعِ علاقہ میں بے لاک ان کا شیوہ و معمول ہوتا ہے۔ پہلے بزرگ (اولیاء اللہ) انہی اخلاق حسنہ سے انسان کو مہذب بنانے کے لیے اور بُرے اخلاق چھڑانے کے لیے تختیں کرایا کرتے تھے۔ مگر متاخرین نے یہ طریقہ پسند کیا ہے کہ ذکر کی اس قدر کثرت کرائی جائے کہ یہ برے اخلاق ذکر کے نیچے دب جائیں اور ذکر تمام ناروا اور ناجائز باتوں پر غالب آجائے۔ یعنی اولیائے کرام کا اس پر عمل شروع ہوا کہ

ذکر کن تا ترا جان است

پاکی دل ز ذکر رحمان است

نوٹ: اسی آخری جذبہ اور مقصد کے پیش نظر میرے حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ سیّدی

معنوی فرزند حضرت خواجہ خواجگان توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ اور خلف الرشید عارف ربانی امام ربانی غوث زمانہ علم لدنی کے بحر بے کنار خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے نور نظر جگر گوشہ صاحبزادہ کرمل الطاف محمود ہاشمی صاحب دامت برکات و خیرات و فیوضہم العالیہ نے گزشتہ دو سال سے تحریک ذکر شروع کی۔ جو کہ دن دوئی رات چوگنی ترقی پر ہے۔ روز افزوں ذاکرین کی کثرت ہو رہی ہے، بے ریش باریش ہوتے جارہے ہیں، اپنے گھروں میں مع اہل و عیال اور کبھی مع احباب ذکر کی محافل کا انعقاد کرتے ہیں۔ کبھی کوتاہی سرزد نہیں ہوتی، سید اشرف اور مضافات سید اشرف، ملک وال، دریاخان، ملیسی، مال چک اور دیگر کئی مقامات پر تحریک ذکر زوروں پر ہے۔ ہمارے مدوح صاحبزادہ صاحب نے اس کا رخیہ عظیم کی خاطر رات دن وقف کر رکھا ہے۔ اپنے کرائے پر ہر جگہ پہنچتے ہیں، ون ڈش طعام کا آرڈر دیتے ہیں، متعلقہ تعلیمات کی اشاعت کے لیے قیمتی اور مفید ترین مواد اسلامی شائع کروا کر فی سبیل اللہ بانٹتے ہیں۔ راقم اپنے اصل موضوع سے قدرے دور نکل گیا۔ دوبارہ عرض کرتا ہے کہ

صوفیائے کرام (اولیاء اللہ، مشائخ عظام) میں یہ صفات بھی ہوتی ہیں، بالفاظ دیگر: یہ حضرت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہوتے ہیں، محبوب ہوتے ہیں، دوست ہوتے ہیں، لوگوں کے مددگار ہوتے ہیں۔ مخلوق کے لیے فیض رساں اور منبع انوار ہوتے ہیں، خداوند قدوس کے فیڑے (قریب) ہوتے ہیں، واصل ہوتے ہیں باقی بن جاتے ہیں، اللہ ان پر راضی ہوتا ہے، حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ تک ان کی رسائی ہوتی ہے۔ باطنی محافل و اجلاس میں شریک ہوتے ہیں، کیونکہ جو کچھ انہیں ملتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کے صدقے ہی ملتا ہے۔ روحانی پاور کے حامل ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ دین اسلام انہی کے طفیل پھیلتا ہے اور ترقی کرتا ہے۔ یہ گروہ حق پرستوں کا گروہ ہوتا ہے، یہ نفس پرست نہیں ہوتے، تزکیہ نفس میں مکمل صفائی والے ہوتے ہیں، ان کے پہلو خواب گاہ سے دور ہوتے ہیں، مسکینی و عاجزی کے مجسمے ہوتے ہیں قرآن وحدیث ان کی شان و فضائل سے لبریز ہے۔ ان پر انوار کا درود ہوتا ہے۔ انہیں اسرار کا انکشاف ہوتا ہے۔ ان کا کوئی قول یا فعل شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

کے خلاف نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں سینکڑوں مقامات پر اولیاء کرام کا ذکر ہے مثلاً سورۃ فرقان میں مولائے ذوالجلال والا کرام فرماتے ہیں:

”اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر بغز و انکساری سے چلتے ہیں..... الخ“

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ کا مفہوم ہے:

”اللہ کے بندے رات قیام میں رکوع و سجود میں گزارتے ہیں..... اہل اللہ باوقاء باحیاء

باصفا ہوتے ہیں۔“

شیخ ذوالنون مصریؒ کا ارشاد ہے: صوفی وہ ہوتا ہے جو جب بولتا ہے تو اس کے الفاظ بیش قیمت حقائق و معانی کا اظہار کرتے ہیں..... اور جب وہ خاموش ہوتا ہے تو اس کے تمام اعضائے جسم اس حقیقت کی واضح ترجمانی کرتے ہیں کہ وہ دنیا کے تعلقات سے بالکل منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ کی ذات واحد میں مستغرق ہو چکا ہے یعنی وہ وہی کہتا ہے جس پر خود عمل کرے۔ اس کی خاموشی اس کے حال کی تعبیر ہوتی ہے۔

حضرت جنید سید الطائفہؒ فرماتے ہیں: صوفی صفائی باطن کی صفت عالیہ رکھتا ہے۔ (مفہوم)

خواجہ ابوالحسن نوریؒ کا ارشاد ہے: صوفی تمام نفسانی لذتوں کو ترک کر دیتا ہے۔ (مفہوم)

صوفی کی روح بشریت کی تیرگی اور فسق و فجور کی آلائشوں سے پاک ہوتی ہے۔ وہ ہمہ وقت لذت و دیدار الہی کا مزہ لیتا ہے۔ مشاہدہ رکھتا ہے۔ صوفی ہر شے کو خدا کی ملکیت سمجھتا ہے، صوفی اپنی آنکھوں کو تمام کائنات سے پھیر کر ذات خداوندی پر مرکوز رکھتا ہے اور صفائی باطن میں کوشاں رہتا ہے۔ صوفی کا دل غیر اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور خلاف شریعت امور سے پرہیز کرتا ہے۔ صوفی کا مطلب ہے اخلاق حسنہ کا حامل۔

صوفی کے جذبات و احساسات اور رجحانات اس کے ہم قدم ہوتے ہیں۔

شیخ شبلیؒ حقیقی صوفی اللہ کی ہستی کے علاوہ اور کسی چیز کو نہیں دیکھتا۔ غیر اللہ کا وجود اس کے



نزدیک کا لہجہ ہوتا ہے۔ صوفی نے عرفان کے پھولوں کا ہار پہنا ہوتا ہے، جناب جنیدؒ کے نزدیک صوفی آٹھ خصائل رکھتا ہے: (1) سخا (2) رضا (3) صبر (4) اشارہ (5) غربت (6) اُون کا لباس (7) سیادت اور (8) فقر

سخاوت کی انتہا سیدنا غلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی کہ اپنے بیٹے کو ذبیح اللہ (اسماعیل علیہ السلام) قربان کرنے کے لیے لے لیا۔ حضور رسالت مآب ﷺ نے جانتے ہوئے بھی یہی دعا مانگی کہ یا اللہ میرے فرزند حسینؑ کو میدانِ کربلا میں ثابت قدم رکھنا۔ (مفہوم) صبر پر سیدنا ایوب علیہ السلام نے کمال کر دی۔ تسلیم و رضا سے کام لیا۔ اشارہ سیدنا زکریا علیہ السلام کے لیے ہے کہ تین دن تک لوگوں سے زبان کے ساتھ کلام نہ کرنا صرف اشارے سے ہمسکام ہونا۔ غربت یعنی بے گانگی سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے لیے، یعنی خوشیوں میں رہ کر بھی خوشیوں سے بیگانہ رہے۔ لباس تصوف حضرت کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہے کہ ان کے سارے کپڑے اُون کے ہوتے تھے۔ سیر و سیاحت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لیے۔ فقر حضور نور مجسم رحمت دو عالم ﷺ کے لیے ہے کہ سارے خزانوں کے مالک ہوتے ہوئے بھی فقر کو ترجیح دی۔

صوفی وہ ہے جس کی بشریت کامل ساقط ہو جائے۔ صوفی وہ ہے جو فانی اللہ ہو اور باقی باللہ بھی ہو۔ صوفی وہ ہے جس کے تمام اعتقادی، عملی، ظاہری و باطنی احوال اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے احکام سے ہمیشہ اور ہر حالت میں وابستہ رہیں، اسی سے کوئی اغزش نہ ہو، حقیقی نصب العین رضائے حق کا حصول ہو اور دستور و آئین سماوی کی پیروی کرنا ہو۔

صوفی وہ ہے جو ہمیشہ ہر حال میں مؤدب ہو (دین و دنیا کے ہر شعبہ میں) اس وقت راقم کے پیش نظر کشف المحجوب از جناب شیخ بخش اور ذکر محبوب از جناب خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدویؒ ہے۔ جن کی مدد سے سطور درج بالا لکھی ہیں۔

الغرض ایک صوفی، فقیر، ولی اللہ، شیخ، خواجہ کی جو صفات راقم نے عرض کی ہیں، ان سے بدرجہا بڑھ کر اعلیٰ و ارفع اور بلند ترین اوصاف و کمالات سیدنا امام حسن علیہ السلام کی ذات اقدس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ امام حسن علیہ السلام حضور ﷺ کے نواسہ ہونے کے ساتھ ساتھ فرزند بھی ہیں

اور صحابی بھی ہیں۔ علمائے حق اہل سنت و جماعت کے فیصلے کے مطابق دنیا کے تمام اولیاء اللہ ایک ادنیٰ ترین صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام تو اول الانبیاء سید الانبیاء امام الانبیاء حبیب خدا علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ صورت اور سیرت میں آپ علیہ السلام کے ساتھ مکمل یکانت، موافقت، مماثلت، مطابقت، ہم رنگی اور یک جہتی رکھتے ہیں۔ اس لیے آپ علیہ السلام کی صفات، کمالات، خصوصیات، علوم مرتبت پر کچھ لکھنا مجھ جیسے ناکارہ کے لیے بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

آپ بلاشبہ اولیاء اللہ کے پیشوا، رہبر، فیض رسال اور سردار ہیں۔ اور امام برحق ہیں اور آئمہ طریقت میں دوسرے امام ہیں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام پر قیامت تک نماز پڑھنے والے اپنی نماز میں درود شریف ابراہیمی پڑھتے رہیں گے جس میں اولادِ آل محمد علیہ السلام و اصحاب علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

حضرت سید علی ہجویری المعروف کو تاج گنج بخش رحمہ اللہ فرماتے ہیں پیغمبر خدا علیہ السلام کے اہل بیت میں سے جو کہ ازلی طہارت و تقدس سے مخصوص ہیں ہر ایک کو تصوف (اسلامی تصوف) اور حقیقت کے معانی میں کامل و دسترس تھی اور سب کے سب اسی طائفہ کے امام و پیشوا تھے۔ ان میں سے ایک تو ابو محمد حسن بن علی علیہ السلام ہیں۔ جنہیں تصوف و معرفت کے حقائق میں حظ وافر حاصل تھا۔ آپ کا ٹھوس اور حقیقت رس علم بھی ختم نہ ہوگا، آپ علیہ السلام اللہ ہی کے حکم سے مخلوقات کے محافظ اور علمی اور روحانی رہنما ہیں۔..... آپ علیہ السلام کے بعد رسول اللہ علیہ السلام کی اولاد ابو محمد اللہ حسین بن علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ بلند پایہ اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ حق پرستوں کے لیے ان کی سیرت طیبہ ایک بے مثال دستور حیات ہے۔ حضور علیہ السلام کی نشانیاں رکھنے والے تھے۔

پھر اہل بیت سے ابوالحسن علی زین العابدین علیہ السلام بن حسین بن علی علیہ السلام جو کہ وارث نبوت اور ہادی نبوت ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد اہل بیت سے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی علیہ السلام ہیں۔ آپ کو امام باقر بھی کہتے ہیں، آپ معاملات طریقت کی حجت، ارباب مشاہدہ کی

برہان، اولاد بنی آدم کے امام اور برگزیدہ نسل علی علیہ السلام ہیں۔

آپ علیہ السلام کے بعد اہل بیت میں سے طریقت و معرفت میں کامل اور رموز تصوف کے راز دار حضرت ابو محمد جعفر بن محمد صادق بن علی بن حسین بن علی علیہ السلام ہیں۔ آپ ایک صاحب مال اور نیک سیرت امام ہوئے ہیں۔ آپ کے ظاہری و باطنی خصائل نہایت بلند اور پسندیدہ تھے۔ تمام علوم میں آپ کے نکات و معانی بہت عمدہ ہیں۔ مشارح میں رقت کلام اور وقوف معنی کی وجہ سے آپ مشہور ہیں۔ طریقت میں آپ کی کتب بے شمار ہیں۔

ارشاد: جو شخص عجز و انکساری سے خدا کے حضور جھک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا کام دونوں جہان میں پورا فرما دیتا ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں پہلے سیدنا صدیق اکبر علیہ السلام، سیدنا سلمان فارسی علیہ السلام، امام قاسم علیہ السلام اور پھر امام جعفر صادق علیہ السلام آتے ہیں۔ (کشف المحجوب) یہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

بہر یو بکر و عمر عثمان علی اصحاب کلی۔ اہل بیت حسین حضرت مصطفیٰ کے واسطے نفس امارہ کے پھندے سے بچا پروردگار۔ حضرت صدیق اکبر علیہ السلام یو الوفا کے واسطے الفتِ حق حب احمد رہوں ثابت قدم۔ حضرت سلمان فارسی علیہ السلام با خدا کے واسطے مجھ کو مکروہاتِ دنیاوی تو محفوظ رکھ۔ حضرت قاسم سراج الاولیاء کے واسطے تشنہ لب ہوں جام وحدت سے مجھے سیراب کر۔ جعفر صادق امام الاتقیاء کے واسطے نوٹ: اسی طرح بارہ آئمہ طریقہ کے اسمائے گرامی مع مختصر ذکر جمیل و اقم نے اپنی کتاب ”امہات المؤمنین“ میں بھی لکھا ہے۔ کتاب سیرت رحمۃ اللعالمین علیہ السلام میں بھی جناب سلیمان سلمان منصوری پوری صاحب نے بارہ اماموں کا بیان مختصر نہایت عقیدت سے بیان فرمایا ہے۔ سب سے بڑھ کر سیدنا و سیدی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے بھی اپنی مبارک اور مستند کتاب خصوصاً مکتوبات شریف میں بارہ آئمہ کرام علیہم السلام کا بیان تحریر فرمایا ہے۔ دیگر بے شمار کتب مستند بھی ان کا بیان ہے۔ حضرت سید سعید الحسن شاہ صاحب نے بھی اپنی کتب میں خصوصاً خاندانِ مصطفیٰ علیہم السلام میں بارہ اماموں کا ذکر خیر تحریر فرمایا ہے۔

(مکتوبات شریف (صحیفہ شریفہ) نمبر 67 دفتر دوم)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پہلے ان کے بارے میں چند متفرق اشعار:

وہ مکتوبات ہیں جس کے عجب نورانی سرچشمہ  
ہیں اہل شرع و عرفان کے لیے روحانی سرچشمہ  
مٹادی شرک کی ظلمت کیا اسلام کو روشن  
طریقہ سب میں ہے بہتر مجدد الف ثانی کا  
یہ ہرگز جھک نہیں سکتا کسی مردود کے آگے  
کسی فرعون کے آگے کسی مردود کے آگے  
گردن نہ جھکی جہن کی سلاطین کے آگے  
آخر کو جھکے خود ہی جہانگیر و جہاندار  
جس سے مشارق و مغارب روشن ہیں  
ایسا ابر کرم جس سے تمام عرب و عجم سیراب

اب یہ راقم قلیل البھاعت (بے سروسامان) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ

سے عرض کرتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات 67 دفتر دوم میں تحریر فرماتے ہیں: عقیدہ نمبر 22:

حضرت امام حسن علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام سے افضل ہیں، صحیفہ شریفہ 123 دفتر سوم

میں تحریر فرماتے ہیں: (متعلقہ وسیلہ برائے قریب خداوندی)

دوسرا راستہ وہ ہے جو قرب ولایت سے تعلق رکھتا ہے..... اس راہ کے واسطوں کے  
پیشوا اور ان بزرگواروں کے فیض کا سرچشمہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سیدہ فاطمہ زہرا  
بتول علیہم السلام اور حضرت حسنین کریمین علیہم السلام بھی اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ حضرت  
علی علیہ السلام جو دعویٰ یعنی پیدائش سے پہلے بھی اسی مقام کی پناہ میں رہے ہیں..... اس راہ سے جس  
کو فیض پہنچتا ہے انہی کے وسیلے پہنچتا ہے..... جب حضرت علی علیہ السلام کا دور ختم ہوا یہ عظیم الشان مرتبہ



ترتیب وار حضرات حسنین کریمین علیہ السلام کے سپرد ہوا اور اس کے بعد بارہ اماموں میں سے ہر ایک کے ساتھ ترتیب و تفصیل وار قرار پایا۔ حتیٰ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی نوبت پہنچی۔ بارہ اماموں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ السلام کے سوا اور کوئی اس مرکز پر مشہود نہیں ہوتا۔“

مکتوب شریف 59 دفتر اول میں فرماتے ہیں:

”اہل بیت علیہم السلام کی مثال کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہے جو اس پر سوار ہوا بچ گیا، جو بچھ رہا ہلاکت ہو گیا۔“

دوسرے مقام پر ”حضرت علی علیہ السلام ولایت محمدی علی صاحبہ السلام کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اس لیے قطاب، ابدال و اوتاد کے مقام کی تربیت حضرت علی علیہ السلام کی امداد و اعانت کے سپرد ہے۔“

قطب الاقطاب (قطب مدار) کا سر حضرت علی علیہ السلام کے قدم کے نیچے ہے۔ قطب مدار انہی کی حمایت و رعایت سے اپنے ضروری امور کو سرانجام دیتا ہے۔ حضرت سیدہ خاتون جنت فاطمہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا اور امامین حسنین کریمین علیہ السلام بھی اسی مقام میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ شریک ہیں۔“

نوٹ: بندہ پر تقصیر نہایت علیل، گھریلو حالات ناموافق کسی کی ہر بارے میں معاونت ندارد۔ اس لیے بے ربطی سی سطور نقل کی ہیں، کوتاہی معاف فرمائیں۔ رہنمائی اور دعا کے خیر سے نوازیں۔  
البتحا:

حبیب اللہ حضور مونس غریباں بے کسوں کے کس بے بسوں کے بس آقا و مولیٰ مجاہد ماویٰ مختار و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم نواسرے پاک امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے ذکر جلیل کے طفیل مولائے رحیم و کریم جل جلالہ سید الاولین و الآخرین سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت مسلمہ کے حال و زبوں پر رحم فرمائے۔ غیر مسلم ظالم و جابر و مستکبر حکمرانوں پر فتح نصیب فرمائے۔ اور کبھی مومنوں کے وسیلہ جلیلہ سے اس راقم ناکارہ کے تمام مراحل از موت تا حشر آسان فرمادے بخشش فرمادے۔ آمین ثم

بے مثل سخاوت کیوں؟

ایک مرتبہ کسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ خستہ حالی کے باوجود کسی مال کو انکار نہیں کرتے کیا وجہ؟ فرمایا: میں خود اللہ سے سوال کرنے والا ہوں..... مجھے شرم آتی ہے کہ مانگنے والے کو عطا نہ کروں۔ میں خود مانگنے والا ہوں..... اللہ اپنی نعمتوں کا فیضان مجھ پر سدا تار جتا ہے۔ اور میں عادی بنا کہ اللہ کی نعمتیں لوگوں میں تقسیم کروں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں شعر پڑھے جن کا مفہوم بھی قریباً یہی ہے:

(ماخوذ: مفہوم از حضرت حسن و حسین کے 100 قصے ناشربیت العلوم، لاہور)

مفہوم:

ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنی ضرورت کا سوال کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ نہ تھا، فرمایا تم خلیفہ کے پاس جاؤ۔ ان کی صاحبزادی کا انتقال ہوا ہے تم وہاں جا کر ان الفاظ میں تعزیت کرو۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آپ کو لڑکی کی قبر پر بٹھا کر اس کی پردہ پوشی فرمائی اور اس کو آپ کی قبر پر بٹھا کر اس کی پردی دری نہیں فرمائی۔ وہ شخص خلیفہ کے پاس گیا اور یہی بات کی۔ خلیفہ کا غم دور ہو گیا۔ اس شخص کے لیے انعام کا حکم دیا اور پوچھا کیا یہ تیرا کلام ہے؟ اس نے کہا یہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا کلام ہے۔ خلیفہ بولا حضرت حسن رضی اللہ عنہ فصیح کلام کا سرچشمہ ہیں۔ اور ایک اور انعام کا حکم فرمایا۔

(مذکورہ کتاب بحوالہ الحسن والحسین ص 18)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی:

مفہوم: ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے، قیمتی لباس زیب تن تھا۔ ایک یہودی ملا جو بہت غریب تھا۔ یہودی نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے! دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (مسلم شریف) کیا وجہ؟ کہ آپ یہاں مزے لے رہے ہیں اور میں بالکل نادار ہوں۔ فرمایا: اے شخص اگر تو ان نعمتوں کو دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے آخرت میں

تیار کی ہیں تو تجھے یقین ہو جائے گا کہ میں یہاں قید خانہ میں ہوں۔ اگر تو اس عذاب کو دیکھ لے جو آخرت میں تیرے لیے ہے تو جان جائیگا کہ تو اس عذاب کے مقابلہ میں دنیا میں جنت میں ہے۔“ (بحوالہ مذکورہ)

حضرت امام حسن علیہ السلام کے وصال (وفات) کے بعد ایک تاثر:

ایک طوفانِ طلبِ روح میں پیدا کر کے  
چھپ گئے آپ کہاں حشر یہ برپا کر کے

(بحوالہ مذکورہ)

نوٹ: جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن جعفر علیہم السلام کو وصیت فرمایا جبکہ یہ حضرت چھوٹے بیٹے تھے۔

چشمِ سانی تو نے رگ رگ میں وہ بھردی بجلیاں  
دار تک اب تیرے دیوانے مچلتے جائیں گے

(حوالہ مذکورہ از الہدایہ والنہایہ جلد ششم)

نوٹ: حضرت حسنین کریمین شریفین علیہما السلام کے بعد کوئی بشر ان کا ثانی بننے کی قدرت نہ پاسکا۔

”زمانے گزر گئے لیکن ان جیسا انسان نہ لاسکے..... زمانہ ان کا ثانی لانے سے عاجز آ گیا..... مفہوم)

(کتاب مذکورہ، بحوالہ ابو نعیم معرقہ الصحابہ)

نوٹ: جب بھی آقا ﷺ سفر یا بازار سے واپس آتے تو شہزادے کو بلا کر چومنا شروع فرما دیتے۔ تمام چاہتوں اور محبتوں کا مرکز تھے۔

محبت تھی پیغمبر کو حسن علیہ السلام سے اس قدر  
نہ کر شکوہ تو سید کا خدا اپنے سے ڈر

(راغب)

(شانِ حسن و حسین علیہ السلام، از جناب عبدالمنان راسخ، فیصل آباد)

یہ شعر بھی جناب راسخ نے فرمایا:

لپٹتا چمٹا کبھی گود میں گرتا

تو پھول تھا جو آغوش رسالت میں نکھرتا

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو امام حسن علیہ السلام کا قانونی مشورہ اور علمی مقام:

یہ بیان علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے، نہایت دلچسپ ہے۔

ایک شخص کو گرفتار کر کے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے سامنے لایا گیا، گرفتاری ایک ویران اور غیر آباد مقام سے ہوئی۔ گرفتاری کے وقت اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی، یہ کھڑا تھا اور ایک لاش خالک و خون میں تڑپ رہی تھی۔ اس شخص نے حضرت علی علیہ السلام کے سامنے اقبال جرم کر لیا۔ اور آپ علیہ السلام نے قصاص کا حکم دے دیا، اتنے میں ایک اور شخص دوڑا دوڑا آیا اور اس نے امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے اقبال جرم کیا، حضرت علی علیہ السلام نے ملزم اول سے دریافت کیا کہ تو نے کیوں اقبال جرم کیا، اس نے کہا: جن حالات میں میری گرفتاری کی گئی تھی میں نے سمجھا کہ ان حالات کی موجودگی میں میرا انکار کچھ بھی مفید نہ ہوگا، پوچھا گیا واقعہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں قصاص ہوں: میں نے جائے وقوع کے قریب ہی بقرہ (گائے) کو ذبح کیا تھا گوشت کاٹ رہا تھا کہ مجھے پیشاب کا زور پڑا، میں جائے وقوع کے قریب پیشاب سے فارغ ہوا کہ میری نظر اس لاش پر پڑی گئی، میں اسے دیکھنے کے لیے اس کے قریب پہنچا، دیکھ رہا تھا کہ پولیس نے گرفتار کر لیا، سب لوگ کہنے لگے: یہی شخص اس کا قاتل ہے، مجھے بھی یقین ہو گیا کہ ان لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے بیان کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے گا اس لیے میں نے اقبال جرم کر لینا ہی بہتر سمجھا۔ اب دوسرے اقبالی سے دریافت فرمایا: اس نے کہا: میں ایک اعرابی ہوں، مقتول کو میں نے بد طمع مال قتل کیا تھا، اتنے میں مجھے کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی، میں ایک گوشہ میں جا چھپا۔ اتنے میں پولیس آگئی اس نے پہلے ملزم کو پکڑ لیا، اب جبکہ اس کے خلاف فیصلہ سنایا گیا تو میرے دل نے مجھے آمادہ کیا کہ میں خود اپنے جرم کا اقبال کروں۔ یہ سن کر حضرت علی



کرم اللہ وجہہ نے امام حسن علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: امیر المومنین! اگر اس شخص نے ایک کو ہلاک کیا ہے تو ایک شخص کی جان بھی بچائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ مَنْ أَحْيَا هَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا۔ حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کا مشورہ قبول فرمایا دوسرے طرم کو بھی چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا بیت المال سے دلایا (رحمۃ اللعالمین جلد دوم) صدقہ و خیرات:

صدقہ و خیرات، غنود و گنذر، صبر و تحمل اور بردباری کا واقعہ کشف المنجوب کے حوالہ سے گذشتہ صفحات میں لکھا ہے: صدقہ و خیرات میں بڑے دریا تھے، ایک مرتبہ کل مال کا نصف حصہ خدا کی راہ میں دے دیا، ایک بار پورا مال بانٹ دیا، دوسری کی ضرورت پوری کرتا عبادت سمجھتے، ایک بار اعتکاف میں تھے ایک سائل آ گیا، آپ نے اعتکاف کے دائرے سے نکل کر اس کی ضرورت پوری کر دی اور پھر مختلف ہو گئے۔ ایک بار طواف میں تھے، کسی نے اپنی حاجت کے لیے ساتھ لے جانا چاہا۔ طواف چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو گئے، اور واپس آ کر طواف پورا کیا۔ سخاوت کا ایک خاص واقعہ:

حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کچھ سوال کیا۔ فرمایا: اگر تو اس کے لیے تیار ہو کہ جو میرے پاس موجود ہے اس کو خوشی سے قبول کر لے تو میں بخوشی حاضر ہوں۔ سائل بولا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! جو کچھ آپ دیں گے میں قبول کر لوں گا۔ آپ علیہ السلام نے خزانچی سے فرمایا: جو تین لاکھ درہم رکھوائے تھے اس میں سے جو باقی ہے وہ لے آؤ۔ خزانچی پچاس ہزار درہم لے آیا۔ فرمایا: پانچ سو دینار بھی تھے۔ خزانچی وہ بھی لے آیا۔ سائل سے فرمایا: مزدور لے آؤ جو ان کو تمہارے گھر تک پہنچا دے۔ سب کچھ حوالے کر دیا۔ اور بدن مبارک سے چادر اتار کر مرحمت فرمائی کہ یہ اجرت میں مزدوری دے دیں، غلاموں نے عرض کیا: اب تو ہمارے پاس کھانے کے لیے ایک درہم بھی باقی نہیں رہا۔ فرمایا: مجھے قوی امید ہے کہ وہ اپنے فضل سے مجھے اس کا بہت زیادہ ثواب عطا فرمائے گا۔ (فضائل صدقات ص 695) مفہوم عرض کیا ہے:

لائیں کہاں سے ڈھونڈ کر ہم تجھ سا دوسرا  
یہ کیوں نہ ہو کہ مجھ کو تیرے رو برو کر دیں  
اسلامی تاریخوں میں بے شمار واقعات درج ہیں جن سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ  
اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی فیاضی سے پیش آتے رہے۔  
واقعہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کمال محبت تھی، فرماتے ہیں جب میں  
امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو بوجہ محبت میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں، ایک مرتبہ  
آپ ﷺ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور رحمت دو عالم ﷺ کی گود میں بیٹھ گئے اور ریش مبارک  
اپنے ہاتھ سے پکڑنے لگے، آپ ﷺ اپنا دہن مبارک کھول کر ان کے منہ میں ڈالنے لگے اور  
فرماتے: ”اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما“ تین بار یہ فرمایا: (حدیث  
الاولیاء طبقات الاصفیاء)

واقعہ:

ایک مرتبہ حسن رضی اللہ عنہ حضور شقیع معظم ﷺ کے کاندھے پر تھے۔ کسی نے کہا: ”بڑی اچھی  
سواری ہے“ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اور سواری بھی بہترین ہے (حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہ کے 100 قصے)  
جناب سرور محمد ادریس صاحب لکھتے ہیں:

پسند آئی انہیں اک ادائے عاشقانہ:

مفہوم: امام حسن رضی اللہ عنہ ایک باغ کے پاس سے گزرے، ایک حبشی غلام کو دیکھا اس کے ہاتھ میں  
ایک روٹی تھی اور سامنے ایک کتا: وہ نو جوان غلام ایک لقمہ خود کھاتا اور ایک لقمہ کتے کو کھلاتا، اس  
طرح پوری روٹی ختم کر دی، برابر کا کھایا اور کھلایا، فرمایا: میرے واپس آنے تک یہیں  
رہنا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے غلام کو خرید لیا، غلام سے فرمایا میں نے تمہیں خرید لیا ہے، لڑکے نے کہا:  
میں آپ کا فرمانبردار ہوں۔ فرمایا: تو میری طرف سے آزاد ہے۔ چونکہ باغ والا احاطہ بھی خرید لیا  
وہ اس نو جوان کے نام ہے فرما دیا۔ (حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہ کے 100 قصے)

واقعہ مفہوم (دودھ پلانا):

ایک مرتبہ حضرت رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سوچکے تھے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھوک کی وجہ سے رو رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جگانا مناسب نہ سمجھا، گھر کے صحن میں کھڑی ایک بکری کا دودھ دوہا اور حسن رضی اللہ عنہ کو پلایا۔ (مذکورہ بحوالہ خاندان نبوی کے چشم و چراغ ترجمہ ابنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

واقعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جمعہ پڑھائی:

ایک مرتبہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، اپنے نور نظر حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لوگوں کو نماز جمعہ پڑھا دیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے، حمد و ثناء بیان فرمائی، پھر فرمایا: تلخیص: اللہ نے حضور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ معبود فرمایا ہے اس کی قسم! ہم اہل بیت رسول کے حق میں جوی کبے گا اللہ اس کے عمل میں اس کے برابر کئی کرے گا۔ اگر کوئی جماعت ہم پر حملہ کرے گی تو ہماری آخرت تو بین جائے گی لیکن وہ جماعت کچھ عرصہ میں اپنا انجام دیکھ لے گی۔ (مذکورہ، بحوالہ الحسن والحسين ص 50)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا دلچسپ مکالمہ:

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے چند سوالات کیے اور آپ رضی اللہ عنہ نے جوابات دیئے:

خلاصہ و مفہوم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ: درنگی کا راستہ کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: برائی کو نیکی کے ذریعے ختم کرنا۔

سوال: شرافت کیا ہے؟

جواب: کھانا گھر والوں کے لیے بنائے لیکن خیال سب کا رکھے۔

سوال: سخاوت کیا ہے؟

جواب: مالداری اور تنگ دستی دونوں حالتوں میں خرچ کرنا۔

ارشاد: کمینہ پن کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: آدمی اپنے مال کو بچا کر رکھے لیکن اپنی عزت کو برباد کر دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: بزدلی کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: دوست کو بہادری، جرأت دکھانا اور دشمن سے دامن بچاتے پھرنے۔

ارشاد: غنی اور مالدار کی کیا ہے؟

جواب: نفس کا اللہ کی تقسیم پر راضی رہنا۔

ارشاد: بردباری کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: غصہ کو پی جانا، نفس پر قابو رکھنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: سب سے بڑی رکاوٹ کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: بہادر لوگوں کی سختی اور بڑے لوگوں سے جھگڑنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ذلت کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: صدمہ کے وقت برداشت سے کام نہ لینا۔

ارشاد: نادانی کیا ہے؟

جواباً ارشاد: فضول گفتگو میں مشغول ہونا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: بزرگی کس خیر کا نام ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: لوگوں کے واجبات ادا کرنا، جرم کو معاف کرنا۔

ارشاد: سرداری کیا ہے؟

جواب: اچھے کام کرنا اور برے کام سے پرہیز۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: بے وقوفی کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: گھٹیا لوگوں کی اتباع اور سرکش لوگوں کی محبت۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: غفلت کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: مسجد کو چھوڑ دینا اور برے لوگوں کی اطاعت کرنا۔

(کتاب مذکور بحوالہ حلیہ اولیا۔ المعجم الکبیر ج سوم)



خاموشی اور کم گوئی کی فضیلت:

کسی کے پوچھنے پر فرمایا: ”کم گوئی جہالت چھپاتی ہے، عزت کو زینت بخشتی ہے، خاموش رہنے والا راحت میں رہتا ہے اور کم گو آدمی کا ہم نشین امن میں رہتا ہے“ فرمایا: جو گفتگو سے پہلے سلام نہ کرے اس کی بات کا جواب مت دو، ایک اور واقعہ پر فرمایا: عمدہ سوال آدھا علم۔ (مذکور بحوالہ الحسن علیہ السلام والحسین علیہ السلام ص 50)

ارشاد گرامی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم:

راوی اسامہ بن زید علیہ السلام: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ران پر بٹھالیا کرتے، حضرت حسن علیہ السلام کو بھی، پھر دونوں کو اپنے ساتھ چٹا کر دعا فرماتے: ”اے اللہ! میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں تو بھی ان دونوں پر رحم کر“ (مذکورہ بحوالہ ابو یعلیٰ والسنائی وخرجا ابن سعد) ایک روایت: ”اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما“

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے انتقال پر امام حسن علیہ السلام کے خطبے:

امام حسن علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:

”حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کسی جگہ بھیجے تو انہیں دائیں طرف سے جبریل علیہ السلام اور بائیں طرف سے میکائیل علیہ السلام اپنے گھیرے میں لے لیتے تھے، جب تک اللہ تعالیٰ انہیں فتح نہ دیتے وہ واپس نہ آتے۔ یہ صرف سات سو درہم چھوڑ کر گئے ہیں، آپ اسی سے ایک خادم خریدنا چاہتے تھے، آج ستائیس رمضان کی رات میں ان کی روح قبض کی گئی ہے، اس رات میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو آسمانوں کی طرف اٹھالیا گیا تھا“ مذکور درہم بیت المال سے ملنے والے وظیفہ میں سے بچے تھے۔ اسی رات قرآن پاک نازل ہوا، اس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو شہید کیا گیا، اس میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔ جو مجھے جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا میں اسے اپنا تعارف کرادیتا ہوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا حسن (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا باپ اس وجہ سے کہ رہا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو اپنا باپ کہا ہے حالانکہ یہ دونوں آپ کے دادا پڑدادا تھے) پھر یہ

آیت پڑھی:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ

فرمایا میں بشارت دینے والے کا بیٹا ہوں، میں ڈرانے والے کا بیٹا ہوں، میں نبی کا بیٹا ہوں، میں داعی الی اللہ باذنہ کا بیٹا ہوں، سر اجاں میرا کا بیٹا ہوں، میں اس ذات کا بیٹا ہوں جنہیں رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا گیا۔ میں اس گھرانے کا فرد ہوں جن سے اللہ نے گندگی دور کر دی اور جنہیں خوب اچھی طرح پاک کیا۔ میں اس گھرانے کا فرد ہوں جن کی محبت اور دوستی کو اللہ نے فرض قرار دیا، چنانچہ جو قرآن اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل کیا ہے اس میں فرمایا:

”قُلْ لَا أَكْبَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ“

(کتاب مذکورہ بحوالہ تخریج الطبرانی کما فی حیاۃ الصحابہ ج 3)

کرامت:

ایک بار اندھیری رات میں آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، کہا: ”میں اپنی امی کے پاس چلا جاؤں“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں ان کے ساتھ چلا جاؤں؟ فرمایا: نہیں، اتنے میں بجلی چمکی روشنی اتنی دیر تک رہی کہ اس میں چل کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنی امی جان کے پاس پہنچ گئے۔

کرامات:

در اصل کرامات کے ضمن میں عرض کروں کہ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کی پوری حیات طیبہ از ولادت تا شہادت کرامت ہی کرامت ہے۔ ہر قول کرامت ہے، ہر فعل کرامت ہے، ہر ہر ادا کرامت ہے، ہر لہجہ کرامت ہے، اس لئے میں صرف ایک اور کرامت جیسی لکھ کر اس عنوان کو ختم کرتا ہوں۔ ایک بار آپ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (نواسہ سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کہیں روانہ ہوئے، مجلس تان آگیا، مگر ایک خشک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: کاش یہ درخت ہرے ہوتے، ہم تازہ کھجوریں کھاتے، فرمایا: تم کھانا چاہتے ہو، عرض کی، حضور چاہتا ہوں، آپ نے آہستہ آہستہ کچھ پڑھا فرمایا جاؤ توڑ دو اور کھاؤ، چنانچہ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے

کججوریں کھائیں بخدا

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می گرم.....  
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

اقوال زریں:

سیدنا امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

- 1- مکارم اخلاق یہ ہیں زبان کی سچائی، حسن خلق، صلہ رحمی۔ مہمان نوازی، حق دار کی حق دہی، مسائل کو دینا، احسان کا بدلہ دینا، پڑوسی کی حفاظت و حمایت، شرم و حیاء
  - 2- ایک شخص نے کہا: مجھے موت سے ڈر لگتا ہے۔ فرمایا: اپنا مال پیچھے چھوڑ دیا، اگر اس کو آگے بھیج دیتا تو مسرور ہوتا۔
  - 3- کرم یہ ہے کہ مانگنے سے پہلے دے، اپنا مال بر محل صرف کر۔
  - 4- بادشاہ کے لیے لازم ہے کہ ظاہر و باطن اللہ کا خوف کرے، غصہ اور خوشی میں عدل و انصاف کرے، زبردستی سے کسی کا مال نہ چھینے۔ (سیدنا امام حسن علیہ السلام پر فی سیر محمد طفیل چوہدری)
- چار باتیں یاد رکھ:

جب لعین ابن ملجم نے حضرت علی علیہ السلام کو زخمی کر دیا، تو ایک دن حضرت حسن علیہ السلام روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے، فرمایا: اے میرے بیٹے! مجھ سے چار اور پھر مزید چار باتیں یاد رکھ۔ پہلی چار باتیں: سب سے بڑی عقل کی دولت ہے، سب سے بڑا فقر حماقت ہے، سب سے بڑی دہشت خودی پسندی ہے، سب سے اچھی صفت خوش اخلاقی ہے۔

دوسری چار باتیں: احمق آدمی کی صحبت سے بچتے رہنا کیونکہ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر نقصان پہنچائے گا، جھوٹے شخص سے کبھی دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ دور کو تیرے قریب اور قریب کو دور کرے گا، بخیل سے بچنا کیونکہ تو اس کا اتنا حاجت مند نہیں ہوگا جتنا وہ تیرا حاجت مند ہوگا، برے آدمی کی صحبت نہ اختیار کرنا، کیونکہ وہ تجھے چند پیسوں کے عوض بیچ دے گا۔ (تاریخ اطفال مصنف امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ)

والد ماجد کا احترام:

راوی حسن رضی اللہ عنہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے شادی کا پیام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ابھی تو وہ چھوٹی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے تعلق اور رشتہ کے علاوہ ہر تعلق اور رشتہ قیامت کے دن ٹوٹ جائے گا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس نکاح کے ذریعے میرا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق اور رشتہ قائم ہو جائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم اپنے چچا کی شادی اپنی بہن سے کرو۔ ان حضرات رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ بھی عورتوں میں سے ایک مستغفل عورت ہے، اسے اپنا اختیار ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے کھڑے ہو گئے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا: ابا جان! میں آپ کے چھوٹے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ فرمایا: تو پھر دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی شادی کرو۔ (مذکورہ بحوالہ کنز العمال، حیاۃ الصحابہ، سوم راقم نے اپنی کتاب ذکر خیر 3/4 اور 3/5 بہت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں عرض کیا ہے: یہ واقعہ ملل مع خوالہ جات)

متعلقہ علم مزید معلومات اور روایات:

امام حسن رضی اللہ عنہ علم و عمل کے مجمع البحرین تھے۔ حدیث میں آپ کی مرویات کی تعداد 13 ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والوں میں جناب حسن رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ابا جان حضور جناب شیر خدا رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ (امام ذہبی رحمہ اللہ)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست بھی احادیث نقل کی ہیں۔ (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ)

آپ کی ایک روایت دعائے قنوت کے بارے میں ہے، جو آپ رضی اللہ عنہ پڑھتے رہے، اسی سلسلہ میں ایک اور روایت جس کو امام ابراہیم حنفی رحمہ اللہ کی روایت کہا جاتا ہے، یہ ہے:

اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونومن بك ونتوكل عليك،  
ونشني عليك لخير ونشكرك ولا نكفرك ونخلع ونترك من  
يفجرك، اللهم اياك نعبدو لك نصلّي ونسجد واليك نسعى ونحفد و



نرجوار حمتك ونخشى عذابك ان عذابك بالكفار ملحق۔

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے مغفرت کے خواہش مند ہیں اور ہم تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر توکل کرتے ہیں اور تیری اچھی تعریفیں کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے، اور ہم الگ ہوتے اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرتا ہے، اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہم دوڑتے ہیں اور تیری ہی عبادت میں مستعد ہو جاتے ہیں اور تیری رحمت کی ہم امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک تیرا عذاب کافروں پر نازل ہونے والا ہے۔

یہ دعا حدیث کی مختلف کتب میں ہے: خالد بن ابی عمران علیہ السلام کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعائے قنوت سیدنا جبریل علیہ السلام نے حضور جناب رسالت مآب ﷺ کو سکھائی تھی، سیدنا فاروق اعظم علیہ السلام سیدنا عثمان غنی علیہ السلام سیدنا علی علیہ السلام سیدنا ابی بن کعب علیہ السلام یہی دعائے قنوت پڑھتے تھے، اکابر صحابہ علیہم السلام نے اس دعا پر اتفاق کیا ہے اگرچہ دیگر کئی دعائیں مروی ہیں۔ آیت الکرسی کی فضیلت پر بھی آپ سے حدیث ہے ”جو شخص فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے تو وہ دوسری نماز کے آنے تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور مومنداری میں رہتا ہے۔“

(مجمع الزوائد جلد 2)

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی ایک روایت متعلقہ خلق عظیم حضور جناب رسالت مآب ﷺ (حضرت حسن علیہ السلام فرماتے ہیں) پھر میں نے (اپنے والد علیہ السلام سے) حضور ﷺ کے سکوت فرمانے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کا سکوت فرمانا چار چیزوں کے لیے ہوتا تھا۔ حلیم کی بناء پر، احتیاط کے مد نظر، اندازہ لگانے کی غرض سے اور غور و فکر کے لیے۔

آپ ﷺ کا اندازہ لگانا یہ تھا کہ صورت معاملہ پر پوری طرح غور کر لیا جائے اور لوگوں کی باتیں سن لی جائیں۔ رہا آپ کا غور و فکر سو وہ ان چیزوں میں ہوتا جو باقی رہنے والی یہاں

اور فنا نہیں ہوتیں۔ اور حلم کو آپ ﷺ کے لیے صبر ہی میں جمع کرایا گیا چنانچہ آپ ﷺ کو کوئی چیز غصہ نہ دلاتی۔ اور نہ بے چین مضطرب کرتی تھی اور احتیاط کو آپ ﷺ کے لیے چار چیزوں میں جمع کر دیا گیا (بایں طور کہ) آپ ﷺ اچھی چیز کو اختیار فرماتے تاکہ لوگ اس کو اپنائیں اور بری چیز کو ترک کر دیتے تاکہ لوگ اس سے باز رہیں۔ اور جس چیز میں آپ ﷺ کی امت کی اصلاح ہوتی اس میں اپنی رائے کو خوب کام میں لاتے اور جس میں ان کی خیر ہوتی اس کو لے کر اٹھ کھڑے ہوتے۔ اس طرح آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیوں کو اکٹھا فرما دیا۔ (پینات، کراچی، ذوالحجہ 1382ھ)

فقد میں بھی آپ ﷺ کو امتیازی مقام حاصل تھا، آپ کے خطبات میں متانت اور پند و موعظت پائی جاتی تھی، اس خطابت میں باکمال تھے (امام ذہبی رحمہ اللہ) ایک خطبہ کے چند ارشادات عالیہ:

علم انسان کے لیے باعث زینت ہے، وقار میں انسانیت جھلکتی ہے، جلد بازی خفت عقل ہے، کمینہ لوگوں کی صحبت ایک عیب ہے، فاقوں سے مل بیٹھنا باعث تہمت ہے، اس کے علاوہ آپ کے خطبات میں متانت، سنجیدگی اور پند و موعظت کے جذبات موجزن ہیں۔ ایک ارشاد عالی شان:

میرے نزدیک کسی بھائی کی حاجت پوری کرنا ایک ماہ کے اشکاف سے بہتر ہے۔

(ابن عساکر ج 4)

بعض روایات میں ہے کہ سیدنا حسن علیہ السلام اور سیدنا حسین علیہ السلام اپنے والد ماجد علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ ﷺ کی طرف سے صدقہ خیرات کرتے تھے۔ (المصنف لابن ابی شیبہ جلد 3) زہد و تقویٰ:

آپ کی مبارک زندگی میں زہد و تقویٰ کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ راوی امام باقر علیہ السلام ہمارے سردار حسین کریمین علیہ السلام پر وہ کے احکام کے پیش نظر امہات المؤمنین علیہ السلام پر نظر نہیں کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس علیہ السلام کو پتہ چلا تو فرمایا کہ ان دونوں حضرات علیہ السلام کے

لیے اہمات المؤمنین کو دیکھنا شرعی طور پر جائز اور حلال ہے۔ (حسن بن علی رضی اللہ عنہ)

ایک روایت بحوالہ ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ: حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اپنی بہن ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں (فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) آپ کے بیٹوں کے بہنوئی ہیں) جایا کرتے تھے اس حالت میں کہ وہ اپنے سر کے بالوں میں کنگھی کر رہی ہوتی تھیں۔

اہل بیت نبوت رضی اللہ عنہم کا امتیازی وصف زہد و تقویٰ تھا، ایک مرتبہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

ترجمہ: ”ایسی زندگی گزار کہ تیرا بدن تو دنیا میں ہو جبکہ تیرا دل آخرت میں لگا ہوا ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر امام حسن رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر عمل کیا۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا فرمودہ بیان (متعلقہ شانِ امام حسن رضی اللہ عنہ)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات خانہ کعبہ میں عبادت کر رہا تھا کہ ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ اپنا منہ کبل میں چھپائے کعبۃ اللہ کے دروازے پر رو کر اور گڑگڑا کر دعا مانگ رہا ہے، جیسے وہ بہت بڑا گناہ گار ہو اور اس سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہو اور اب اللہ سے توبہ کر رہا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی سوچا کہ واقعی اس سے کوئی بہت بڑا جرم سرزد ہو گیا ہے، چنانچہ مجھے اس سے ہمدردی ہو گئی۔ ساری رات وہ شخص اسی طرح کبل لپیٹے روتا رہا، جب وہ جانے لگا تو مجھ سے رہانہ گیا اور میں نے اس کو پکارا کہ بھائی ذرا اپنا چہرہ تو دکھاؤ اور نام بتا دو تا کہ میں تمہارے لیے دعا کر سکوں۔ وہ شخص شہر گیا اس نے اپنی چادر ہٹائی اور اپنے منہ سے اتنے الفاظ کہتے: ”میرا نام حسن ہے۔“ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جیسے ہی ان کا چہرہ دیکھا، میں نادہم ہو کر دوڑا اور قدموں میں گر گیا اور عرض کیا: ”حضور! آپ تو اس قدر اونچے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی شانِ عبادت اور شانِ تقویٰ کے تو کیا کہنے اس کے باوجود آپ اس قدر گریہ و زاری کرتے ہیں اور روتے ہیں۔“ یہ سن کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر پھر گریہ طاری ہو گیا اور پھر رونے لگے اور روتے روتے فرمایا: ”اے حسن بصری رضی اللہ عنہ“ یہ تو وہ بارگاہ ہے جہاں بڑے بڑے اپنا قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ میرے آقا میرے نانا جان رضی اللہ عنہما تو

میری امی جان کو بھی اسی طرح فرماتے تھے کہ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ نہ سمجھنا کہ تو میری بیٹی ہے بلکہ تو عمل کر! تو اے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ! خوب سمجھ لو کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جو کہ خاتون جنت ہیں، انہیں اس کی ترغیب دلائی جا رہی ہے تو میں بے چارہ پھر کیا ہستی رکھتا ہوں۔“ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ان کی رقت انگیز گفتگوں کر بے ہوش ہو گئے۔ فرماتے ہیں کہ جب میں ہوش میں آیا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف لے جا چکے تھے۔

(ماخوذ: روزنامہ ایکسپریس جمعہ المبارک 11 فروری 2005)

از حضرت مولانا محمد الیاس قادری بانی دعوت اسلامی

اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی امامین رضی اللہ عنہما پر شفقت:

اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے، ایک مرتبہ دیکھا گیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھایا ہوا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کی مشابہت کے بارے میں فرما رہے ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ بھی کمال احترام سے پیش آتے، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ داروں کا بے حد احترام کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جو عمر اور رشتہ دونوں میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے، ایک مرتبہ بارغ میں حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے، بعد از طعام سواری پر امامین رضی اللہ عنہم سوار ہونے لگے تو جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا رکاب تھام کر نہایت عزت و تکریم کے ساتھ سوار کرایا۔ (سواریاں الگ الگ تھیں) کسی نے پوچھا اس قدر احترام؟ فرمایا: یہ دونوں حضور پر نور رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں۔

آیت تطہیر:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

(الاحزاب: 33)



ترجمہ: ”اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے“

راقم گنہگار نے اپنی کتاب ذکر خیر 2 ”امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن“ میں اس آیت کریمہ کی تفسیر تفصیلاً عرض کی ہے مع مستند حوالہ جات۔ یہاں بیان و ذکر عرض کیا جاتا ہے:

یہ آیت کریمہ دراصل ازواج مطہرات (امہات المؤمنین) کے بارے میں نازل ہوئی مگر رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شان میں کئی حضرات کو بھی شامل فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ بالوں کی بنی ہوئی چادر زیب تن فرما کر تشریف لائے اس دوران حضرت حسن رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی چادر میں داخل کر لیا پھر ارشاد فرمایا: مذکور آیت کریمہ (رواہ احمد: 1)

راوی انس رضی اللہ عنہ: چھ ماہ تک آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس سے گزرا کرتے تھے۔ جب بھی آپ نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے: ”اے نبی کے گھر والو! نماز پڑھ لو“ آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے (رواہ احمد: 1637)

اہل بیت؟

مفتی محمد شفیع صاحب تفسیر معارف القرآن جلد ہفتم ص 139، 140 میں لکھتے ہیں: یہاں اہل بیت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ ان کی اولاد و بچہ بھی داخل ہیں، اس لیے بعینہ مذکور فرمایا: عنکم و بطہرکم۔ بعض مفسرین نے اہل بیت سے مرد و صرف ازواج مطہرات کو قرار دیا ہے، مگر مہ مقاتل رضی اللہ عنہ نے یہی فرمایا ہے: سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت کیا، اور استدلال میں اگلی آیت پیش فرمائی وَأَزْوَاجُهُنَّ مَائِطَتُنَّ فَبِئْسَ مَا كُنَّ۔ اور سابقہ آیت میں نساء النبی کے الفاظ سے خطاب بھی اس کا قرینہ ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ تو بازار میں منادی کرتے تھے کہ آیت میں اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔ فرماتے ہیں: اس پر مبالغہ کرنے کے لیے تیار ہوں، لیکن متعدد روایات حدیث جن کو ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس جگہ نقل کیا ہے: اس پر شاہد ہیں کہ اہل بیت میں

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ (روایت صحیح مسلم شریف: روای عائشہ رضی اللہ عنہا) ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے، اس وقت آپ ایک سیاہ رومی چادر اوڑھے ہوئے تھے، حسن رضی اللہ عنہ آگے تو ان کو اس چادر میں لے لیا، پھر حسین رضی اللہ عنہ گئے ان کو بھی۔ اس کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ آگے ان کو بھی چادر میں داخل فرمایا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فرمایا: اَللّٰهُمَّ هُوَ لَدَیْ اَهْلِ بَیْتِیْ۔ مذکورہ اقوال میں تضاد نہیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تو شامل ہیں مگر دوسرے حضرات بھی شامل فرمائے گئے۔ صرف ازواج ہی نہیں کچھ رجال بھی داخل ہیں۔

راقم: بعض حضرات نے اس آیت میں جمہور امت سے اختلاف کر کے اول تو اہل بیت کا لفظ صرف اولاد و عصبات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہونے اور ازواج کے ان سے خارج ہونے کا دعویٰ کیا۔

اہل گلشن کے لیے بھی باب گلشن بند ہے  
اس قدر کم ظرف کوئی باغباں نہیں

اسی آیت تطہیر کی تفسیر کے ضمن میں حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری تحریر فرماتے ہیں (خلاصہ و مفہوم عرض کیا جائے گا۔ راقم)

رکوع کے آغاز سے روئے سخن محبوب الغلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کی طرف ہے۔ آیت نمبر 33 کے سیاق و سباق سے تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے کہ جملہ انما یرید اللہ میں بھی وہی مخاطب ہیں جن سے پہلے اور بعد میں خطاب ہو رہا ہے اہل بیت سے بھی ازواج مطہرات مراد ہیں۔ (بعض حضرات کو) اس بات پر اصرار ہے کہ اہل بیت میں ازواج مطہرات داخل نہیں۔ اس سے مراد فقط حضرات خمسہ ہیں یعنی امام الرسلین صلی اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین علی المرتضیٰؑ، سیدہ طاہرہ خاتونِ جنتؑ اور حسینؑ کریمینؑ۔ اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کیلئے جو دلائل دیئے ہیں۔ (چار دلائل)۔ ان دلائل کے بارے میں یہ ہے کہ مفہوم:

حضرت سارہؓ کو سورۃ ہود میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہل بیت فرمایا گیا.....  
اہلسنت کی کتب میں ایسی احادیث ہیں جو اکابر صحابہؓ سے مروی ہیں۔ اور جن سے ثابت ہوتا ہے  
کہ اہل بیت سے مراد حضرات خمسہ ہی ہیں..... ایسی احادیث کے راوی مجروح اور ساقط الاعتبار  
ہیں۔ بعض راوی جھوٹے ہیں۔ رفض میں غالی ہیں۔ احمق ہیں۔ ضیعت الحدیث ہیں۔ ان کی  
روایات قابل حجت نہیں۔ ان کے پیش نظر قرآن کریم کی نص کا انکار کر دیا جائے۔ احادیث اگر صحیح  
بھی ہوں تو وہ قرآن کریم کے مفہوم کی ناخ نہایت نہیں ہو سکتیں۔ نہ ان سے نصوص میں تغیر و تبدل کیا جا  
سکتا ہے۔

اب آئیے۔ دیکھیں قرآن کی اصطلاح میں اہل کا لفظ بیوی پر استعمال ہوتا ہے یا کہ  
نہیں۔ درج بالا سطور میں سورۃ ہود میں سیدہ سارہؓ کے متعلق اہل بیت کا لفظ استعمال ہوا۔  
اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ کے لئے اہل کا لفظ استعمال فرمایا گیا (سورۃ طہ)۔  
ایسی متعدد آیات میں جن میں بیوی کے لئے اہل کا لفظ استعمال ہوا۔

علامہ جوہری لکھتے ہیں ہم اپنے محاورہ میں بیوی کو اہل خانہ یا گھر والی کہتے ہیں.....  
ہم اہلسنت کے نزدیک سردار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی  
اہلیت ہیں۔ سیدنا علیؓ، سیدہ خاتون جنتؓ، امام حسنؓ، امام حسینؓ بھی اہلیت میں سے ہیں۔  
حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا خصوصی طور پر ان کو اپنی عباء کے سائے میں لینے اور ان کو ہولاء اہل  
یمنی فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ ہر جگہ مسلمہ دستور ہے کہ نسب باپ کی طرف سے چلتی ہے نہ وہ  
ماں کی طرف سے اس دستور کے مطابق سیدنا علیؓ کے فرزند ان اربعہ حضرت ابوطالب کی اولاد  
اور نسل سے شمار ہونے چاہئیں تھے نہ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور نسل سے۔ لیکن  
اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح دیگر بے شمار خاصائص سے نوازا ہے۔ یہ  
خصوصیت بھی بخشی ہے کہ حضرت علیؓ کی اولاد حضرت فاطمہ زہراؓ بتولؓ کے لطن سے اولاد مصطفیٰ  
علیہ الخیرۃ والکرام ہوئی نہ کہ ذریت ابوطالب۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خانوادۂ نبوت کی سچی محبت اور غلامی نصیب فرمائے۔ قیامت کے دن

انہی کی سگت میں ہمارا حشر ہو۔ امین۔ ثم امین۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم)

تیری نسل پاک میں ہے بچہ نور نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضور سرورِ عالم ﷺ کے جملہ قرابت داروں، خاندانِ بنو ہاشم، خصوصاً اہلیتِ کرامؑ

کی محبت، ان کا ادب، احترام عین ایمان بلکہ جانِ ایمان ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم ص 377 زیر آیت 23 الشوریٰ اشاعت 1399ھ)

ارشادِ گرامی امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ:

خاتمہ کی سلامتی میں اہل بیت نبوت سے محبت کا بڑا دخل ہے۔ (محفذ شریفہ 36 دفتر دوم)

مولانا عبدالرحمن نور الدین جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

گرد و غم رد کنی و رقبول من و دست و دامان آلِ رسول

نسبِ طاہر کی برکات:

صاحبِ روح البیان آیتِ تطہیر کی تفسیر میں واقعہ نقل فرماتے ہیں۔

روایت ہے ایک علویہ (اولاد علیؑ) فقیرہ اپنی لڑکیوں کے ساتھ سرقند کی مسجد میں

اتریں۔ خوراک کی خاطر حاکم شہر کے پاس گئیں۔ ”آج رات کی خوراک مل جائے مسافرہ علویہ

ہیں۔ حاکم نے کہا کوئی تیرا گواہ ہے کہ تو اولاد علیؑ ہے۔ کہا کہ شہر میں میرا کوئی جان پہچان نہیں

ہے۔ سو حاکم اس سے پھر گیا۔ وہ ایک مجوسی کی طرف گئیں جو صامن شہر تھا۔ اور اپنا حال بیان کیا۔

مجوسی نے ان کو اپنی لڑکیوں کی طرف بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ خوب خاطر داری کرو۔ چنانچہ ان کی

خاطر تواضع اور خدمت کی گئی۔ حاکم شہر نے رات کو خواب دیکھا کہ قیامت برپا ہو گئی ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جھنڈا ہے۔ اہل جنت کے واسطے محلِ تقسیم کئے جا رہے

ہیں۔ حاکم نے ایک سبز زمرہ کا عالی شان محل دیکھ کر عرض کیا۔ یہ محل کس کا ہے۔ فرمایا۔ ایمان دار

توحید پرست کا۔ عرض کیا۔ میں مسلمان موحّد ہوں تو نبی الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ تیرا کوئی گواہ



ہے کہ تو مسلمان تو حید پرست ہے۔ پس حاکم خواب سے بیدار ہو کر چیخنے لگا درباریوں سے پوچھا علویہ فقیرہ کہاں ہے؟ بتایا گیا وہ مجوسی کے ہاں ہے، وہاں سے ان کو بلایا۔ مجوسی نے انکار کیا۔ حاکم نے کہا کہ ہزار اشرفی لے لو انہیں میرے سپرد کر دو۔ مجوسی نے کہا ایسا نہیں ہوگا۔ ہم علویہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ وہ عالی شان محل جو تو نے دیکھا ہمارے واسطے ہے۔

یہ بھی ضرور پڑھنے کی استدعا ہے:

بغداد میں ایک سرمایہ دار سوداگر تھا۔ اس نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔ سلام بھیرا تو ایک علوی کھڑے ہوئے اور کہا مجھے ایک لڑکی کا نکاح کرنا ہے۔ مجھے بحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے جہیز کے لئے عنایت کرو۔ سوداگر نے اپنی ساری پونجی 500 درہم اسے دے دی۔ سوداگر نے رات کو خواب میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ کہ آپ خوش ہو کر فرما رہے ہیں ”اے جوان! تو نے میرے لئے تحفہ بھیجا تھا۔ پس شہر بلخ کی طرف جاؤ وہاں عبد اللہ بن طاہر سے کہو کہ جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں سلام بھیجا ہے۔ میں نے تمہاری طرف اپنا ایک دوست بھیجا ہے جس کا مجھ پر احسان ہے اس کو 500 اشرفی دے دو۔ سوداگر نے بیوی کو آگاہ کیا۔ بیوی نے کہا آپ کی واپسی تک ہماری خوراک کا کون متولی ہوگا۔ سوداگر نابنائی کی طرف گئے اور کہا دو وقت کا کھانا میری عدم موجودگی میں میرے گھر والوں کو دیتے رہنا۔ نابنائی نے کہا جنہوں نے تجھے بلخ جانے کا حکم دیا ہے انہوں نے مجھے بھی حکم دیا ہے تمہارے بلخ سے واپس آنے تک تمہارے گھر میں کھانا پانچا تارہوں۔ پس سوداگر خوش ہوا۔

بلخ کے قریب پہنچا تو عبد اللہ بن طاہر نے اس کا استقبال کیا۔ شاباش دی۔ تین دن خوب خاطر داری کی۔ 500 اشرفیاں دیں۔ اور پانچ اشرفی زائد بھی۔ اور واپسی کے لئے ان کے ساتھ چند احباب کو خدمت کے لئے بھیجا جو گھر تک پہنچائیں۔

یہ ہے صلہ اور انعام ان کے لئے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عزیز و اقارب کی خدمت اور امداد کرتے ہیں۔ (فیوض الحرمین حصہ دوم۔ مصنف مولانا مفتی ابوالشیر دل محمد چشتی

صابری جاندھری رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد سندری ضلع لاکھپور (فیصل آباد)

اہلیت کی نافرمانی اور بے ادبی نہ کرنا ورنہ دین کھو بیٹھو گے (شرح مشکوٰۃ مراۃ جلد ہشتم)۔ دینا کا کوئی خطہ نہ ہوگا جہاں شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک اور سواۃ موجود نہ ہوں۔ عابد بیمار امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی نسل اقدس تمام اطراف و اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ بے شمار بزرگان اسلام حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کے مظہر ہیں۔ ان میں جناب غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ خواجگان نائب رسول ہندالولی خولجہ معین الدین چشتی اجیری رحمۃ اللہ علیہ حسن حسینی بارغ کے درخشندہ پھول بھی شامل ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا  
تو ہے عین نور تیرا سارا گھرانہ نور کا  
خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر  
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام  
آپ مظہر سے جس میں پودے جے  
اس ریاض نجات پہ لاکھوں سلام  
پارہ ہائے صحف غنچہ ہائے قدس  
اہلیت نبوت پہ لاکھوں سلام

(فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

بیان دیگر متعلقہ اہل بیت نبوت:

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز نے دفتر دوم مکتوب شریف 36 میں امامت کی بحث، مذہب اہلسنت و جماعت، اور صحابہ کرام علیہم السلام خصوصاً خلفائے راشدین علیہم السلام کے فضائل بیان فرمائے۔ مخالفین کے اعتراضات و عقائد کے مدلل جواب تحریر فرمائے۔ پھر سیدہ عائشہ صدیقہ کائنات علیہا السلام، سیدنا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو خراج عقیدت پیش فرمایا۔ واقعہ قرطاس، جنگ جمل و صفین پر عالمانہ، محققانہ، مصلحانہ انداز میں

نہایت ہی اعلیٰ مشعل راہ روشنی ڈالی۔ آخر پر یہ عنوان مقرر فرمایا ”ہم اس مکتوب کو ایک عمدہ خاتمہ پر ختم کرتے ہیں۔“ (ترجمہ)

جس کی تلخیص متعلقہ اہل بیت نبوت کے فضائل راقم عرض کرتا ہے۔

۱۔ ابن عبد اللہ المعروف عبد البر علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ترجمہ) جس نے علی علیہ السلام کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے علی علیہ السلام کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ (یہ سیدنا امام حسنؑ کے والد بزرگوار کے بارے میں.....)۔ طبرانی اور حاکم نے ابن مسعود علیہ السلام سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

۲۔ شیخین علیہ السلام نے حضرت براہ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا امام حسن علیہ السلام آپ ﷺ کے کندھوں پر ہیں اور آپ فرما رہے ہیں یا اللہ! میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا ابو بکر صدیق اکبر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے سنا رسول معظم شفیع امم ﷺ ممبر پر تشریف فرما تھے اور امام حسن علیہ السلام آپ ﷺ کے پہلو میں تھے اور کبھی آپ ﷺ لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی اس کی طرف اور فرماتے یہ میرا بیٹا سید سر دار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں کے دونوں گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

(یہ دو گروہ کون سے؟..... سیدنا امام حسن علیہ السلام کا گروہ اور سیدنا معاویہ کا گروہ۔ راقم)

۳۔ امام ترمذی نے اُسامہ بن زیدؓ سے روایت کی ہے کہ اُسامہؓ نے کہا میں نے رسول اکرم نبی محترم حبیب مختتم اَوَّل الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حسین کریمین شریفین طہمینؑ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران پر ہیں۔ اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں۔ یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں.....“

۴۔ ترمذی شریف، راوی سیدنا انسؓ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا گیا۔ اہلبیت

میں کون کون آپ کو زیادہ عزیز ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حسنؓ و حسینؓ۔

۵۔ حدیث شریف:..... ”فاطمہ طیبہ طاہرہؓ میرا جگر گوشہ ہے جس نے ان سے بغض رکھا

اس نے مجھ سے بغض رکھا“ (مفہوم)

۶۔ اور ایک روایت میں ہے جو چیز فاطمہؓ کو متردّد کرے وہ مجھے بھی متردّد کرتی ہے اور

جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی.....“

۷۔ ”لوگ حضرت صدیقہ عائشہؓ محبوبہ حبیب خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن

اپنے تحائف و ہدایا لے آتے تھے اور اس سبب سے آپ ﷺ کی رضا مندی طلب کرتے تھے“

(مفہوم)

۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بکری ذبح کر کے اس کے ٹکڑے کر کے سیدہ خدیجہ طاہرہؓ کی

سہلیوں کو بھیج دیا کرتے تھے..... (مفہوم حدیث مبارکہ)

۹۔ حدیث: العباس مثنیٰ و اکامنه۔ عباسؓ مجھ سے اور میں ان سے ہوں۔ (مفہوم)

۱۰۔ راوی سیدنا ربوہ ہریرہؓ ”تم میں سے اچھا وہ شخص ہے جو میرے بعد میرے اہلبیتؓ کے

ساتھ بھلائی کرے۔“

”جس نے میرے اہلبیت کے ساتھ احسان کیا۔ میں اس کو قیامت کے دن اس کا بدلہ

دوں گا۔“ حدیث شریف۔ راوی علی شیر خداؓ۔

۱۱۔ راوی ابن عدیؓ..... و یلمیؓ..... حضرت علیؓ..... ”تم میں سے صراط پر وہ شخص زیادہ

ثابت قدم ہوگا جس کو میرے اہلبیت اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ زیادہ محبت ہوگی۔“ اس

کے بعد امام ربانیؓ نے جامی علیہ الرحمۃ کی یہ رباعی تحریر فرمائی۔

خدا یا بحق بنی فاطمہؓ کہ بر قول ایمان گئی خاتمہ

گرد و غم رد گئی و رد قبول من و دست و دامن آل رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم و علیٰ جمیع اخوانہ من الانبیاء

و المرسلین و الملائکۃ المقربین و علی سائر عباد اللہ الصالحین



اجمعین۔ امین

۱۲۔ دفتر سوم کے مکتوب شریف 24 میں اصحابؓ کی بزرگی کا نورانی بیان ہے۔ تمام اہلسنت وجماعت (یعنی امت مسلمہ۔ راقم) اہلیت کے ساتھ بھی محبت رکھتے ہیں۔ اور صحابہ کرام کے ساتھ بھی۔ اس لئے اس مکتوب شریف کے صرف چند کلمات راقم بندہ ناچیز عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس تحریر کے طفیل بخش دے اور ساری امت مسلمہ پر کرم اور رحم فرمادے۔

عبدالخالق تو کلی 10 ویں شب رمضان المبارک رات کے 10 بجے 1429ھ

مجموع وخواص اور علمائے کرام بھی اس سے استفادہ فرما سکتے ہیں اور قارئین کرام یہ نہ سمجھیں کہ اب صرف اپنے موضوع سے ہٹ رہا ہے۔ اگرچہ مجھے خود یہ احساس ہے۔ چونکہ سیدنا امام حسن علیہ السلام جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت فرماتے تھے اور ان سے ادب و احترام سے پیش آتے تھے۔ اور جملہ صحابہ کرامؓ بھی سیدنا امام حسن علیہ السلام سے والہانہ محبت و ادب و احترام سے سلوک فرماتے۔ ان کی تعظیم کو اپنا ایمان سمجھتے، اس لئے چند کلمات صحابہ کے بارے میں بھی بطور تبرک عرض کئے جاتے ہیں بحوالہ مذکور۔

سیدی و سیدنا محمد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مذکور مکتوب شریف میں بہت وضاحت و بلاغت کے ساتھ مجتہدانہ و محققانہ انداز میں بہت کچھ لکھا۔ صرف چند جملے پیش خدمت ہیں۔ بحوالہ آخری آیت کریمہ سورۃ الفتح۔ محمد رسول اللہ..... تا اجرا عظیم

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خیر البشر ﷺ کے صحابہ کی کمال مہربانی و محبت کی جو ایک دوسرے کے ساتھ رکھتے تھے مدح فرمائی ہے رحم کا صیغہ جو رجاء کا واحد ہے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بمعنی کمال مہربانی۔ چونکہ صفت مشبہ استمرار پر بھی دلالت کرتی ہے اس واسطے چاہیے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی حضور ﷺ کے حضور میں بھی اور آپ ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد بھی ہمیشہ کے لئے اور دوامی و استمراری طور پر ہو۔

..... ایک دوسرے کیساتھ بغض و کینہ و حسد و عداوت کا احتمال بھی دائمی طور پر ان کا برین سے دور ہو..... اکابر صحابہ میں یہ صفت اتم و اکمل طور پر تھی۔ اس لئے فرمایا گیا میری امت میں

سب سے زیادہ رحم کرنے والا میری امت پر ابوکمڑ ہے اور اور حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی شان میں ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا“ فرمایا گیا۔

(حدیث شریف)..... یہ حضرات تمام امتوں میں سے بہتر امت کے بہترین ہیں۔

ان کا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر تھا..... اگر یہ لوگ ردی صفات سے موصوف ہوں تو پھر یہ لوگ کس طرح بہتر ہونگے۔ اور امت کس وجہ سے خیر الامم ہوگی۔ آپ ﷺ کے فضل صحبت کا کیا اثر ہوگا۔ وہ لوگ جو اس امت کے اولیاء کرام کی صحبت میں کچھ وقت دیتے ہیں وہ ان رذیلہ صفات (حسد۔ بغض۔ کینہ۔ عداوت) سے نجات پا جاتے ہیں تو وہ لوگ جنہوں نے حضرت افضل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں اپنی عمریں صرف کیں، دین کی تاسید اور مدد کیلئے اپنے مالوں اور جانوں کو قربان کر دیا۔ کیا ممکن ہے ان لوگوں کے حق میں بری خصلتوں کا وہم کیا جائے۔

حالانکہ مقرر ہے کہ امت کا کوئی ولی صحابی کا درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ جناب شبلیؒ کا فرمان ہے جس نے اصحابؓ کی تعظیم نہ کی رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لایا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نص قرآنی کے بموجب اس امت میں سے بڑھ کر متقی اور اتقی ہیں۔ (سورۃ لیل کی آخری آیات مع تفسیر دیکھئے۔ راقم).....

اگر کسی کو گالی نکالنا خیریت اور عبادت ہوتی تو ابو جہل اور ابولہب کو گالی نکالنا اس امت کا ورد ہوتا حالانکہ یہ قرآنی نصوص کی رو سے لعنت کے لائق ہیں۔

سیدنا عثمان بن عفانؓ و القورین رضی اللہ عنہما کی خلافت صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ جملہ اصحاب رضی اللہ عنہم قرآن و سنت کو پہچاننے والے ہیں۔ قرآن مجید کے جامع سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی ہیں اگر یہ مطعون اور نا انصاف ہوں تو پھر قرآن پر کیا اعتبار رہے گا۔ دین کس چیز پر قائم رہے گا۔ اصحابؓ سب کے سب عدول ہیں۔ علمائے حق نے فرمایا ہے قرآن مجید سے مفہوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہؓ بہشتی ہیں۔

(یارحیم و کریم و غفار و ستار یا رب یا اللہ یا لطیف و دود حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی ساری

امت کو بندہ ناچیز راقم سمیت بخش دے۔ امین ثم امین)

جو مانتا ہی نہیں ہے حدیث اور قرآن

جواب اس کا یہی ہے کہ وہ نہ اس کو جواب

حضرت صدیق اکبرؓ کی تکذیب میں اس خیر القرون زمانہ کے 33 ہزار اصحابؓ کی تکذیب ہے۔ ان کی مدح میں قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔

جو لوگ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحابؓ کے ساتھ بغض رکھتے ہوں اللہ کے کلام میں ان کا نام کفار ہے۔ لَيَغْفِظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ۔ (سورۃ فتح آخری آیت)

(مکتوب 54۔ دفتر اول)

مکتوب 59۔ دفتر اول یہی ہے کہ

عبداللہ بن مبارکؓ سے پوچھا گیا۔ معاویہؓ افضل ہے (صحابی) یا عمر بن عبدالعزیزؓ ابن مبارکؓ نے جواب فرمایا۔ وہ گردوغبار جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں پڑا ہے۔ وہ عمر بن عبدالعزیزؓ سے کئی گنا بہتر ہے۔

بحوالہ صحیفہ شریفہ 59 دفتر اول۔ بدوہ تفسیر محمد ان عبدالحق توکلؒ اہلبیت علیہم السلام کے بارے میں امام ربانی کے ایک ارشاد گرامی پر اس مضمون کو ختم کرتا ہے۔ اہلبیت رسول اللہ ﷺ کی مثال کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہے جو اس پر سوار ہوا بچ گیا۔ جو پیچھے رہا ہلاک ہو گیا۔ اصحابؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ کشتی کے سوار کے لئے ستاروں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

نماز میں امام حسن علیہ السلام کی کیفیت:

جب وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا، وجہ پوچھنے پر ارشاد فرمایا: ”ایک بڑے جبار بادشاہ کے حضور میں کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے“ مسجد میں تشریف لے جاتے، مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر دعا پڑھتے: راقم نے ترجمہ لکھنے پر اکتفا کیا بوجہ نااہلی، علالت وغیرہ۔ ”یا اللہ! تیرا بندہ تیرے دروازے پر حاضر ہے۔ اے احسان کرنے والے اور بھلائی کا برتاؤ کرنے والے! یہ بد اعمال تیرے پاس حاضر ہے۔ تو نے ہم لوگوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ اچھے لوگ بروں سے درگزر کریں تو اچھائی والا ہے اور میں بدکار ہوں اے کریم! میرے

برائیوں سے ان خوبیوں کی بدولت جن کا تو مالک ہے، درگزر فرما، یہ کلمات طیبات فرما کر پھر مسجد میں داخل ہوتے۔ (فضائل افعال ص 378)

ہم لوگ خطا کار گنہگار بہت ہیں  
یعنی تیری رحمت کے سزاوار بہت ہیں  
بخش دے بخش دے میں گنہگار ہوں  
تیری رحمت کا ہر دم طلب گار ہوں  
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا انداز تبلیغ:

ایک مرتبہ امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارے پر تھے، ایک بڑی عمر کے شخص کو دیکھا، انہوں نے جلدی جلدی وضو کیا (آداب کا لحاظ نہ رکھا) اور اسی طرح نماز پڑھ لی، دونوں شہزادوں نے چاہا کہ انہیں وضو اور نماز کا طریقہ سکھا دیں مگر عمر کی بنا پر حیا مانع آئی، لہذا بوڑھے کے پاس جا کر فرمانے لگے، ہم آپ کے سامنے وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں، اگر اس میں کوئی خامی ہو تو آپ ہمیں بتا دیجئے۔ لہذا دونوں حضرات نے وضو کیا اور مکمل آداب کے ساتھ نماز پڑھی، وہ شخص بہت متاثر ہوئے اور اپنی اصلاح کر لی، اور دوبارہ سنت کے مطابق وضو کر کے نماز پڑھی۔ (منہج و ماخوذ از حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے 100 قسے)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تمنا:

ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا: میری تمنا یہ ہے کہ دل کی مضبوطی جو آپ کو عطا ہوئی ہے اس کا کچھ حصہ مجھے بھی نصیب ہو جائے۔ یہ سن کر جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری بھی خواہش ہے کہ زبان کی کشادگی و تاثیر جو آپ کو ملی ہے اس کا کچھ حصہ مجھے بھی مل جائے۔ (مذکور)

امام حسن رضی اللہ عنہ خطابت، فصاحت، بلاغت اور خوش خلقی کے شہنشاہ تھے۔

حسین کریمین رضی اللہ عنہ اور کالاناگ:

راوی سلمان رضی اللہ عنہ: ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، ام



ایمن رضی اللہ عنہ آئیں اور کہا: حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ گم ہو گئے ہیں، دن چڑھ چکا تھا، آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اٹھو اور میرے دونوں بیٹوں کو تلاش کرو، حضور سید المرسلین ﷺ بھی اٹھے اور چل پڑے، ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے، دیکھا کہ امامین حسین رضی اللہ عنہ و عہدہ دونوں ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے کھڑے ہیں، اور پاس میں ایک کالا ناگ اپنی دم پر کھڑا ہے، جس کے منہ سے آگ کی چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ (عالمی اللہ نے ناگ بھیجا تاکہ دونوں بچوں کو آگے جانے سے روک دے)۔ آپ ﷺ اس ناگ کی طرف بڑھے، ناگ نے آپ ﷺ کو دیکھا اور چل پڑا، ایک سوراخ میں داخل ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں کے چہروں کے اوپر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ”میرے مال باپ تم دونوں پر قربان ہوں تم دونوں اللہ کے ہاں کتنے قابل اکرام ہو، ایک کو دائیں کندھے پر اور دوسرے کو بائیں کندھے پر بٹھالیا۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: تم دونوں کو خوشخبری ہو کہ تمہاری سواری کتنی اچھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سواری بھی عمدہ سواری ہیں۔ (ذکور) قصہ:

راوی جابر رضی اللہ عنہ: حضور رحمت عالمیان ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں پر چل رہے ہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی کمر پر بیٹھے ہیں، آپ ﷺ فرما رہے تھے تم دونوں کا اونٹ بہت عمدہ ہے اور تم دونوں بہت اچھا بوجھ؟ (کتاب مذکور بحوالہ حیات الصحابہ رضی اللہ عنہم ج 2)

شب معراج محل:

شب معراج حضور رسالت مآب ﷺ نے سبز رنگ کا محل حسن رضی اللہ عنہ کے لیے اور سرخ رنگ کا محل حسین رضی اللہ عنہ کے لیے دیکھا تھا (حدیث شریف کا مفہوم) ایک واقعہ مختصر:

عید کے دن دونوں نواسوں نے نیا لباس مانگا، اصرار کیا، بچوں جیسی ضد کی، حضرت جبرائیل دو جوڑے سرخ اور سبز بہشت سے لائے، امام حسن رضی اللہ عنہ نے سبز جوڑا اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے سرخ جوڑا پسند فرمایا۔ شہادت کی طرف اشارہ ملا۔

ہرنی نے بچہ پیش کر دیا:

ایک اعرابی نے ہرنی کا بچہ بطور ہدیہ پیش کیا، اسی اثناء میں حضرت حسن علیہ السلام مسجد میں آئے۔ یہ بچہ انہیں عطا فرمادیا گیا، تھوڑی دیر بعد جناب حسین علیہ السلام آ گئے اور ہرنی کا بچہ مانگا، بار بار کہا: ایک ہرنی اپنے بچے کو پہلو میں لٹکائے ہوئے آئی، عرض کی شکاری ایک بچہ آپ کی خدمت میں لے آیا اور مجھے آواز آئی، دوسرا بچہ لے کر حاضر ہو جاؤ تاکہ جناب حسین علیہ السلام کا دل بھی خوش ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچہ لے کر ہرنی کے حق میں دعا فرمائی۔ بچہ حسین علیہ السلام کو بھی مل گیا۔

قابل توجہ:

دوران تلاوت جہاں کلمہ یا ایہا الذین آمنوا! آتا تو جناب حسن علیہ السلام لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ فرماتے، موت دوزخ کا حال آتا تو دوتے۔

حسین شریفین رضی اللہ عنہما کا تختیاں لکھنا:

نزہۃ المجالس میں امام صفوری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں۔ (مفہوم)

دونوں صاحبزادوں نے تختیاں لکھیں یہ فیصلہ کرائیں کہ خط کس کا اچھا ہے؟ سیدنا علی علیہ السلام کے پاس بھی گئے اور سیدنا فاطمہ زہرا بتول علیہما السلام کی خدمت میں بھی۔ کسی نے فیصلہ نہ دیا اور سید الانبیاء علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ فیصلہ جبریل علیہ السلام کو دیں گے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یہ فیصلہ رب کریم فرمائیں گے، رب کریم نے فرمایا ایک جنتی سیب لے جاؤ، دونوں تختیوں پر پھینکو، سیب دو ٹکڑے ہوا آدھا ایک تختی پر دوسرا آدھا دوسری تختی پر فیصلہ خداوندی یہ ہوا دونوں کا خط اچھا ہے، اس طرح کسی شہزادے کی دل شکنی نہ ہوئی۔

وصال و شہادت سیدنا امام حسن علیہ السلام رحمہ اللہ:

کتاب سیرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جناب قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری میں ہر جگہ ان لوگوں کے ساتھ علیہ السلام ہی لکھا ہے جو کہ درست ہے (راقم) ربیع الاول 50ھ بمقام مدینہ منورہ، بقیع شریف میں دفن کیے گئے، 44ھ، 49ھ، 51ھ، 56ھ، 58ھ اور 59ھ کے

اقوال بھی ہیں، اگر 50 ہجری سال وفات ہے تو عمر میاں رک 47 سال ہوئی۔ ”الاستیعاب“ میں 46 یا 47 ہی کی روایات ہیں، المسعودی نے عمر 55 سال لکھی، تہذیب المعتمد میں 58 سال ہے، جو درست ثابت نہیں ہوتی، وفات زہر سے ہوئی، اس بارے میں روایات مختلف ہیں، بعض میں زہر دینے والے یا والی کا نام نہیں، بعض میں نہایت ضعیف انداز میں نام ہے، بعض میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زہر دلویا۔ جعدہ رضی اللہ عنہا بنت اشعث نے دیا جو آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں، یہ سراسر غلط ہے (راقم) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو زہر دلوانے کی کیا ضرورت تھی، آپ رضی اللہ عنہ تو خلافت سے دست بردار ہو چکے تھے، اور دس سال میں کوئی بات حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے سرزد نہ ہوئی جو امن پسندی یا اتحاد مسلمین کے خلاف ہو۔ اصحابہ اور الاخبار الطوال کے مطابق حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی موت زہر سے نہ ہوئی (یہ بھی سراسر غلط ہے۔ راقم) بعض روایات میں ہے کہ کئی بار زہر دیا گیا، آخری علالت 40 روز رہی، آخر بار کا زہر وہ فیصلہ کن نکلا، آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا زہر کس نے پلایا؟ فرمایا: کیا کرو گے؟ جس کی نسبت میرا گمان ہے اگر وہی ہے تو خدا اس سے بدلہ لے گا، اگر وہ نہیں تو اپنے بدلے کسی بے گناہ کا مارا جانا مجھے پسند نہیں، نماز جنازہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، امام حسین رضی اللہ عنہ نے خود انہیں آگے کیا اور فرمایا سنت ہے کہ امیر شہر نماز پڑھائے۔ جنازہ میں بے شمار لوگ تھے۔ (بحوالہ الحسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ)

اجمالی بیان:

مولد 5 رمضان المبارک 3ھ مدینہ منورہ، اولاد 12 صاحبزادے 15 صاحبزادیاں سن ارتحال ربیع الاول 49ھ مدینہ منورہ، عمر 46 سال۔ (بحوالہ دین فطرت ماہنامہ از حضرت سید محمد سعید الحسن شاہ وامت برکاتہم العالیہ)

مزید بیان متعلقہ شہادت:

جناب قاضی محمد سلیمان سلمان منصوری پوری لکھتے ہیں: (رحمۃ العالمین علیہ السلام) میں (جناب قاضی محمد سلیمان سلمان منصوری پوری لکھتے ہیں) جب بیمار ہوئے تو انہوں نے (امام حسن علیہ السلام) نے فرمایا مجھے کئی بار زہر دیا گیا اس دفعہ تو وہ ایسا سخت ہے کہ میرا کلیجہ کاٹ ڈالا۔ (زہر کس نے دیا؟ یہ امام حسین علیہ السلام نے پوچھا تھا) آخری

وقت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں نے عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ایک روز ذکر کیا تھا کہ مجھے اپنے گھر میں دفن ہونے کی اجازت دیں، انہوں نے مان لیا تھا مجھے وہم ہوتا ہے کہ انہوں نے میری شرم سے کہہ دیا ہو۔ اب تم میری وفات کے بعد جانا اور درخواست کرنا اگر وہ خوشی سے اجازت دے دیں تو مجھے وہیں دفن کرنا، ہاں میرا یہ بھی خیال ہے کہ اہل حکومت مجھے وہاں دفن نہ ہونے دیں گے، اگر وہ ایسا کریں تو مت جھگڑنا اور پھر مجھے بقیع ہی میں دفن کر دینا، جب امام حسن رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر سے روح انور نے پرواز کیا تو سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور آپ سے اجازت مانگی تو انہوں نے فرمایا: نعم و کرامۃ۔ ہاں! میں اسے عزت بخشتی ہوں۔

ایشان عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

کس قدر عظیم ہے پہلے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی اجازت مرحمت فرمائی اب حضور امام حسن رضی اللہ عنہ کے لیے بھی رضامند ہیں، حالانکہ اپنے عظیم ترین شوہر اور صاحب لولاک علی رضی اللہ عنہ اور اپنے پدر محترم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قرب میں اور خصوصاً اپنے حجرے میں وہ خود بھی دفن ہونے کا فرما سکتی تھیں مگر ان کی خاطر عظیم ترین ایثار فرما دیا۔ (الرازم)

جب مردان حاکم مدینہ شریف نے مذکورہ واقعہ سننا تو یوں بولا کہ وہ بھی جھوٹا ہے اور وہ بھی جھوٹی ہے، حسن رضی اللہ عنہ یہاں کبھی بھی دفن نہ ہوگا الغرض امام محد و ج رضی اللہ عنہ نے 46 سال کی عمر میں ربیع الاول 59ھ میں وفات پائی اور والدہ مکرمہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

بہ! الہ ”سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما از جناب حکیم محمود ظفر صاحب“ 49ھ میں وصال: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ایک بار سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ان کی پیشانی پر قلن ہوا اللہ احمد لکھا ہے، جب یہ خواب مشہور بزرگ اور فقیہ امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا: ”حسن رضی اللہ عنہ کی زندگی بہت تھوڑی رہ گئی ہے، انتقال ہونے والا ہے۔“ (البدایہ والنہایہ ج 8)

راقم نے یہ واقعہ علامہ محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کی کتاب ”تعبیر الریاء“ میں بھی پڑھا ہے۔ زہر کا الزام جو معاویہ رضی اللہ عنہ پر لگاتے ہیں، اس الزام کی گوز شتر سے زیادہ حیثیت نہیں۔ بلکہ



علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے ”یہ شیعہ حضرات کی روایات ہیں، اللہ کی پناہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات اس سے یک قلم مبرا اور پاک ہے (ابن خلدون طبقات ابن سعد) الاستیعاب اور اصابت کی روایات بے سند ہیں یعقوبی نے شیعہ ہونے کے باوجود زہر دینے والے کا نام نہیں لکھا، جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے کسی کا نام نہ بتلایا تو بعد میں دوسرے کو کیسے پتہ لگا؟ مصنف کتاب مذکور کہتے ہیں خود امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی علم نہ تھا، راقم کی کچھ کے مطابق یہ سراسر غلط ہے، تاریخ الاختلاف میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے بھی زہر کا الزام معاویہ رضی اللہ عنہ پر لگایا ہے کہ جعدہ رضی اللہ عنہ سے زہر دلویا گیا، یہ بھی سراسر غلط ہے، راقم کی تصدیق کہ یہ الزام ہے حافظ ابن تیمیہ کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔

(منہاج السنہ جلد دوم)

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات پر ہر آنکھ اشک بار تھی، صف ماتم بچھ گئی تھی، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف کے صحن میں با آواز بلند کہہ رہے تھے اے لوگو! آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب اس دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ لہذا خوب رولو۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہر طرف فتنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مذکورہ کتاب ”سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ“ میں اس روایت کا بھی یکسر رد کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روضہ شریف کے اندر دفن ہونے کی اجازت مانگی۔ بحوالہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ مؤلف پروفیسر محمد طفیل چوہدری: ”امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے جگر کا ایک ٹکڑا اگر پڑا ہے اور میں اسے لکڑی کے ساتھ الٹ پلٹ رہا ہوں، اس قدر تکلیف کہ بے ہوش ہو جاتے (منہوم) کئی بار زہر دیا گیا (مروان ان دنوں معزول تھا)

بحوالہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے 100 قصبے از ابن سرور محمد اویس صاحب عرض ہے۔

مفہوم:

زہر وفات کا سبب بنا۔

راہ وفا میں اہل دل سوچ کچھ کے آئے ہیں  
داغ گتیں تو کیوں گتیں زخم کریں شمار کیا

شوق سے تم کیا کرو فرق نیاز و ناز میں  
ہم تو مگن ہیں عشق میں بہت کہاں کی ہار کیا  
جنازہ میں اتنا مجمع تھا اگر کوئی سوئی پھینکی جائے تو زمین پر کسی کے سر پر گرتی۔  
ایک طوفان طلب میں روح پیدا کر کے  
چھپ گئے آپ لیکن حشریہ برپا کر کے  
آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو  
گلشن تیری یاد کا مہکتا ہی رہے گا  
تھی گرمی بازار محبت میرے دم سے  
دنیا نے مجھے کھوکے بہت ہاتھ ملے ہیں  
عرض ہے متعلقہ شہادت: (بحوالہ شہادت نواسہ سیدالابرار)

زہر کے اثر سے انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں جگر اور انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر  
دستوں میں ٹپکتی تھی، بار بار تے بھی آتی تھی، تاہم صبر و تحمل اور بردباری کا کمال مجسمہ بنے رہے۔

جس کے بھائی کو زہر پلایا گیا

اس حسن ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

نماز جنازہ بالاتفاق خود امام حسین علیہ السلام نے پڑھائی۔ دوبارہ ام المؤمنین عائشہ  
صدیقہ علیہا السلام سے اجازت لی گئی تاکہ روضہ شریف کے اندر دفن ہوں، مروان حاکم ہوا سیدنا امام  
حسن علیہ السلام کی زوجہ پر جھوٹے الزام کی تردید کا ذکر ہے۔

حضرت سید سعید الحسن شاہ صاحب خاندان مصطفیٰ علیہ السلام میں یوں رقم طراز ہیں۔

(متعلقہ شہادت بیان کے بعض نکات عرض کئے جائیں گے۔ راقم) حضرت سعید بن

مسیب علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کا خواب سن کر فرمایا: زندگی مبارک قریب الانقضاء ہے، شہادت زہر  
خورانی سے، جس کسی نے بھی امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا، یا مشورہ دیا، یا معاون بنا، یا راضی ہوا، وہ  
بحکم قرآن وحدیث جہنمی ہے۔ خبیث ہے، ملعون ہے، آخری وصیت بابت روضہ شریف کے

اندر دفن سے متعلقہ، حاکم مدینہ مروان خبیث، لعین نے اجازت نہ دی۔

ابو الحسنات محمود احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: زہر دینے سے متعلقہ کئی واقعات بیان کئے ہیں۔ حضرت جعدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس میں کوئی دخل نہیں، جناب ابو الحسنات صاحب کے بیان کی تلخیص راقم نے اپنی کتاب ”امہات المومنین“ کے آخر ذکر خیر اور سیرت طیبہ امام علیہ السلام میں لکھی ہے۔

یہاں مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان بھی مذکورہ عنوان پر بحوالہ سوانح کر بلا ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام ابو الحسن بن علی مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ، آپ ائمہ اثنا عشر میں امام دوم میں، الرام ناکارہ عرض کرتا ہے کہ یہ ائمہ طریقت ہیں، بارہ امام ان کا ذکر، اور فضائل کتب احادیث میں ہے، کشف الحجب میں حضرت داتا گنج بخش جویری ثم لاہوری علیہ الرحمۃ نے ان ائمہ طریقت کے فضائل از کتب حدیث، سیر بیان فرمائے ہیں، اگر بعض حضرات اسے نہ مانیں تو وہ اپنی پسندیدہ کتاب غنیۃ الطالبین سے دیکھ لیں۔ سلطان السلاطین شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کا ذکر فرمایا ہے: سیدنا امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مکتوبات شریف میں اور دیگر کتب میں دلائل شواہد کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

دیگر ہزار ہا کتب میں بھی بیان ہے، حضرت علامہ سعید الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی مشہور کتاب خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بارہ ائمہ کرام کا بیان فرمایا ہے، بعض حضرات قاضی سلیمان سلمان منصور پوری مرحوم کی کتاب رحمۃ اللعین صلی اللہ علیہ وسلم میں بارہ اماموں کے مختصر حال ملاحظہ فرما سکتے ہیں، اب بھی جو حضرات حضور امام حسن علیہ السلام کو امام لکھنے پر مناسب یا درست خیال نہیں فرماتے ان کی اپنی پسند، کیونکہ پسند اپنی اپنی مزاج اپنا اپنا، ذوق فہم ہر ایک کا الگ، کیونکہ دماغ ذہن الگ الگ۔ (راقم)

اب جناب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کی طرف توجہ فرمائیے: آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زہر دیا گیا، زہر کے اثرات سے اسہال کبدی لاحق ہوا اور آنتوں کے ٹکڑے کٹ کٹ کر اسہال میں

خارج ہوئے۔ اس سلسلہ میں آپ کو چالیس روز سخت تکلیف رہی، قریب وفات جب آپ کی خدمت میں آپ کے برادر عزیز سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر دریافت کیا کہ آپ کو کس نے زہر دیا ہے، تو فرمایا: تم اسے قتل کرو گے، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بے شک۔ حضرت امام عالی مقام نے فرمایا: کہ میرا گمان جس کی طرف ہے اگر درحقیقت وہی قاتل ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں حقیقی ہے اور اس کی گرفت بہت سخت ہے، اور اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے کوئی بے گناہ مبتلائے مصیبت ہو مجھے اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ زہر دیا گیا ہے لیکن اس مرتبہ کا زہر سب سے زیادہ تیز ہے۔ سبحان اللہ! حضرت امام کی کرامت اور منزلت کیسی بلند و بالا ہے کہ آپ سخت تکلیف میں مبتلا ہیں، آنتیں کٹ کٹ کر نکل رہی ہیں نزع کی حالت ہے مگر انصاف کا بادشاہ اس وقت بھی اپنی عدالت و انصاف کا نہ مٹنے والا نقش صفحہ تاریخ پر ثبت فرماتا ہے، اس کی احتیاط اجازت نہیں دیتی کہ جس کی طرف گمان ہے اس کا نام بھی لیا جائے، اس وقت آپ کی عمر شریف پینتالیس سال چھ ماہ چند روز کی تھی کہ آپ نے پانچویں ربیع الاول 49ھ کو اس دارنا پائدار سے مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ط

وفات کے قریب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے برادر محترم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو گھبراہٹ اور بے قراری زیادہ ہے اور سیمائے مبارک پر حزن و ملال کے آثار نمودار ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے تسکین خاطر مبارک کے لیے عرض کیا کہ اے برادر گرامی! آپ کیوں رنجیدہ ہیں، بے قراری کا کیا سبب ہے؟ مبارک ہو آپ کو عنقریب حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریابی حاصل ہوگی اور حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت خدیجہ کبریٰ اور فاطمہ زہرا اور حضرت قاسم و طاہر اور حضرت حمزہ و جعفر رضی اللہ عنہم کا دیدار نصیب ہوگا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اے برادر عزیز! میں کچھ ایسے امر میں داخل ہونے والا ہوں جس کی مثل اب تک داخل نہیں ہوا تھا اور خلق الہی میں سے ایسی خلق کو دیکھتا ہوں جس کی مثل میں نے کبھی نہیں دیکھی، اس کے ساتھ ہی آپ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیش آنے والے واقعات اور کوفیوں کی بدسلوکی و ایذا رسانی کا بھی تذکرہ کیا، اور اس ارشاد مبارک سے معلوم



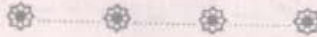
ہوتا ہے کہ اس وقت آپ کی نظر کے سامنے کر بلا کا ہولناک منظر اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی تنہائی کا نقشہ پیش تھا اور کوئیوں کے مظالم کی تصویریں آپ کو غمگین کر رہی تھیں، اس کے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ علیہا السلام سے درخواست کی تھی کہ مجھے روضہ طاہرہ میں دفن کی جگہ عنایت ہو جائے، انہوں نے اس کو منظور فرمایا۔ میری وفات کے بعد ان کی خدمت میں عرض کی جائے، لیکن میں گمان کرتا ہوں کہ قوم مانع ہوگی اگر وہ ایسا کریں تو تم ان سے نکرار نہ کرنا، حضرت امام حسن علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے حسب وصیت حضرت ام المومنین عائشہ علیہا السلام سے درخواست کی آپ نے اس قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بڑی عزت و کرامت کے ساتھ منظور ہے، لیکن مروان مانع ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ حضرت امام حسین اور ان کے ہمراہی ہتھیار بند ہو گئے، حضرت ابو ہریرہ علیہ السلام نے انہیں بھائی کی وصیت یاد دلا کر واپس کیا، اور یہ فرزند رسول جگر گوشہ بتول بقیع شریف میں اپنی والدہ محترمہ حضرت خاتون جنت کے پہلو میں مدفون ہوئے علیہم السلام ورضوانہ۔

مورخین نے زہر خورانی کی نسبت جعدہ بنت اشعث ابن قیس کی طرف کی ہے اور اس کو حضرت امام کی زوجہ بتایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ زہر خورانی باغوائے یزید ہوئی ہے اور یزید نے اس سے نکاح کا وعدہ کیا تھا، اس طمع میں آکر اس نے حضرت امام کو زہر دیا، لیکن اس روایت کی کوئی سند صحیح دستیاب نہیں ہوئی اور بغیر کسی سند صحیح کے کسی مسلمان قتل کا الزام ایسے عظیم الشان قتل کا الزام کس طرح جائز ہو سکتا ہے، قطع نظر اس بات کے کہ روایت کے لیے کوئی سند نہیں ہے اور مورخین نے بغیر کسی معتبر ذریعہ یا معتمد حوالہ کے لکھ دیا ہے۔

یہ خبر واقعات کے لحاظ سے بھی ناقابل اطمینان معلوم ہوتی ہے، واقعات کی تحقیق خود واقعات کے زمانہ میں جیسی ہو سکتی ہے مشکل ہے کہ بعد کو ویسی تحقیق ہو خاص کر جبکہ واقعہ اتنا اہم ہو، مگر حسرت ہے کہ اہل بیت اطہار کے امام جلیل کا قتل اس قاتل کی خبر غیر کو تو کیا ہوتی خود حضرت امام حسین علیہ السلام کو پتہ نہیں ہے، یہی تاریخیں بتاتی ہیں کہ وہ اپنے برادر معظم سے زہر دہندہ کا نام دریافت فرماتے ہیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو زہر دینے والے کا علم

نہ تھا اب رہی یہ بات کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کس کا نام لیتے، انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اب جعدہ علیہ السلام کو قاتل ہونے کے لیے معین کرنے والا کون ہے؟ حضرت امام حسین علیہ السلام کو یا ان کے صاحبزادوں میں سے کسی صاحب کو اپنی آخر حیات تک جعدہ کی زہر خورانی کا کوئی ثبوت نہ پہنچا۔ نہ ان میں سے کسی نے اس پر شرعی مواخذہ کیا۔

ایک اور پہلو اس واقعہ کا خاص طور پر قابل لحاظ ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت امام کی بیوی کو غیر کے ساتھ ساز باز کرنے کی شیعہ تہمت کے ساتھ متهم کیا جاتا ہے یہ ایک بدترین تہمت عجیب نہیں ہے کہ اس حکایت کی بنیاد خارجیوں کے اختراعات ہوں جب کہ صحیح اور معتبر ذرائع سے یہ معلوم ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کثیر الزوج تھے اور آپ نے سو کے قریب نکاح کئے اور طلاقیں دیں، اکثر ایک دو شب ہی کے بعد طلاق دے دیتے تھے، اور حضرت ام المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بابا راعلان فرماتے تھے کہ امام حسن کی عادت ہے یہ طلاق دے دیا کرتے ہیں، کوئی اپنی لڑکی ان کے ساتھ نہ بیاہے۔ مگر سلمان پیہیاں اور ان کے والدین یہ تمنا کرتے تھے کہ کثیر ہونے کا شرف حاصل ہو جائے اسی کا اثر تھا کہ حضرت امام حسن جن عورتوں کو طلاقیں دیتے تھے وہ اپنی باقی زندگی حضرت امام کی محبت میں شیدا یا نہ گذاردیتی تھیں اور ان کی حیات کا لہو لہہ حضرت امام کی یاد اور محبت میں گزرتا تھا، ایسی حالت میں یہ بات بہت بعید ہے کہ امام کی بیوی حضرت امام کے فیض محبت کی قدر نہ کرے۔



## بابت شہادت

شہادت سے قبل ایک خواب:

امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”خواب میں نانا جان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ریاض بہشت کی سیر کرائی، فرمایا: کل رات تک ہمارے پاس آ جاؤ گے“  
واقعہ زہر سے متعلقہ ایک نوٹ:

مدینہ منورہ میں ایک خبیثہ آپ رضی اللہ عنہ کے مکان پر آتی اور مردان سے انعام لیتی، شہد زہر ملا ہوا لاتی، ازواج حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کرتی، تہمی منافق، عمدہ کھجور زہر آلود بھی لاتی، نقدیر الہی میں شہادت زہر سے ہونی تھی زہر آلود لکڑی سے آپ رضی اللہ عنہ کا پاؤں بھی زخمی کر دیا تھا، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اب اس اندھے کو ضرور پکڑیں گے جو کئی بار زہر پیلے دار کر چکا تھا، اندھے نے زہر آلود چھڑی کے سرے کو اٹکل سے پاؤں پر رکھ کر زور سے دبا دیا تھا، جس سے زخم ہوا تھا مدینہ شریف میں مذکورہ خبیثہ نے پھر کارروائی کی تھی اور پانی کی صراحی میں سخت زُودا زہر ڈالا تھا، وہ پانی پیا گیا تو حلق سے ناف تک اندر کے ٹکڑے ٹکڑے کر گیا، اس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ اور سیدہ زینب بھی موجود تھیں۔ (اوراق نم)

ازدواج اور اولاد کو کرام و دیگر اقارب:

ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

راوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: حضرت حسن رضی اللہ عنہ عورتوں سے بہت نکاح کرنے والے تھے، سیرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مصنف جناب طالب ہاشمی مرحوم نے لکھا ہے: 90 عورتوں سے نکاح کئے، نکاح کرتے اور تھوڑی دیر بعد طلاق دے دیتے، تاریخ ابن کثیر میں ہے کہ 70 شادیاں کیں، علامہ واقدی کی بھی ایسی ہی روایت ہے: حکیم محمود ظفر صاحب ”حسن بن علی رضی اللہ عنہ“ میں لکھتے ہیں: ایسی روایات ہماری رائے کے مطابق درست نہیں، خاص سازش کے تحت آپ رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کی سازش کی ہے، اور یہ صرف اس لیے ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے

صلح کر لی، اور خلافت سے دستبردار ہو کر پانچ سالہ خون ریزی ختم کر کے اتحاد و اتفاق کی بنیاد رکھی، اگر زیادہ شادیاں کی ہوتیں تو زیادہ اولادیں ہوتیں، لیکن تاریخ میں آپ ﷺ کے صرف بارہ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں ملتی ہیں، زیادہ شادیوں والی روایات مورخین کی مبالغہ آرائی سے اور بدنام کرنے کی سازش، راقم عرض کرتا ہے کہ جناب حکیم صاحب کا تجزیہ و تبصرہ بالکل صحیح ہے، جو لوگ حضرات اہل بیت نبوت کے خلاف ہوئے انہیں کی طرف سے ایسی روایات بھی ہیں جو کہ بعض بزرگ حضرات نے بھی نقل کر دیں، جیسا کہ واقعہ غرائق جس میں دین اسلام، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور قرآن مجید سے متعلقہ سراسر غلط روایت ہے، اسے بھی ہمارے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے قبول کر لیا، حالانکہ آپ عظیم پایہ محدث تھے، یہ تفصیل راقم نے اپنی کتاب ذکر خیر، بے مثل ولادت و سیرت طیبہ حضرت محمد ﷺ میں لکھی ہے، ایسے ہی اور کئی شواہد ہیں۔ علمائے نسب نے آپ ﷺ کی ان ازواج کے نام لکھے ہیں:

- 1۔ خولہ بنت الغزالیہ رضی اللہ عنہا۔
- 2۔ ام بشر بنت ابی مسود عقبہ بن عمر رضی اللہ عنہا (بہن)
- 3۔ ام اطلق بنت طلحہ بنت عبید اللہ رضی اللہ عنہا۔
- 4۔ جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی رضی اللہ عنہا (نسب قریش صحیح زہری ص 46) علامہ مولانا محمد عبد السلام رضوی صاحب نے مزید یہ نام بھی لکھے ہیں۔
- 5۔ فاطمہ بنت ابومسعود بن عمر بن ثعلبہ
- 6۔ ام ولد رضی اللہ عنہا۔
- 7۔ رسلہ رضی اللہ عنہا۔
- 8۔ تقیہ رضی اللہ عنہا۔
- 9۔ امراء القیس رضی اللہ عنہا / سلمہ بنت امراء القیس
- 10۔ خولہ بنت منظور بن ریان بن عمرو بن جابر رضی اللہ عنہا۔
- 11۔ اُم الحسنؑ۔ (شہادت نواسہ سیدالابرار)



12۔ حضرت جعدہ بنت ہبیرہ مخزومی رضی اللہ عنہا

13۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

14۔ ام کلثوم بنت فضل بن عباس رضی اللہ عنہا۔

علامہ سعید الحسن شاہ صاحب وامت برکاتہم العالیہ نے صرف سات ازواج کے نام تحریر فرمائے ہیں (خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

بارہ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی:

(بمطابق رحمۃ اللعلمین، خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ صاحبزادے بمطابق شہادت

نواسہ سید الابراہیمہ صاحبزادے) اور کبھی کے نزدیک پانچ صاحبزادیاں

جناب حکیم محمود احمد ظفر صاحب نے ایک روایت کے مطابق آٹھ بیٹوں کے نام لکھے ہیں، دوسری روایت کے مطابق بارہ تعداد۔

اسمائے گرامی: زید، حسن، ثنی، حسین، طلحہ، اسمعیل، عبداللہ، حمزہ، عبدالرحمن، یعقوب، عبداللہ ابو بکر، عمر رضی اللہ عنہم۔

صاحبزادیاں: فاطمہ، ام سلمہ، ام عبداللہ، ام الحسنین رملہ، ام الحسن رضی اللہ عنہا

امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسل ان کے چار فرزندوں زید رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ اور

عمر رضی اللہ عنہ سے جاری ہوئی تھی، مگر حسین رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ ختم ہو گیا، اور اب دنیا میں

زید رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد باقی ہے۔ (حضرت سید سعید الحسن شاہ صاحب اور قاضی محمد سلیمان سلمان منصور

پوری مرحوم)

صاحبزادے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں

سیدنا امام حسین علیہ السلام کی رفاقت میں شہید ہوئے۔

۱۔ حضرت زید بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ:

والدہ ماجدہ فاطمہ بنت ابو مسعود عقبہ، انصاری، ان کے صاحبزادے حضرت ابو محمد

حسن رضی اللہ عنہ سلطنت منصور میں گورنر مدینہ منورہ رہے، حضرت زید رضی اللہ عنہ کی رحلت 120ھ۔

90 سال کی عمر پائی۔

سیدنا زیدہ رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں ام الحسن رضی اللہ عنہ اور ام الحسین رضی اللہ عنہ۔ جلیل القدر، پاکیزہ نفس اور کثیر الاحسان تھیں، جب حکومت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے گورنر مدینہ منورہ کو لکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تولیت صدقات حضرت زید رضی اللہ عنہ کو لوٹا دیں اور ہر ممکن ان کی مدد کریں، حضرت سید محمد گسیہ دراز رضی اللہ عنہ خلیفہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ بھی حضرت زید بن حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

(2) حسن ثنی بن حسن رضی اللہ عنہ المتوفی 97ھ۔

والدہ خولہ بنت منظور بن ایان بن عمرو بن جابر بن عقیل بن سہمی بن عازن بن فزارہ ہیں۔ صدقات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اہتمام ان کے سپرد تھا، میدان کربلا میں شریک ہوئے اور سخت زخمی ہو گئے تھے، بعد ازاں صحت یاب ہو گئے تھے، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی دختر فاطمہ رضی اللہ عنہ ان کے نکاح میں تھیں جس سے ابراہیم الغمر رضی اللہ عنہ، حسن مثلث رضی اللہ عنہ، عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ یہ تینوں وہ پہلے شخص ہیں جو طرفین سے فاطمی ہیں، اور یہ شرف اور میں نہیں پایا جاتا۔

ایک رومیہ عورت سے داؤد رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ دو فرزند تھے۔

عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ شیخ بنو ہاشم کے لقب سے ملقب تھے، ان کے پانچ فرزند تھے، محمد ذی النفس الزکیہ رضی اللہ عنہ، ابراہیم رضی اللہ عنہ، موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ، سلیمان رضی اللہ عنہ، اور یسٰی رضی اللہ عنہ، محمد ذی النفس رضی اللہ عنہ نے دعویٰ خلافت کیا، اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے ان کی رفاقت کا فتویٰ دیا تھا۔

1۔ ابراہیم بن عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ نے بھی دعویٰ خلافت کیا تھا اور سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو چار ہزار درہم بطور امداد بھیجے تھے، ان کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند موسیٰ عبداللہ مشہور ہیں، دنیا میں ان کی نسل باقی ہے۔

عبداللہ محض رضی اللہ عنہ کے فرزند موسیٰ الجون کی نسل بھی بہت پھیلی ہے، امام الاولیاء شیخ الخلیل ابوصالح سیدی الشیخ عبدالقادر جیلانی حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ الجون رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں۔

2۔ ابراہیم غمر بن حسن ثنی رضی اللہ عنہ کا لقب لغمر کثرت جوہ کی وجہ سے تھا۔ ابو اسمعیل کنیت

وصال 145ھ، نسل اسمعیل دیباچہ سے جاری ہے، اسمعیل دیباچہ کی کنیت ابو ابراہیم اور لقب شریف الخالص تھا۔ ان کے فرزند حسن کی نسل دو فرزندانی النج اور ابراہیم طباطبائے جاری ہے۔ اور بکثرت ہے۔ سادات بنو معیہ کا سلسلہ انہی میں شامل ہوتا ہے۔ بنو معیہ سے سید عماد الدین محمد بن حسین بن قریش کی اولاد دہلی میں موجود ہے۔

3۔ حسن المکث بن حسن ثقیفی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو علی وفات 145ھ نسل دنیا میں موجود ہے۔

4۔ داؤد بن حسن ثقیفی والدہ رومیہ، یہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ رفیع تھے، نسل سلیمان بن داؤد سے جاری ہے، سلیمان رضی اللہ عنہ کی والدہ ام کلثوم رضیہ بنت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ۔ سلیمان رضی اللہ عنہ کی نسل چار فرزندوں موسیٰ رضی اللہ عنہ، داؤد رضی اللہ عنہ، اسحق رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ سے دنیا میں جاری ہے۔

5۔ جعفر کی کنیت ابو الحسن رضی اللہ عنہ، وفات 70ھ ان کا بیٹا حسن رضی اللہ عنہ، جن کی نسل عبداللہ رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ جن کی نسل جاری ہے، قزوقین، راوند، مراغہ میں یہ نسل موجود ہے (بحوالہ رحمۃ اللعالمین رضی اللہ عنہ از جناب قاضی سلمان سلیمان منصور پوری)

نوٹ: حضرت حسن ثقیفی رضی اللہ عنہ ہی ہیں، جن کی زوجہ فاطمہ صغریٰ رضیہ مدینہ منورہ میں رہیں جب کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کر بلا میں تھے، یہ مدینہ شریف اپنے خاوند حسن ثقیفی رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے لیے رہی تھیں۔

نوٹ: سیدنا امام حسنؑ کے یہ بھائی میدان کر بلا میں شہید ہوئے۔  
سیدنا امام حسینؑ عالی مقام۔ سیدنا عباسؑ۔ سیدنا جعفرؑ۔ سیدنا عثمانؑ۔ سیدنا محمدؑ۔ سیدنا ابوبکرؑ۔ سیدنا عبداللہؑ۔ (سات تعداد)

حضرت علی المرتضیٰؑ کے کل 18 صاحبزادے تھے جن میں سے سوائے امام حسینؑ اور حضرت حسنؑ دیگر برادران والد ماجدؑ کی طرف سے آپؑ کے حقیقی بھائی تھے۔

|   |                  |   |              |
|---|------------------|---|--------------|
| 1 | سیدنا امام حسینؑ | 4 | سیدنا یحییٰؑ |
| 2 | سیدنا عمرؑ       | 5 | سیدنا محمدؑ  |
| 3 | سیدنا عباسؑ      | 6 | سیدنا اوسطؑ  |

|                   |    |                  |    |
|-------------------|----|------------------|----|
| سیدنا محمد حنیفہؑ | 13 | سیدنا جعفرؑ      | 7  |
| سیدنا محمد اکبرؑ  | 14 | سیدنا عبید اللہؑ | 8  |
| سیدنا محسنؑ       | 15 | سیدنا عثمانؑ     | 9  |
| سیدنا عمرانؑ      | 16 | سیدنا عبداللہؑ   | 10 |
| سیدنا عمرؑ        | 17 | سیدنا ابوبکرؑ    | 11 |
|                   |    | سیدنا عونؑ       | 12 |

حضرت امام حسنؑ کی والد ماجدؑ کی طرف سے کل 18 بہنیں تھیں۔ جن میں سے سیدہ زینبؑ سیدہ ام کلثومؑ و دونوں اطراف سے (والدؑ والدہؑ) حقیقی بہنیں۔

حضرت ام ہانیؑ۔ حضرت میمونہؑ۔ حضرت ام جعفرؑ۔ حضرت زینب صغریٰؑ۔ حضرت رملہ صغریٰؑ۔ حضرت فاطمہؑ۔ حضرت امامہؑ۔ حضرت خدیجہؑ۔ حضرت ام الحسنؑ۔ حضرت رمتہ الکبریٰؑ۔ حضرت ام الکرامؑ۔ حضرت رقیہؑ۔ حضرت ام سلمہؑ۔ حضرت جمانہؑ۔ حضرت حارثہؑ۔ حضرت نصیر رضی اللہ عنہن۔

حضرت امام حسنؑ کے یہ صاحبزادے میدانِ کربلا میں شہید ہوئے۔

حضرت قاسمؑ۔ حضرت ابوبکرؑ۔ حضرت عبداللہؑ (الصغیر)

درج ذیل حضرات جو والد ماجدؑ کی طرف سے آپ کے حقیقی بھائی تھے شہید ہوئے

حضرت ابوبکرؑ۔ حضرت محمدؑ۔ حضرت عبداللہؑ۔ حضرت عثمانؑ۔ حضرت جعفرؑ۔ حضرت عباسؑ۔

گلشنِ نبوت کی عظیم عارفہ سیدہ نفیسہ بنت زیدؑ بن حسن انور بن امام حسن علیہ السلام:

ولادت 145 ھ مکہ معظمہ میں۔ بلوغت پر مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائی، عبادت،

ریاضت، زہد اور تقویٰ میں مشہور ہوئیں، ہمیشہ دن کو روزہ رکھتیں، رات کو نماز میں کھڑی رہتیں۔

اکثر اوقات حرمِ نبوی شریف میں گذارتیں، تمیزِ حج پیدل کیے، تین دنوں کے بعد ایک لقمہ تناول

فرماتیں، مصلے کے سامنے ایک ٹوکری ہوتی جس چیز کی خواہش ہوتی وہ شے ٹوکری میں نمودار ہو

جاتی۔ ان کا فرمان ہے: جیسے اللہ پر بھروسہ ہو دنیا اس کی فرمانبرداری ہو جاتی ہے۔



نکاح:

امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے جناب اسحاق علیہ السلام سے ہوا، ایک بیٹا قاسم علیہ السلام اور ایک بیٹی ام کلثوم علیہ السلام پیدا ہوئیں، بعد ازاں مصر میں قیام فرمایا۔

سانحہ کربلا کے بعد دوبارہ مدینہ منورہ جانے کا قصد فرمایا: اس سانحہ کے بعد مصر مجبان اہل بیت نبوت علیہ السلام کا مسکن و مرجع بن گیا تھا، مخلوق سیدہ نفیسہ علیہ السلام کی خدمت میں برائے حصول فیوض و برکات و انوارات و کمالات بکثرت حاضر ہوتی۔ اس لئے سیدہ علیہ السلام نے مدینہ شریف کا ارادہ فرمالیا، امیر مصر نے بہت منت سماجت کی تو سیدہ علیہ السلام نے شرط لگائی کہ ہفتہ میں صرف دو دن زائرین آئیں یہ شرط قبول کی گئی، بلاشبہ جناب سیدہ نفیسہ علیہ السلام عظیم ترین صاحب کرامت تھیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی عقیدت:

امام شافعی رحمہ اللہ بھی خدمت میں حاضر ہوتے، دعا کراتے، نماز تراویح سیدہ نفیسہ علیہ السلام کی مسجد میں پڑھاتے، امام شافعی رحمہ اللہ نے جناب سیدہ علیہ السلام سے احادیث کی سماعت کی، مرض الموت میں امام شافعی رحمہ اللہ نے حسب عادت ایک شاگرد کو دعا کے لیے بھیجا۔ فرمایا: ”اللہ امام شافعی رحمہ اللہ کو اپنی زیارت سے مشرف فرمائے“ امام صاحب سمجھ گئے، اب موت قریب ہے، وصیت فرمائی کہ حضرت سیدہ علیہ السلام جنازہ میں شریک ہوں، جب فوت ہوئے تو سیدہ علیہ السلام نے حاکم مصر کو پیغام بھجوایا کہ جنازہ میرے مکان کے قریب پڑھایا جائے، اس طرح مقتدی کی حیثیت سے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔“

غیبی آواز:

ایک مروضہ فرماتے ہیں: جب جنازہ پڑھا جا چکا تو غیب سے آواز آئی اللہ تعالیٰ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے صدقے جنازہ میں شامل ہونے والوں کو بخش دیا اور سیدہ علیہ السلام کے جنازہ پڑھنے کی برکت سے امام شافعی رحمہ اللہ کی مغفرت فرمادی۔

وصال:

سیدہ نفیسہ علیہ السلام جس مکان میں قیام پذیر تھیں اسی میں اپنے ہاتھ سے اپنی قبر کھودی پھر

اس میں دو ہزار قرآن مجید ختم کئے۔ یکم رجب 208 کو بیمار ہوئیں، مدینہ منورہ میں اپنے خاندان کو اطلاع بھجوائی، طبیبوں نے روزہ افطار کرنے کا مشورہ دیا، فرمایا: تیس سال سے دعا کر رہی تھی کہ بحالت روزہ روح پرواز کرے، اب روزہ کیوں موقوف کروں، چند اشعار پڑھے جن میں سے دو اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

”طیبو! ہٹ جاؤ مجھے اپنے حبیب کے ساتھ رہنے دو، محبوب کی طرف جانے کا اشتیاق حد سے بڑھ گیا اور محبت شعلہ زن ہے“

موت کے آثار شروع ہوئے تو سورۃ انعام کی تلاوت شروع فرمائی جب اس آیت کریمہ پر پہنچیں تو غشی کی کیفیت طاری ہو گئی۔

لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَيْسَ بِمَا يَعْمَلُونَ ○

ترجمہ: ان کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور وہی ان کے اعمال حسد کی وجہ سے ان کا مددگار ہے۔ کلمہ شہادت پڑھا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ وصال کے روز ان کے شوہر حضرت اسحاق مؤتمن ؓ مصر پہنچے اور جسد مبارک مدینہ شریف لے جانے کی خواہش کی، تمام اہل مصر نے التجا کی کہ نہ لے جائیں مگر وہ نہ مانے، رات ہو گئی، اگلے دن پھر لوگ حاضر ہوئے تو اسحاق ؓ نے تدفین کی اجازت دے دی، اور فرمایا کہ رات کو حضرت رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نفیسہ ؓ کو اہل مصر کے ہاں ہی دفن کرو، چنانچہ مزار اقدس قاصرہ مصر میں ہے۔ (چند روز مصر میں مصنف صاحبزادہ محبت اللہ نوری صاحب)

خون خیر الرسل سے جن کا خمیر

ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود

ان کی دالائیت پہ لاکھوں سلام

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

آبِ تطہیر سے جس میں پودے تھے  
اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حسن علیہ السلام حسین علیہ السلام دو صاحبزادے شاہِ بہشت جوانان  
زہرا بنت نبی دے جائے ادنان و ڈیریاں شانان

(مولانا غلام رسول عالم پوری رحمۃ اللہ علیہ)

اوج مہر ہدیٰ موج بہر ندی  
روح روح شہادت پے لاکھوں سلام  
شیر خوار لعابِ زبان نبی  
چاشنیِ گیرِ عصمت پے لاکھوں سلام  
اس شہیدِ کربلا شاہِ گلگوں قبا  
یکسِ دشتِ غربت پے لاکھوں سلام  
امام حسین علیہ السلام وہ حسن مجتبیٰ سیدِ الاخیا  
راکبِ دوشِ عزت پے لاکھوں سلام

یا اللہ! سیدہ نفیسہ علیہا السلام کے طفیل راقم گنہگار کی مغفرت فرمادے، از دم آخر تاحشر عذاب  
سے نجات دے، کبھی گناہ معاف فرمادے۔ آمین ثم آمین  
بشارت: نبی الانبیاء ﷺ اپنے سلسلہ زریں رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے والوں  
کے ساتھ فیاضانہ برتاؤ فرماتے ہیں۔ (فیوض الحرمین ج 10)

پیاری دعا:

اَللّٰهُمَّ اٰمِنًا عَلٰی حُبِّہٖ وَحُبِّ اِلٰہِہٖ وَاصْحَابِہٖ دَذَرِیْہِہٖ

اہم نوٹ:

حضور سرورِ عالم ﷺ کے جملہ قرابت داروں، خاندانِ بنو ہاشم خصوصاً اہل بیت  
کرام علیہم السلام کی محبت، ان کا ادب و احترام عین ایمان بلکہ جانِ ایمان ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج 4 چہارم زیر آیت 23 الشوری)

## مختصر مقالہ

از قلم حضرت سید غلام دستگیر زیدی صاحب مدظلہ نقشبندی مجددی خلیفہ مجاز  
کئی مستند کتب کے مصنف

سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام خانوادہ نبی آخر الزماں ﷺ کے گل سرسبد اور آپ ﷺ کی گود میں پرورش پانے والے تھے اور آپ نے اپنے والد محترم شہر علم کے دروازے اور شجاعت کے پیکر شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زمینگرائی تربیت کی منازل طے کیں اور وہ حسن علیہ السلام جو حسن و جمال کے پیکر اور ہم شکل پیغمبر تھے ان کے بارے میں قلم دانی کرتے ہوئے سوچ و فکر کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں تاہم رفیق عزیز مصنف کتاب ہدایہ اصوفی عبدالحق توکلی صاحب کے اصرار پر چند سطور سپرد قلم کر رہا ہوں تاکہ اس پاک ہستی کا ذکر نہ صرف زیب قرطاس ہو جائے بلکہ مجھ جیسے گنہگار کے لیے حصول برکت کا وسیلہ بھی بن جائے اور ان کے نانا شفیع المذنبین علیہ السلام کی شفاعت کے امیدواران میں بھی نام درج ہو جائے۔

خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد اہل کوفہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جب یہ خبر امیر معاویہ علیہ السلام کو ملی تو اس نے اپنا ایک سپہ سالار لشکر کے ساتھ آپ کی طرف روانہ کر دیا دھڑ حضرت امام حسن بھی ایک لشکر جہاز لے کر مدائن کی



طرف روانہ ہوئے۔ سابط کے مقام پر پہنچ کر امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے سامنے ایک تقریر کی کہ ”میرے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کینہ نہیں ہے اور میں کسی کے لیے وہ چیز پسند نہیں کرتا جو خود مجھے اپنے لیے پسند نہیں، میری رائے یہ ہے کہ تم لوگ تفرقہ و اختلاف کی بجائے اتفاق و اتحاد کو قبول کر لو۔“

امیر معاویہ کے جرنیل عبداللہ بن عامر اور خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ امت مسلمہ کی خونریزی سے بچا جائے اور جو شرائط آپ کو پسند ہوں ان پر خلافت سے دست بردار ہو جائیے۔“

جب جنگ کے بادل منڈلاتے ہوئے نظر آئے تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امت مسلمہ کے افراد کی خونریزی سے بچنے کے لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی درخواست قبول فرماتے ہوئے کوفہ کی جامع مسجد میں ایک بڑے مجمع میں خطاب کرتے ہوئے خلافت سے دست برداری کا اعلان فرمادیا۔ آپ نے فرمایا:

”اما بعد! اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اگلوں کو ہماری وجہ سے ہدایت یافتہ بنایا اور تمہارے پچھلوں کو خونریزی سے بچالیا۔ سب سے بڑا غنڈہ وہ ہے جس نے تقویٰ اختیار کیا اور سب سے بڑا بیوقوف وہ ہے جس نے بد اعمالیاں کیں۔ یہ مسئلہ (خلافت) جس میں میرے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہے اس کے مستحق معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں یا میں؟ دونوں صورتوں میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاح اور مسلمانوں کو بچانے کے لیے میں اس سے دست بردار ہوتا ہوں۔“

پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

”اے معاویہ رضی اللہ عنہ! یہ خلافت تمہارے لیے بڑی آزمائش اور اس کی حقیقت ایک عارضی سرمایہ سے زیادہ نہیں۔“ (اسد الغابہ جلد دوم)

کثرت عبادت و ریاضت آپ کی سیرت کا اہم پہلو ہے۔ زہد و تقویٰ اور خشوع و

خضوع میں خصوصی رغبت تھی۔ کثرت میں گھوڑے اور سواریاں میسر ہونے کے باوجود آپ نے پیادہ پچیس حج کیے۔ آپ کی سیرت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جہاں عبادت و ریاضت کی معراج رضائے الہی کا حصول ہے وہاں اس کا کمال یہ بھی ہے کہ انسان خدمت خلق کا پیکر بن جائے۔ آپ علم و فضل کا خزانہ اور اصابت رائے میں یکتا تھے۔ فصاحت و بلاغت میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی اس پائے کا خطیب نہ تھا۔ آپ رشد و ہدایت کا منبع تھے۔ لباس و خوراک میں سادگی پسند کرتے۔ سخاوت کا یہ حال تھا کہ آپ نے تین بار آدھا مال اور دو بار سارا مال راہِ خدا میں دے ڈالا۔

رب کریم آپ کے مزار پر لاکھ لاکھ رحمتوں کا نزول کرے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

آپ کے نانا ﷺ کی شفاعت کا امیدوار

غلام و شگیر

التحی:

یا امام حسن علیہ السلام یا امام حسین علیہ السلام میری کشتی پار لگا جانا

شہداء زندہ و مددگار

بحوالہ قرآن مجید

تو کھی

## المراجع والمصادر

- | نام کتاب                            | مصنف                                                               |
|-------------------------------------|--------------------------------------------------------------------|
| 1 قرآن حکیم                         | اللہ تعالیٰ                                                        |
| 2 صحیح بخاری مترجم                  | امام بخاری رحمہ اللہ علامہ وحید الزماں                             |
| 3 ترمذی شریف مترجم                  | امام ترمذی رحمہ اللہ علامہ وحید الزماں                             |
| 4 مراتب جلد ہفتم شرح مشکوٰۃ         | شارح مفتی احمد یار خان                                             |
| 5 خصائص الطبری مترجم                | علامہ سیوطی رحمہ اللہ مترجم: خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدوی رحمہ اللہ |
| 6 کتاب الشفاء                       | قاضی عیاض اندلسی رحمہ اللہ                                         |
| 7 مدارج النبوۃ                      | شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ                                   |
| 8 شواہد النبوۃ                      | مولانا جامی رحمہ اللہ                                              |
| 9 سیرت رحمۃ اللعالمین علیہ السلام   | قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری                                  |
| 10 خاکبہ کر بلا                     | مولانا افتخار الحسن زیدی                                           |
| 11 تفسیر ضیاء القرآن                | محمد کرم شاہ الانزہری رحمہ اللہ                                    |
| 12 تفسیر معارف القرآن               | مفتی محمد شفیع کراچی                                               |
| 13 تفسیر نعیمی جلد سوم              | مفتی احمد یار خان گجراتی                                           |
| 14 تاریخ الخلفاء                    | امام سیوطی رحمہ اللہ                                               |
| 15 نزہۃ المجالس                     | علامہ حقوری رحمہ اللہ                                              |
| 16 مکتوبات شریف مجددی               | امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ                                 |
| 17 اوراق غم                         | علامہ محمود احمد رضوی                                              |
| 18 سوانح کر بلا                     | مولانا نعیم الدین مراد آبادی                                       |
| 19 کشف الحجب                        | سید عثمان علی ہجویری (داتا گنج بخش رحمہ اللہ)                      |
| 20 خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم | علامہ سعید الحسن شاہ مدظلہ                                         |

- 21 نو اسد سیدالابرار مولانا عبد السلام قادری
- 22 حسن بن علی علیہ السلام جناب حکیم احمد ظفر
- 23 حسن بن علی علیہ السلام پروفیسر طفیل محمد چودھری
- 24 حضرت حسن و حسین کے 100 قصے مولانا ابن سرور محمد ادریس
- 25 الحسن بن علی علیہ السلام (کافی ضخیم کتاب ہے)
- 26 روشد الشہداء علامہ حسین بن علی۔ مترجم علامہ صائم چشتی
- 27 فیوض الحرمین علامہ دل محمد ہشتیہ
- 28 مصر میں چند روز علامہ مجب اللہ نوری
- 29 ماہنامہ دین فطرت بانی۔ علامہ سید سعید الحسن شاہ
- 30 ماہنامہ نور اسلام شریفور شریف
- 31 حدائق بخشش امام احمد رضا قادری بریلوی
- 32 خیرات الکواثر علامہ محمد اشرف سیالوی
- 33 خاندان نبوت علامہ محمد ادریس
- 34 سیدہ خاتون جنت علامہ طالب الباشی
- 35 چند روزہ الفاروق (چوکیرو، سرگودھا)
- 36 ماہنامہ بینات عائشہ کراچی
- 37 سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم خوبہ نور بخش توکل ہشتیہ
- 38 فضائل صحابہ مولانا محمد زکریا محدث سہارنپوری
- 39 اہل بیت اور امام اعظم علامہ غلام مصطفی مجددی
- 40 توقیر سادات علامہ طفیل احمد جویری
- 41 شان حسن و حسین علیہ السلام عہدالمنان راسخ
- 42 ماہنامہ بینات کراچی (ذوالحجہ 1382ھ)



سیرت طیبہ سیدنا امام حسن علیہ السلام

43 روزنامہ ایکسپریس 11 فر

راقم ہیچمدان نے کتاب ہذا کی تالیف  
کتب سے اقتباسات لیے اور بعض سے رہنما  
تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور ان کی مغفرت اور  
تعالیٰ ان کو دین و دنیا و آخرت میں خوشحالی و کام  
قارئین کرام سے التماس ہے کہ  
فرمائیں۔ مجھے کسی جگہ بھی کسی کی دلائل زاری مقصود  
طلب ہے۔ دعا گو و دعا جو

Presented by: <https://jafrilibrary.com>

روری 2005ء جمعہ المبارک

بف کے دوران ان کتب سے خوشہ چینی کی، بعض  
لی۔ ان کتب کے مصنفین، مولفین اور مترجمین کا  
ور بلندی درجات کے لیے بہت دعا گو ہوں۔ اللہ  
رانی سے ہمکنار فرمائے۔

جہاں کہیں سقم ملے اس بارے میں ضرور آگاہ  
و نہیں۔ البتہ مولائے کریم کی رضا کی شدید محتاجی و

بندہ پر تقصیر  
محمد عبدالحق تونکلی عفی عنہ

## دور حاضر کی لاجواب نئی کتب

تعصب اور فرقہ واریت سے پاک

## ذکر خیر 1

|                                                                         |        |
|-------------------------------------------------------------------------|--------|
| بے مثل ولادت و سیرت طیبہ حضرت محمد ﷺ                                    | -1     |
| امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن مع جملہ متعلقین کرام رضی اللہ عنہم         | -2     |
| خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم مع خصوصی مفید ترین بیان                     | -6,3   |
| امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز (صفحات                          | -7     |
| گلشن محمدیہ ﷺ کے مہکتے پھول (صفحات 300)                                 | -8     |
| جملہ امراض کا علاج از قرآن و حدیث اور اوراد و رو                        | -9     |
| رضی اللہ عنہم و رضو عنہ                                                 | -11    |
| شاہراہ ہدایت                                                            | -11    |
| مردوں کو زندوں کی ضرورت                                                 | -14,15 |
| نجوم ہدایت (ساڑھے سات ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے                  | -16    |
| مصباح نجات (صفحات 330)                                                  | -18    |
| بشارت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمہ اللہ المعروف بہ ذکر                   | -19    |
| پنج گنج (اصحاب البدر رضی اللہ عنہم، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، قیمتی | -24,29 |
| خواجہ معظم الدین (محبوب خلیفہ خواجہ شمس الدین سہ                        | -25    |
| تاریخ ہائے عرائس (ایام اللہ)                                            | -26    |
| اربعین نورانی                                                           | -28    |
| گلزار توکلیہ خالقیہ منظوم                                               | -28    |
| میر کارواں                                                              | -31    |
| اخوندزادہ سیف الرحمن                                                    | -31    |
| اسلامی مشغلہ (دوجز)                                                     | -33-34 |
| مؤکد ترین سنت مطہرہ (داڑھی کی شرعی مقدار)                               | -36    |

کاش کہ پنجاب کے تعلیمی برزجمہر اور بڑے بڑے اداروں کو جتنا خود چھپوائی کا بندوبست کرتے۔ تاکہ یہ کتب ہر پیا سے تک پہنچیں۔ ان کے فیض سے سیراب ہو سکتی۔ ﴿صاحبزادہ الطاف محمود ہاشمی علامہ سعید الحسن شاہ۔ ڈاکٹر محمد اقبال (صدر شعبہ اسلامیات)۔

الحسن پبلی کیشنز  
ایس اے سنٹر، چن  
13-7210623

(اسلامی انسائیکلو پیڈیا)

ہر سطح کے قاری کیلئے مفید

37 تا

|             |                                                       |  |
|-------------|-------------------------------------------------------|--|
| (صفحہ 520)  |                                                       |  |
| (صفحہ 368)  |                                                       |  |
| (صفحہ 1100) |                                                       |  |
| (370)       |                                                       |  |
| (3)         |                                                       |  |
| زوشب        |                                                       |  |
| 12-         | شاہراہ طہارت                                          |  |
|             | اربعین شریف                                           |  |
|             | اسمائے گرامی مع بعض روایات                            |  |
|             | سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ                    |  |
|             | سید خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدوی رضی اللہ عنہ          |  |
|             | جواہراتِ مثنوی معنوی، تعارف حدائقِ الاخیار، ذکرِ الہی |  |
|             | یالوی رضی اللہ عنہ                                    |  |
| 29-         | ملفوظاتِ مظہری                                        |  |
| 32-         | 11 غازیان اسلام                                       |  |
| 35-         | خواجہ خواصپوری                                        |  |
| 37-         | عباد الرحمن (ذکر جمیل اولیاء اللہ)                    |  |

ب تو کلی کے علمی مقام اور ان کی کاوش کی خبر ہوتی اور وہ  
 سکتیں۔ اور ہماری موجودہ اور آئندہ نسل کی زرخیز مٹی  
 ی۔ پروفیسر رفیع الدین معظمی۔ علامہ معراج السلام۔  
 فقیر محمد ندیم (صدارتی ایوارڈ یافتہ) ﴿﴾

نیوٹ بازار، فیصل آباد

0321-7805823, 03



11 فروری 2005ء جمعۃ المبارک

43 روزنامہ ایکسپریس

راقم ہیچند ان نے کتاب ہذا کی تالیف کے دوران ان کتب سے خوشہ چینی کی، بعض کتب سے اقتباسات لیے اور بعض سے رہنمائی لی۔ ان کتب کے مصنفین، مؤلفین اور مترجمین کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے بہت دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دین و دنیا و آخرت میں خوشحالی و کامرانی سے ہمکنار فرمائے۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ جہاں کہیں سقم ملے اس بارے میں ضرور آگاہ فرمائیں۔ مجھے کسی جگہ بھی کسی کی دلائل زاری مقصود نہیں۔ البتہ مولائے کریم کی رضا کی شدید محتاجی و طلب ہے۔ دعا گو و دعاؤ

بندہ پر تقصیر

محمد عبدالخالق تونکلی عفی عنہ

## دور حاضر کی لاجواب نئی کتب (اسلامی انسائیکلو پیڈیا)

تعصب اور فرقہ واریت سے پاک ہر سطح کے قاری کیلئے مفید

## ذکر خیر 1 تا 37

|        |                                                                                                                              |
|--------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| 1-     | بے مثل ولادت و سیرت طیبہ حضرت محمد ﷺ (صفحات 520)                                                                             |
| 2-     | امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن مع جملہ متعلقین کرام رضی اللہ عنہم (صفحات 368)                                                  |
| 3,6-   | خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم مع خصوصی مفید ترین بیان (صفحات 1100)                                                             |
| 7-     | امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز (صفحات 370)                                                                          |
| 8-     | گلشن محمدیہ ﷺ کے مہکتے پھول (صفحات 300)                                                                                      |
| 9-     | جملہ امراض کا علاج از قرآن و حدیث اور اوراد روز و شب                                                                         |
| 19-    | رضی اللہ عنہم و موضوعہ                                                                                                       |
| 11-    | شاہراہ ہدایت                                                                                                                 |
| 12-    | شاہراہ طہارت                                                                                                                 |
| 13-    | مردوں کو زندوں کی ضرورت                                                                                                      |
| 14,15- | اربعین شریف                                                                                                                  |
| 16-    | نجوم ہدایت (ساڑھے سات ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اساتذہ گرامی مع بعض روایات)                                           |
| 17-    | مصباح نجات (صفحات 330)                                                                                                       |
| 18-    | سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ                                                                                           |
| 19-    | بشارت خواجہ توکل شاہ انبالوی رضی اللہ عنہ المعروف بہ ذکر جمیل خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدی رضی اللہ عنہ                        |
| 24,29- | پنج گنج (صحابہ الہدیٰ رضی اللہ عنہم، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، فقیہی جواہرات مثنوی معنوی، تعارف حدائق الاخیار، ذکر الہی) |
| 25-    | خواجہ معظم الدین (محبوب خلیفہ خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ عنہ)                                                           |
| 26-    | تاریخ ہائے عرکس (ایام اللہ)                                                                                                  |
| 27-    | اربعین نورانی                                                                                                                |
| 28-    | گلزار توحید خالقہ منظوم                                                                                                      |
| 29-    | ملفوظات مظہری                                                                                                                |
| 30-    | میر کارواں                                                                                                                   |
| 31-    | اخوندزادہ سیف الرحمن مجددی                                                                                                   |
| 32-    | 11 غازیان اسلام                                                                                                              |
| 33-34- | اسلامی مشغلہ (دو جز)                                                                                                         |
| 35-    | خواجہ خواصوری                                                                                                                |
| 36-    | مؤکدترین سنت مظہرہ (داڑھی کی شرعی مقدار)                                                                                     |
| 37-    | عباد الرحمن (ذکر جمیل اولیاء اللہ)                                                                                           |

کاش کہ پنجاب کے تعلیمی برز جہر اور بڑے بڑے اداروں کو جناب توکل کے علمی مقام اور ان کی کاوش کی خبر ہوتی اور وہ خود چھپوائی کا بندوبست کرتے۔ تاکہ یہ کتب ہر پیا سے تک پہنچ سکیں۔ اور ہماری موجودہ اور آئندہ نسل کی زرخیز مٹی ان کے فیض سے سیراب ہو سکتی۔ ﴿صاحبزادہ الطاف محمود ہاشمی۔ پروفیسر رفیع الدین مظہری۔ علامہ معراج السلام۔ علامہ سعید الحسن شاہ۔ ڈاکٹر محمد اقبال (صدر شعبہ اسلامیات)۔ فقیر محمد ندیم (صدر ترقی ایوارڈ زیافتہ)﴾

ایس اے سنٹر، چینیوٹ بازار، فیصل آباد  
0321-7805823, 0313-7210623

الحسن پبلی کیشنز